

سیرت النبی
بعد از
وصال النبی

(حصہ ہفتم)

محمد عبد الباقی ایڈووکیٹ

سیرت النبی
بعزاز
وصال النبی

(حصہ ہفتم)

محمد عبیدینی ایڈووکیٹ



فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور راولپنڈی کراچی

marfat.com

Marfat.com

مجلد: 3 01768 0 969

بار اول _____ ۲۰۰۱ء

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ

ہیڈ آفس و شوروم: 60 شاہراہ قائد اعظم، لاہور۔

راولپنڈی آفس: 277 پشاور روڈ، راولپنڈی۔

کراچی آفس: فسٹ فلور، مہران ہائٹس، کلفٹن روڈ، کراچی۔

Muhammad Abdul Majeed Siddique

Seerat-un-Nabi Bad Az Wisal-un-Nabi

(Vol:VII)

محمد عبدالمجید صدیقی

سیرت النبی ﷺ بعد از وصال النبی ﷺ

(حصہ ہفتم)

اس کتاب کا کوئی حصہ نقل کرنے، کسی بھی طریقے سے محفوظ کرنے،
فوٹو کاپی یا تریل کرنے کی اجازت نہیں۔

© 2001ء جملہ حقوق فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ محفوظ ہیں۔

کتاب کا مواد مصنف کی تحقیق اور آرام پر مبنی ہے۔ ناشر مکمل طور پر غیر جانبدار ہے۔

مطبوعہ فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام ظہیر سلام پرنٹروپبلشر

marfat.com

Marfat.com

فہرستِ مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۵	انتساب	۱۔
۶	وارثتگ	۲۔
۷	فہرست منابع و ماخذ	۳۔
۱۱	فہرست اصحابِ خواب	۴۔
۱۹	خواب بالتفصیل ۱ تا ۳۱۳	۵۔
۱۸۷	کلماتِ الوداعی	۶۔
۱۸۹	وظائف و عمل برائے زیارت	۷۔
۱۹۷	کلماتِ دُعائیہ	۸۔
۱۹۹	نقشِ نعل مبارک	۹۔

انتساب

- ۱- حضرت مولانا محمد رسول خان قدس سرہ العزیز، اچھڑیاں (ضلع ہزارہ)۔
- ۲- حضرت مولانا عبد اللہ قدس سرہ العزیز، آگرہ (بھارت)۔
- ۳- حضرت مولانا عبد الغنی قدس سرہ العزیز، جھانسی (بھارت)۔
- ۴- حضرت مولانا عبد الغفور قدس سرہ العزیز، دہلی (بھارت)۔
- ۵- حکیم محمد سعید شہید، کراچی۔
- ۶- میاں عبدالرشید شہید، لاہور۔
- ۷- حضرت مولانا محمد احمد مرحوم، کراچی۔
- ۸- جناب عبدالرحمن ناصر مرحوم، کراچی۔
- ۹- حاجی محمد شفیع پرفیومر، لاہور۔
- ۱۰- حاجی عبدالقادر مرحوم پرفیومر، لاہور۔
- ۱۱- جناب امان اللہ (ر) سیخیر ہیڈ ماسٹر، لاہور۔
- ۱۲- جناب زاہد سرور قادری، حسن ابدال۔
- ۱۳- جناب احسان حمید، کراچی۔
- ۱۴- جناب نعمان عزیز خان، راولپنڈی۔
- ۱۵- جناب عمران عابد مرزا، راولپنڈی۔
- ۱۶- محترمہ شازیہ اسلام، لاہور۔
- ۱۷- محترمہ رابعہ خاتون، سکھر۔
- ۱۸- محترمہ بیگم صبیحہ شمس، کراچی۔

وارنگ

حضرت رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی کو درمیان میں لا کر جھوٹے خواب گھڑنے والے اپنے انجامِ بد سے ہوشیار رہیں، کیونکہ آپؐ کا ارشادِ گرامی ہے کہ ”سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ انسان اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو اس نے نہ دیکھی ہو“۔ آپؐ ہی نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ”جو کوئی میری جانب ایسی بات منسوب کرے گا، جو میں نے نہیں کہی تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے“۔

فہرست منابع و مآخذ

		الف		
۲۳-	الکنوز المحمدیہ	۱-	ابلاغ المسبین	
۲۴-	الحضرة	۲-	امیر الروایات	
۲۵-	افضل الصلوة	۳-	البدایہ والنہایہ	
ب		۴-	افکار و سیاسیات علمائے دیوبند	
۱-	باقیات الصالحات	۵-	”اپنی زبان سے میں“	
۲-	بستان المحدثین	۶-	الامزاد	
۳-	برزخ	۷-	اخبار الاخیار	
۴-	بزم رضویہ سلسلہ ۳۸	۸-	ایدھی نیوز لیٹر	
۵-	باغ جنت	۹-	اولیائے ملتان	
ت		۱۰-	المعنن الکبریٰ	
۱-	تجلیات مہر انور	۱۱-	الجواہر النفیسیہ	
۲-	تذکرہ علماء مشائخ سرحد	۱۲-	اذکار ابرار	
۳-	تسکین الصدور	۱۳-	الیواقیت والجواہر	
۴-	تذکرہ الحفاظ	۱۴-	الطرائف	
۵-	تذکرہ حصہ ثالث	۱۵-	المشرع الروی	
۶-	تحفۃ الہند	۱۶-	احیاء العلوم	
۷-	تذکرہ انور صابری	۱۷-	الجمعیۃ شیخ الاسلام	
۸-	تذکرۃ الاولیاء	۱۸-	البدر الطالع	
۹-	تحفہ درود شریف	۱۹-	امداد المشتاق	
۱۰-	تذکرہ شاہ جماعت	۲۰-	الفرقان ولی اللہ نمبر	
۱۱-	تذکرہ حضرت بہاؤ الدین زکریا	۲۱-	الفوز الکبیر	
۱۲-	تحفہ فکر و عمل	۲۲-	التبلیغ	
۱۳-	تاریخ الخلفاء			

و		تمہید لشکور السالمی	۱۴-
		تاریخ کا زرونی	۱۵-
		تذکرۃ المفسرین	۱۶-
		ج	
ر		جامع کرامات اولیا	۱-
		جہاد زندگی	۲-
		”جنگ“ سنڈے میگزین	۳-
		جمعہ میگزین ”نوائے وقت“	۴-
		جمال الاولیا	۵-
		جمال نقشبند	۶-
		جمع الوسائل	۷-
		چ	
		چراغ سنت	
		ح	
		حکایات اولیا	۱-
		حصن حصین	۲-
		حجۃ اللہ البالغہ	۳-
		حکیم الامت کے سیاسی افکار	۴-
		حسن المحاضرہ	۵-
		حیات بقا	۶-
		خ	
		خصائص الکبریٰ	۱-
		خطبات قاری محمد طیبؒ	۲-
		خیر الموائس	۳-
و			
	۱-	در خمین	
	۲-	در رکامنہ	
ر			
	۱-	رویائے صالحہ	
	۲-	رحمت کائنات	
	۳-	روحانی حکایات	
	۴-	رسالۃ الاولیا	
	۵-	روزنامہ ”جسارت“	
	۶-	روزنامہ ”جنگ“	
	۷-	رسالہ ”زیارت فیض بشارت“	
	۸-	روزنامہ ”نوائے وقت“	
	۹-	راہ و رسم منزلہا	
	۱۰-	روحانی ڈائجسٹ	
ز			
	۱-	زیارت نبیؐ بحالت بیداری	
	۲-	زیارات مقدسہ	
	۳-	زیارت حبیبؐ	
	۴-	زیارت رسولؐ	
س			
	۱-	سیرت ائمہ اربعہ	
	۲-	سیرت طیبہ	
	۳-	سخنوران کاکوری	
	۴-	سراج جمیل	
	۵-	سیرت بایزید	

- | | |
|-------------------------------|---------------------------------|
| ۶۔ سبحة المرجان | ۲۔ عوارف المعارف |
| ۷۔ سعادة الدارين | ۳۔ عقد الجواهر |
| ۸۔ سرکار لواری شریف | ۴۔ علمائے ہند کے شاندار کارنامے |
| ۹۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ | ۵۔ عطر الوردہ |
| ۱۰۔ سیارہ ڈائجسٹ | غ |
| ۱۱۔ سفیر اودھ | غایۃ المرام |
| ۱۲۔ سکینۃ الاولیاء | ف |
| ۱۳۔ سر العبودیت | ۱۔ فضائل درود و سلام |
| ۱۴۔ سیر الاقطاب | ۲۔ فیوضات پیران کنگر |
| ۱۵۔ سوانح حیات امیر عبدالرحمن | ۳۔ فیملی میگزین |
| ش | ق |
| ۱۔ شمائل ترمذی | ۱۔ قصیدہ مدح الخیر المرسلین |
| ۲۔ شاہنامہ فردوسی | ۲۔ قبسات النور |
| ۳۔ شمس المعارف | ۳۔ قصیدہ بردہ |
| ۴۔ شرح منہاج | ک |
| ۵۔ عفا القلوب | ۱۔ کلید در |
| ص | ۲۔ کاکلی اوتار |
| صلوۃ المکتبین | ۳۔ کامل اکمل حقانی |
| ض | م |
| ضیائے مہر | ۱۔ ماہنامہ ضیائے حرم |
| ط | ۲۔ ماہنامہ ساندل سویرا |
| طبقات کبریٰ | ۳۔ مبشرات پاکستان |
| ع | ۴۔ ماہنامہ انوار القرید |
| ۱۔ عرب کا چاند | ۵۔ مشائخ دیوبند |

و	ملفوظات	۶-
وفاء الوفا	ماہنامہ ”الینتات“	۷-
ہ	مرید حسین شہید	۸-
ہفت روزہ ”ضرب مومن“	ماہنامہ ”المفتی“	۹-
۱-	مدینۃ الاولیاء	۱۰-
ہفت روزہ ”زندگی“	معمولاتِ یومیہ	۱۱-
۲-	مفتی محمود	۱۲-
ہفت روزہ ”ایشیا“	مولانا محمد الیاس	۱۳-
۳-	ماہنامہ قومی ڈائجسٹ	۱۴-
1. MOHAMMAD IN THE VEDAS	ماہنامہ اردو ڈائجسٹ	۱۵-
2. MOHAMMAD IN ANCIENT-SCRIPTURES	ملفوظات شریفہ	۱۶-
3. MOHAMMAD IN THE WORLD-SCRIPTURES	مناقب الحسن رسول نمائے	۱۷-
	مشارق الانوار	۱۸-
	ماہنامہ النور	۱۹-
	محمد رسول اللہ	۲۰-
	مستطرف (جلد دوم)	۲۱-
	مختصر صحیح البخاری	۲۲-
	مناقب السادات	۲۳-
	مہر منیر	۲۴-
	ملفوظات امیر الملت	۲۵-
	مکتوبات شیخ الاسلام	۲۶-
	ن	
	نزہۃ الخواطر (جلد سوم)	۱-
	نزہۃ الخواطر (جلد پنجم)	۲-
	نزہۃ المجالس	۳-

نوٹ: کل کتابیں ۱۵۲ سے زیادہ ہیں۔

فہرست اصحابِ خواب

۱۔ ڈاکٹر محمد حسن	۲۳۔ ایک پیر بھائی
۲۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ	۲۴۔ علی اصغر چوہدری
۳۔ مولوی فضل امام	۲۵۔ لطیف حسن رائے
۴۔ عبداللہ بن اسعد	۲۶۔ غلام عباس
۵۔ ابن الجریزیؒ	۲۷۔ صوفی عبداللہؒ
۶۔ قاضی شہاب الدین	۲۸۔ حضرت خواجہ محمد زماںؒ
۷۔ شیخ مسعود راریؒ	۲۹۔ محمد معظم الدین مرولوئیؒ
۸۔ ایک شخص	۳۰۔ حافظ سید عبداللہؒ
۹۔ محمد یعقوب عالم	۳۱۔ میاں طفیل محمد
۱۰۔ راناریاض احمد اور نادیہ مریم	۳۲۔ کمانڈر ابو ذر
۱۱۔ محمد اسماعیل چوہدری	۳۳۔ ڈاکٹر مولانا محمد شفیع
۱۲۔ کیپٹن دانیال	۳۴۔ حاجی عبدالرحمن اٹاؤر
۱۳۔ مولانا عرض محمدؒ	۳۵۔ حضرت عبدالمطلب
۱۴۔ سرفراز علی	۳۶۔ وقار الاسلام
۱۵۔ آصف کھوکر	۳۷۔ مولانا محمد گل شیر
۱۶۔ سید امتیاز علی	۳۸۔ پیر سید مہر علی شاہؒ
۱۷۔ سعدیہ	۳۹۔ خان بہادر مولوی شیر محمد
۱۸۔ فرخ خان	۴۰۔ قاری عبدالرحمن الہ آبادی
۱۹۔ حسہ	۴۱۔ ایضاً
۲۰۔ نبیلہ خانم	۴۲۔ پیر سید مہر علی شاہؒ
۲۱۔ بشیر نقشبندی	۴۳۔ ایضاً
۲۲۔ محمد ہاشم مجددی	۴۴۔ ایضاً

مولانا عبدالباقی	۳۵-	مولوی منظور احمد نقشبندی	۶۹-
سید احمد العطاس مدنی	۳۶-	ایک شخص	۷۰-
ایک عمر رسیدہ بزرگ	۳۷-	حضرت علامہ سید یوسف	۷۱-
سید احمد العطاس مدنی	۳۸-	حضرت علی کرم اللہ وجہہ	۷۲-
ایضاً	۳۹-	مولانا محمود الحسن	۷۳-
ایضاً	۵۰-	ایضاً	۷۴-
ایضاً	۵۱-	حکیم مولانا محمد سلیمان	۷۵-
ایک مرید مولوی صاحب	۵۲-	حکیم محمد عبداللہ	۷۶-
مولانا ولی احمد ہزاروی	۵۳-	ایک صاحب	۷۷-
خواجہ ضیا معصوم کابلی	۵۴-	حکیم محمد عبداللہ	۷۸-
سید زین العابدین	۵۵-	ایضاً	۷۹-
غازی عبداللہ شہید	۵۶-	ایضاً	۸۰-
محمد امیر شاہ قادری	۵۷-	ایضاً	۸۱-
شاہ ابوالخیر نقشبندی	۵۸-	حاجی شہاب الدین	۸۲-
مولوی محمد مسیح الدین علوی	۵۹-	قاضی محمد سلیمان منصور پوری	۸۳-
پیر عزیز اللہ حقانی	۶۰-	مولانا ماہر القادری	۸۴-
پیر عزیز اللہ حقانی	۶۱-	چوہدری اقبال حمید	۸۵-
حضرت بایزید بسطامی	۶۲-	علامہ واسد یو	۸۶-
ابن عبداللہ حضرمی احمد آبادی	۶۳-	حضرت مولانا عبداللہ در خواستی	۸۷-
ایک مرید	۶۴-	حضرت عبداللہ	۸۸-
سیف اللہ قادری	۶۵-	سید عظیم الدین شاہ حجازی	۸۹-
ڈاکٹر طاہر جمیل	۶۶-	رائے چاولہ	۹۰-
ایضاً	۶۷-	علی احمد	۹۱-
حضرت نظام الدین اولیا	۶۸-	صوفی نواب دین موہروی	۹۲-

۹۳-	بخیرہ	۱۱۷-	ایک شخص
۹۴-	حضرت سعد بن ابی وقاصؓ	۱۱۸-	قطب الدین شہیدؒ
۹۵-	حضرت آمنہ	۱۱۹-	ایک بزرگ
۹۶-	نوشیرواں عادل	۱۲۰-	ایک قصائی
۹۷-	کسریٰ	۱۲۱-	ایک افغان نوجوان
۹۸-	حضرت خالد بن سعید	۱۲۲-	مولانا خالد کردیؒ
۹۹-	حضرت ابن زبیل جہنیؒ	۱۲۳-	چوہدری جلال دین
۱۰۰-	خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین	۱۲۴-	حضرت رسول نماؒ
۱۰۱-	حافظ غلام فرید	۱۲۵-	ایضاً
۱۰۲-	مولانا محمد علی مونگیری	۱۲۶-	اہلیہ حضرت رسول نماؒ
۱۰۳-	علامہ شعرانی	۱۲۷-	ایضاً
۱۰۴-	مولوی مظفر الدین حیدر آبادی	۱۲۸-	میاں لعل محمد
۱۰۵-	شیخ ابوالصائب	۱۲۹-	میاں جمال خان
۱۰۶-	بشر بن عمران	۱۳۰-	ملک بیگ
۱۰۷-	ابو عبد اللہ محمد بن سعید	۱۳۱-	میر محمد صالح
۱۰۸-	حسن الانوار	۱۳۲-	ایک درویش
۱۰۹-	اسحاق الموتمن	۱۳۳-	حضرت رسول نماؒ
۱۱۰-	حضرت ابوالموہب شاذلیؒ	۱۳۴-	ایضاً
۱۱۱-	حلیہ مختار	۱۳۵-	ایضاً
۱۱۲-	جاوید رضا	۱۳۶-	خواجہ لطف اللہ
۱۱۳-	ایک نیک شخص	۱۳۷-	حضرت رسول نماؒ
۱۱۴-	خواجہ حذیفۃ المرعشیؒ	۱۳۸-	ایضاً
۱۱۵-	حضرت کلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۳۹-	ایضاً
۱۱۶-	شیخ غلام نقشبند لکھنویؒ	۱۴۰-	ایک شخص

حضرت نظام الدین اولیاءؒ	۱۶۵-	محمد بشیر	۱۴۱-
شمس اوتاولہ	۱۶۶-	ایضاً	۱۴۲-
سید حسین خٹک سوار	۱۶۷-	مرزا عبدالقادر بیدل	۱۴۳-
عطا اللہ چشتی	۱۶۸-	ایک نوجوان	۱۴۴-
مولانا لطف اللہ خٹلانی	۱۶۹-	حضرت علی کرم اللہ وجہہ	۱۴۵-
والدہ مولانا محمد روحی	۱۷۰-	ایک بزرگ	۱۴۶-
شیخ سما الدین دہلویؒ	۱۷۱-	مفتی محمود	۱۴۷-
میاں پیارجی	۱۷۲-	مولانا محمد الیاسؒ	۱۴۸-
قاضی محمد	۱۷۳-	مولانا سید فردوس شاہ	۱۴۹-
شیخ سلیمان	۱۷۴-	سائیں گہنا	۱۵۰-
حافظ عثمان ہروی	۱۷۵-	حضرت ابوالحسن شاذلیؒ	۱۵۱-
بعض بزرگ	۱۷۶-	شیخ احمد برہمن	۱۵۲-
شیخ حسین پور ملک محمد	۱۷۷-	سیدنا اسد الرحمن قدسیؒ	۱۵۳-
شیخ محمد	۱۷۸-	حضرت بابا فرید گنج شکرؒ	۱۵۴-
شیخ افضل محمد	۱۷۹-	ایک مریض	۱۵۵-
قاضی محمد شرعی	۱۸۰-	ایک شخص	۱۵۶-
سید صبغۃ اللہ	۱۸۱-	محمد علی حکیم الترمذی	۱۵۷-
سید محمود حضوریؒ	۱۸۲-	ایک بزرگ	۱۵۸-
داراشکوہ	۱۸۳-	شیر شاہ سوری	۱۵۹-
شیخ احمد تارنولیؒ	۱۸۴-	عبدالوہاب شعرانیؒ	۱۶۰-
حاجی عطا محمد جماعتی	۱۸۵-	گوہر بانو	۱۶۱-
محمد اقبال جماعتی	۱۸۶-	مفتی حامد آفندی	۱۶۲-
حافظ غلام حسن	۱۸۷-	مولوی فیروز الدینؒ	۱۶۳-
ایک رشی	۱۸۸-	حضرت مولانا نور شاہ کشمیریؒ	۱۶۴-

۱۸۹-	محمد یوسف	۲۱۳-	سید احمد العطاس مدنی
۱۹۰-	مولانا سید محمد زکریا	۲۱۴-	ایضاً
۱۹۱-	ایضاً	۲۱۵-	سید احمد العطاس مدنی
۱۹۲-	ایضاً	۲۱۶-	عائشہ امتیاز
۱۹۳-	ایضاً	۲۱۷-	ایضاً
۱۹۴-	ایضاً	۲۱۸-	ایضاً
۱۹۵-	ایضاً	۲۱۹-	ایضاً
۱۹۶-	ایضاً	۲۲۰-	ایضاً
۱۹۷-	ایضاً	۲۲۱-	والدہ عائشہ امتیاز
۱۹۸-	ایضاً	۲۲۲-	قاضی محمد زاہد الحسنی
۱۹۹-	سعید احمد	۲۲۳-	ایک عقیدت مند
۲۰۰-	مرید حسین شہید	۲۲۴-	شیخ احمد
۲۰۱-	عبدالوہاب شعرانی	۲۲۵-	محمد بن جعفر
۲۰۲-	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی	۲۲۶-	مولانا شاہ رفیع الدین
۲۰۳-	بابا جی بادشاہ	۲۲۷-	مولانا قاضی محمد زاہد الحسنی
۲۰۴-	ایک بزرگ	۲۲۸-	ایضاً
۲۰۵-	جناب محمد اسلم	۲۲۹-	ایضاً
۲۰۶-	ایضاً	۲۳۰-	شیخ شمس الدین خواجگی
۲۰۷-	ایضاً	۲۳۱-	نافع مدنی
۲۰۸-	ایضاً	۲۳۲-	شیخ علاؤ الدین
۲۰۹-	ایضاً	۲۳۳-	امام اشعری
۲۱۰-	ایضاً	۲۳۴-	علامہ بوسیری
۲۱۱-	سیدنا پیر مہر علی شاہ	۲۳۵-	حضرت حسین احمد مدنی
۲۱۲-	ایک درویش	۲۳۶-	ایضاً

۲۳۷- یحییٰ بن معین	۲۶۱- عاطف علی
۲۳۸- امام الحرمین	۲۶۲- خانم بلقیس اختر
۲۳۹- ایک کافر بدو	۲۶۳- ایضاً
۲۴۰- ابن النجار	۲۶۴- ایضاً
۲۴۱- مولانا حبیب اللہ بیجاپوری	۲۶۵- ایضاً
۲۴۲- ابن طولون	۲۶۶- آفتاب احمد طارق
۲۴۳- ایمن ابوالبرکات	۲۶۷- میجر عبدالکحیم خان
۲۴۴- ابوالشکور السالمی	۲۶۸- ایضاً
۲۴۵- حاجی امداد اللہ مہاجر کئی	۲۶۹- شریف طیفور
۲۴۶- شیخ عبدالمعطی	۲۷۰- علامہ یوسف مہبانی
۲۴۷- امیر عبدالرحمن	۲۷۱- محمد محمود عبدالعلیم
۲۴۸- حاجی سید محمد عابد	۲۷۲- ایک شیفتہ رسول
۲۴۹- مولانا محمد انوری	۲۷۳- شیخ حسن شداد
۲۵۰- حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی	۲۷۴- سید تیسیر السمودی
۲۵۱- یوسف علی	۲۷۵- بیٹا شیخ حسن شداد
۲۵۲- ایضاً	۲۷۶- شیخ عبدالرحمن کاف
۲۵۳- آفتاب احمد طارق	۲۷۷- محمد محمود عبدالعلیم
۲۵۴- یوسف علی	۲۷۸- ایک شیفتہ رسول
۲۵۵- محمد کردی قادری	۲۷۹- عبداللہ النعمان
۲۵۶- حضرت شیخ خلیفہ	۲۸۰- شیخ احمد عبدالجواد
۲۵۷- حضرت بہاؤ الدین زکریا	۲۸۱- علامہ شعرانی
۲۵۸- مفتی ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی	۲۸۲- ایک ولی اللہ
۲۵۹- علامہ منظور احمد شاہ	۲۸۳- شیخ حسن شداد
۲۶۰- آغا خلیل صاحب	۲۸۴- شیخ صالح الجعفری

- ۲۸۵۔ حضرت احمد شہاب الدین
- ۳۰۹۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ
- ۲۸۶۔ ابو علی شیبوعی
- ۳۱۰۔ ایضاً
- ۲۸۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۳۱۱۔ عبدالحفیظ شیرازی
- ۲۸۸۔ حضرت احمد بن علویؒ
- ۳۱۲۔ قائد اعظمؒ
- ۲۸۹۔ دختر راجہ ظفر اقبال
- ۳۱۳۔ سید صفدر علی احمد
- ۲۹۰۔ علامہ سید محمد دیدار علی شاہؒ
- ۲۹۱۔ میاں غلام محمد سہروردیؒ
- ۲۹۲۔ منیر احمد
- ۲۹۳۔ نسرین اقبال
- ۲۹۴۔ عذرا سلطانہ
- ۲۹۵۔ بیگم شیخ الطاف حسین
- ۲۹۶۔ ایضاً
- ۲۹۷۔ قاضی محمد سلیم صدیقی
- ۲۹۸۔ شیخ احمد رواویؒ
- ۲۹۹۔ مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادیؒ
- ۳۰۰۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خانؒ
- ۳۰۱۔ مولانا محمد علی جوہرؒ
- ۳۰۲۔ بلال شہیدؒ
- ۳۰۳۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ
- ۳۰۴۔ مولانا بدر عالمؒ
- ۳۰۵۔ بعض صالحین
- ۳۰۶۔ ایک نو مسلم انگریز
- ۳۰۷۔ نور الہدیٰ (نو مسلم)
- ۳۰۸۔ ایک شخص

اعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

۱۔ ایک رات ڈاکٹر محمد محسن نے خواب میں حضور اقدس ﷺ کو لوگوں کے ہجوم میں دیکھا اور قدم بوسی کے لیے آگے بڑھنا چاہا، مگر حضور اقدس ﷺ نے آپ کو قدم بوسی کی اجازت مرحمت نہ فرمائی۔ حضور اقدس ﷺ سینے میں شرابور تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے وہ پسینہ خوب سیر ہو کر پیا۔ اس کے بعد حضور اقدس ﷺ نے ڈاکٹر صاحب سے ایک کاغذ طلب فرمایا اور اس پر تحریر فرما کر کہ ”میں ان کو چاہتا ہوں“، اپنی مہر ثبت کر دی۔

ڈاکٹر صاحب بیدار ہوئے تو ان پر ہیبت طاری تھی۔ جب معبرین سے رجوع کیا تو انہوں نے یہ تعبیر دی کہ آپ حضور اقدس ﷺ کی احادیث کو سلیس انداز میں پیش کر کے اسلام کی خدمت انجام دیں گے، پس آپ نے بخاری شریف کا انگریزی ترجمہ شروع کر دیا کہ اس کی ضرورت تھی اور مصروفیت کے باوجود تقریباً بارہ سال میں اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

ڈاکٹر محمد محسن ولد محی الدین کے بزرگ افغانستان سے ہجرت کر کے قصور (پاکستان) میں آباد ہوئے تھے۔ آپ کا تعلق افغانستان کے مشہور قبیلے الخواشکی الجماندی سے ہے اور آپ ۱۳۴۵ھ بمطابق ۱۹۲۷ء میں قصور میں پیدا ہوئے۔ وہیں تعلیم حاصل کرنے کے بعد کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج، لاہور سے ایم بی بی ایس کر کے چار سال انگلستان میں گزارے اور پھر ویلز یونیورسٹی سے سینے کے امراض میں ڈپلوما حاصل کیا۔ وزارت صحت، سعودی عرب میں رہ کر تقریباً پندرہ سال طائف میں صدری امراض کے ماہر کی حیثیت سے کام کیا۔ بعدہ مدینہ شریف کے شاہ عبدالعزیز ہسپتال اور سب سے آخر میں اسلامک یونیورسٹی کلینک، مدینہ منورہ کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

”مختصر صحیح البخاری“ کی انگریزی میں یہ شاندار کتاب جو ۱۰۹۶ صفحات پر مشتمل ہے جو دارالسلام پبلی کیشنز، ریاض (سعودی عرب) نے شائع کی ہے۔ اس کے صفحہ ۱۲ تا ۱۳ پر مذکورہ بالا خواب انگریزی میں موجود ہے۔

میں اس کتاب کے واسطے جناب ناظم عثمانی (اسلام آباد) کا ممنون ہوں، جنہوں نے اسے جناب صغیر احمد دہلوی سے حاصل کیا تھا۔

۲۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی (ولادت ۸۵۰ھ بمطابق ۱۴۴۶ء وصال ۹۱۱ھ

بمطابق ۱۵۰۵ء) بہت بڑے ولی شمار ہوتے ہیں، جو سوتے جاگتے حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوتے تھے۔ وہ آپ ﷺ سے بالمشافہ گفتگو فرماتے اور بہت سی غیب کی باتیں معلوم کر لیتے تھے۔ بادشاہوں اور امرا کے پاس تازیت نہیں گئے۔ چھ سو علما سے علم حدیث حاصل کیا اور ۳۶۰ کتابیں لکھیں۔ ایک روز علامہ سیوطی نے اپنے خادم محمد بن علی سے فرمایا کہ اس وقت مکہ مکرمہ میں نماز عصر پڑھیں گے بشرطیکہ میری زندگی میں یہ واقعہ کسی سے بیان نہ کرو۔ خادم نے وعدہ کر لیا تو فرمایا: دونوں آنکھیں بند کرو۔ پھر خادم کا ہاتھ پکڑ کر کوئی ۲ قدم دوڑے اور پھر فرمایا: آنکھیں کھول دو۔ خادم نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ وہ مکہ مکرمہ میں باب جنت المعلیٰ کے پاس تھے۔ یہاں ہم نے ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی اور بیت اللہ شریف کا طواف کر کے آب زم زم پیا، نماز عصر کے بعد پھر طواف کیا اور آب زم زم پیا، پھر شیخ نے مجھ سے فرمایا: چاہو تو میرے ساتھ چلو اور چاہو تو حاجیوں کے آنے تک یہاں ٹھہر جاؤ۔ میں نے کہا: آپ کے ساتھ چلوں گا۔ فرمایا: دونوں آنکھیں بند کرو اور میرا ہاتھ پکڑ کر کوئی سات قدم چلے ہو گئے کہ فرمایا: آنکھیں کھول دو۔ کیا دیکھتا ہوں کہ جہاں سے ہم روانہ ہوئے تھے پھر وہیں ہیں (البلاغ المبین حصہ سوئم صفحہ ۸۱۹ تا ۸۲۰)۔ از خان صاحب آغا محمد سلطان مرزا ایم اے۔ ایل ایل بی۔ ڈسٹرکٹ و سیشن جج (ریٹائرڈ) دہلی (بھارت) جسے امامیہ کتب خانہ، مغل حویلی، اندرون موچی گیٹ، لاہور نے شائع کیا۔

۳۔ جناب امیر شاہ خان صاحب نے فرمایا کہ میں نے یہ قصہ بہت لوگوں سے سنا ہے مگر کسی نے صاحب خواب کا نام نہیں لیا۔ مگر مولوی ماجد علی صاحب اور مولوی احمد علی خیر آبادی نے بتایا کہ یہ خواب مولوی فضل امام صاحب کا تھا۔ انہوں نے خواب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ میرے مکان پر تشریف لائے اور مکان کے فلاں کمرے میں بیٹھے ہیں۔ اس کی تعبیر میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فرمایا کہ تم فوراً جا کر اپنا تمام سامان اس کمرے سے نکال دو اور اُسے بالکل خالی کرو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد وہ کمرہ فوراً گر گیا (جس سے تعبیر کا صحیح ہونا معلوم ہو گیا) مگر یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ اس خواب کی یہ تعبیر کیوں کر ہوئی، کیونکہ ہزاروں لوگ جناب رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری خواب میں دیکھتے ہیں اور کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا۔ اس پر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فرمایا کہ اس وقت بے اختیار یہ آیت ذہن میں آگئی تھی: ان الملوک اذا دخلوا قریۃ الفسد وھا (سورہ نمل۔ آیت ۳۴)۔ ترجمہ = بادشاہ جب کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تباہ کر دیتے ہیں۔

(امیر الروایات فی حبیب الحکایات = منقول از جناب امیر شاہ خان صاحب متوطن خورجہ۔ مقیم مینڈھو ضلع علی گڑھ (یوپی۔ بھارت)۔ (حکایات اولیا صفحہ ۲۸۵۲ = ناشر = ایم ثناء اللہ خان۔ ۲۶ ریلوے روڈ، لاہور۔ بار دوئم۔ فروری ۱۹۵۷ء)۔

(مذکورہ بالا خواب کے حاشیے پر حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا: عجب نہیں کہ شاہانہ لباس میں زیارت ہونا بیان کیا ہو، اس پر یہ آیت ذہن میں آئی ہو۔ عام طور پر جو زیارت ہوتی ہے تو لباس انبیا میں، ہر تعبیر کا اطراد ضروری نہیں۔ اس میں خصوصیات مقام کو دخل ہوتا ہے)۔

۳۔ عبد اللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان بن فلاح الیافعیؒ (ولادت ۶۹۸ھ بمطابق ۱۲۹۹ء وصال ۷۶۸ھ بمطابق ۱۳۶۶ء) کو اکثر حضرت رسول اللہ ﷺ اور حضرات شیخینؒ (حضرت ابو بکر صدیقؓ و حضرت عمر فاروقؓ) کی زیارت ہوتی تھی۔ چار جلدوں میں ”مرآة البحان“ اور کئی دوسری کتابیں آپ کی یادگار ہیں۔ شیخ علاؤ الدین خوارزمی نے آپ سے فرمایا کہ ایک رات بلاد شام کے ایک شہر میں بعد نماز عشا خلوت میں بیٹھا تھا، دروازہ اندر سے بند تھا کہ میں نے دو آدمیوں کو اپنے پاس پایا، جنہوں نے مجھ سے کہا: اے شیخ تہائی میں کیا کر رہے ہو؟ میں نہیں جانتا وہ کیسے اندر آگئے۔ کچھ دیر انہوں نے مجھ سے گفتگو کی، ملک شام کے ایک آدمی کی بڑی تعریف کی اور کہا: معلوم نہیں انہیں غیب سے رزق کیونکر پہنچتا ہے۔ اس کے بعد مجھ سے کہا: ہمارا سلام اپنے دوست عبد اللہ یافعی سے کہنا۔ میں نے ان سے کہا: آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ وہ حجاز میں ہے؟ اس پر انہوں نے کہا ہم پر کچھ مخفی نہیں۔ پھر وہ اٹھے اور محراب کی طرف چلے۔ میں سمجھا نماز پڑھیں گے۔ لیکن وہ دیوار میں سے گزر کر چلے گئے (البدایہ والنہایہ)۔

۵۔ شمس الدین ابوالخیر محمد (المعروف ابن الجریزیؒ) (ولادت ۲۵ رمضان شب شنبہ ۷۵۱ھ بمطابق ۲۶ نومبر ۱۳۵۰ء وصال بروز جمعہ ۸۳۰ھ بمطابق ۱۴۲۹ء) سے کبھی پیر و جمعرات کا روزہ فوت نہ ہوا نہ ہی روزہ بیض (ہر اسلامی مہینے کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ کے روزے)۔ ان کا رکھنا سنت ہے، جس کسی نے یہ روزے رکھے گویا پورے مہینہ روزے رکھے گویا اس قدر ثواب ہے اور صحت کے لیے بے حد مفید ہیں)۔ آپ کے تین کام تھے: قرآن مجید پڑھنا، حدیث شریف سنانا یا عبادت کرنا۔ آپ کے وقت میں برکت تھی جو باقاعدہ محسوس ہوتی تھی۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضور پر نور ﷺ آپ کی مشہور تصنیف ”حصن حصین“ کی تعریف فرما رہے ہیں۔

۶۔ قاضی شہاب الدین بن شمس الدین بن عمر ملک العلماء دولت آبادیؒ (وصال ۲۴

رجب ۸۴۹ھ بمطابق ۲۶ اکتوبر ۱۴۲۵ء) مؤلف ”مناقب السادات و ہدایت السعداء“۔ جناب غلام علی آزاد بلگرامی اپنی مشہور تصنیف ”سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان“ میں لکھتے ہیں کہ قاضی صاحب کے لیے آپ کے استاد قاضی عبدالمقتدر دہلوی فرماتے تھے کہ اس کی جلد علم ہے، گوشت علم ہے اور اس کی ہڈی علم ہے۔ قاضی صاحب سے خواب میں حضور اکمل و اقدس ﷺ نے فرمایا کہ سیداجمل تم سے افضل ہے، اس کے پاس جا کر اس کی رضامندی حاصل کرو۔ پس آپ نے ان کے پاس جا کر معافی مانگی اور رسالہ ”مناقب السادات“ تحریر کیا جس میں اہل بیت نبوت سے محبت و عقیدت کا اظہار کیا۔

۷۔ حضرت شیخ مسعود دراریؒ بلاد فارس کے رہنے والے تھے۔ شیفۃ حضرت رسول اللہ ﷺ تھے۔ آپ کا طریقہ تھا کہ ہر روز علیؑ صبح اس جگہ جاتے جہاں مزدور بیٹھتے تھے اور وہاں سے لوگ ان کو اپنے مکان کی تعمیر وغیرہ کے لیے لے آتے تھے۔ حضرت شیخؒ ان کو اپنے ہمراہ لاتے اور اچھی طرح بٹھا کر فرماتے کہ درود شریف پڑھو اور خود بھی ان کے ساتھ بیٹھ کر درود پاک پڑھتے۔ شام کو مزدوروں کے رخصت کا وقت آتا تو جیسے کام کرانے والے لوگ مزدوروں سے کہتے ہیں ”تھوڑا سا کام اور کر لو“۔ اسی طرح آپ ان سے کہتے اور پھر سب کو ان کی پوری پوری مزدوری دے کر رخصت کرتے۔ خلوص و محبت کے اس عمل کا یہ فیضان تھا کہ آپ کو بحالت بیداری حضرت رسالت مآب ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل تھا (سعادة الدارین)۔

۸۔ ایک صاحب ہر سال مکہ مکرمہ سے حضرت رسول مقبول ﷺ کی زیارت کے لیے پیدل مدینہ منورہ آتے تھے۔ درمیانی راستہ ۲۷۰ میل ہے، جس میں دو تین سات آٹھ میل لمبے ریگستان بھی آتے ہیں، باقی مٹی والی پتھر ملی زمین ہے۔ ایک مرتبہ انہیں فتن کی بیماری ہو گئی۔ بڑی وقت سے روضہ اطہر (علیؑ صاحبہا صلوٰۃ و سلاما) پر حاضری دی اور رو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) جب تک پیروں نے ساتھ دیا برابر حاضر ہوتا رہا، اب میرا آخری سلام قبول فرمائیے۔ یہ کہتے ہی اسی وقت ان کی فتن (آنت اترنا۔ ہرنیا) کی تکلیف دور ہو گئی (”جہاد زندگی“ یعنی حضرت مولانا فیروز الدین کے خود نوشت حالات زندگی صفحہ ۱۲۴۔ ناشر۔ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور)۔

۹۔ جناب محمد یعقوب عالم ماہ رمضان ۱۹۲۸ء میں کانپور (یوپی، بھارت) میں پیدا ہوئے۔ کرائسٹ چرچ کالج، کانپور (آگرہ یونیورسٹی) سے بی اے کیا، ڈپٹی سیکرٹری کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے، اب اسلام آباد میں قیام ہے۔ تقریباً چار سال قبل آپ نے ماہ رمضان میں

خواب دیکھا کہ ہم پانچ چھ احباب حضور اقدس ﷺ کے ہمراہ کہیں جا رہے ہیں۔ یکایک ایسا محسوس ہوا کہ چند بد معاش حضور انور ﷺ کو گھیرے میں لینا چاہتے ہیں۔ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ یہیں ٹھہریں۔ اور ہم لوگوں نے نہایت تیزی سے تربیت یافتہ فوجیوں کی طرح چاروں طرف مورچے سنبھال لیے۔ میں نے دیکھا کہ ایک دشمن حضور پر نور ﷺ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ میں نے اس پر گولی چلائی جو ٹھیک اس کے دل پر لگی۔ میں خواب ہی میں سوچنے لگا کہ تقریباً پچاس سال سے میں نے بندوق ہاتھ میں نہیں لی، مگر نشانہ کس قدر صحیح ہے اور اس کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی۔ (۲۷ مئی ۲۰۰۰ء کو آپ نے اپنا یہ خواب لکھ کر مجھے دیا (غیر مطبوعہ)۔

۱۰۔ رانا ریاض احمد صاحب نہایت نیک اور دین دار انسان ہیں۔ پاکستان ٹیلی ویژن ہیڈ کوارٹر، اسلام آباد میں پرسنل آفیسر ہیں۔ ایک رات آپ نے نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ نعت شریف کی ویڈیو دیکھی، جسے جناب سید فصیح الدین سہروردی پڑھ رہے تھے۔ اگلی رات ان کی بڑی بیٹی نادیا مریم کو حضور اقدس ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے انہیں دعادی اور نہایت خوش تھے۔ اس کے چند روز بعد رانا صاحب کو بھی زیارت پاک کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور انور ﷺ نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”ہر مصیبت زدہ کی امداد کیا کرو اور کبھی مصائب سے نہ گھبراؤ، میرے بلال پر بھی مصیبتوں کے پہاڑ توڑے گئے مگر وہ ثابت قدم رہے، کثرت سے درود شریف کا ورد کرتے رہو۔“ (غیر مطبوعہ)۔ رانا صاحب اب بکثرت درود شریف کا ورد کرتے ہیں اور فضائل درود شریف سے لوگوں کو بھی مطلع کرتے رہتے ہیں۔

۱۱۔ جناب محمد اسماعیل چوہدری یکم ستمبر ۱۹۳۳ء کو موضع ستوالی تحصیل و ضلع جالندھر (مشرقی پنجاب، بھارت) میں پیدا ہوئے۔ زرعی کالج، فیصل آباد (پنجاب یونیورسٹی) سے ایم ایس سی (ایگریکلچر) کر کے اٹا مولو جسٹ ریسرچ سائنسٹ کی حیثیت سے پاکستان فارسٹ انسٹی ٹیوٹ، پشاور میں خدمت انجام دیتے رہے اور ڈائریکٹر کی حیثیت سے ریٹائر ہو کر اب اسلام آباد میں مستقل قیام ہے۔ نہایت ہی سادہ مزاج اور اللہ والے ہیں۔ آپ کو ۲۰۰۰ء میں اپنی مرحومہ اہلیہ کی جانب سے حج بدل کی سعادت حاصل ہوئی، مگر حج سے پہلے ہی دوران طواف جیب سے تقریباً ساری رقم (بیس پچیس ہزار روپے) کسی نے نکال لی، جس کا دل پر اثر تھا مگر یہ سوچ کر کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے، صبر کرنے کی سعی کی اور بیت اللہ شریف میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کے حضور سجدے میں گر کر عرض کیا کہ اے اللہ تو دلوں کے حال جانتا ہے،

میں نے اپنی طرف سے اس نقصان کو بھول جانے کی کوشش کی ہے لیکن پھر بھی یہ گہنکار کا دل ہے، کبھی کبھار افسوس کرتا رہتا ہے مگر میں ہر طرح آپ کی رضا میں راضی ہوں۔ مزید بیان کرتے ہیں کہ رات کو خواب دیکھا کہ میں ایک کمرے میں داخل ہو رہا ہوں تو ایک شخص کہتا ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ سے مصافحہ کر لو۔ میں حضور انور ﷺ کو دیکھ کر یک دم آپ ﷺ کے قدموں میں گر جاتا ہوں۔ آپ ﷺ اپنا دایاں دست مبارک آگے کر دیتے ہیں، میں اپنے دونوں ہاتھوں سے اسے پکڑ کر بوسہ لیتا ہوں، خوشی سے میرے آنسو نکل آتے ہیں اور اپنے مقدر پر رشک کرتا ہوں کہ اس گناہ گار کو یہ سعادت! مصافحہ کے بعد حضور اقدس ﷺ اپنے دونوں دست مبارک سے ہیرے جواہرات کی لپ بھر کر میری جھولی میں ڈال دیتے ہیں۔ اسی طرح دوبارہ ہیرے جواہرات کی لپ میری جھولی میں ڈالتے ہیں اور پھر میری آنکھ کھل جاتی ہے۔ جب سے میں نے یہ خواب دیکھا ہے دل سے مال کی حرص اور اہمیت ختم ہو گئی ہے، لیکن ضرورت مندوں کو دینے کے باوجود مال کم نہیں ہوتا۔ آتا ہی جاتا ہے (غیر مطبوعہ)۔

۱۲۔ لگ رہے ہیں جواہرات کے ڈھیر اب بھی کوئی نہ لے تو ہے اندھیر

۱۲۔ راجہ ظفر اقبال چوہان کے چھوٹے صاحبزادے کیپٹن دانیال نے مصنف / مولف کتاب ہذا کو اپنا یہ خواب سنایا: ۱۹۹۸ء کی ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ گھوڑے پر سوار ایک پگڈنڈی پر سے گذر رہا ہوں، میرے ہمراہ تین سوار اور ہیں، ان میں ایک حضور اقدس ﷺ اور دوسرے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، علم نہیں تیسرے سوار کون ہیں، میں حضور انور ﷺ کا چہرہ انور نہ دیکھ سکا مگر دل نے گواہی دی کہ یہ آپ ہی ہیں (غیر مطبوعہ)۔

کیپٹن دانیال نہایت قابل، نیک، نمازی اور متشرع نوجوان ہیں۔ نماز اور درود شریف سے آپ کو خاص شغف ہے۔ عنقریب میجر ہونے والے ہیں۔ انشا اللہ۔

۱۳۔ مولانا عرض محمد ۱۹۳۸ء میں حجاز مقدس تشریف لے گئے اور تین سال وہیں مقیم رہ کر دوحج کیے۔ اسی زمانہ میں آپ کو حضور اقدس ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ مولانا نے سلام کیا تو آپ ﷺ نے سلام کے جواب کے ساتھ دامن بھر کر باجریا جوار کے دانے بھی عطا فرمائے اور فرمایا: ”جاؤ، انہیں بلوچستان میں تقسیم کرو۔“

مولانا نے خواب کی یہ تعبیر نکالی کہ حضور ﷺ نے مجھے بلوچستان کے لوگوں میں توحید و سنت اور اسلامی علوم کی ترویج و فروغ کا حکم فرمایا ہے، چنانچہ واپس آ کر ۱۹۴۲ء میں کوسٹہ میں بیرونی روڈ پر مدرسہ عربیہ مطلع العلوم کی بنیاد رکھی۔ آگے چل کر یہ صرف بلوچستان ہی میں نہیں بلکہ پاکستان میں دینی تعلیم کا ایک عظیم مرکز بن گیا۔ بلوچستان کے مدارس میں اساتذہ

کی اکثریت یہیں کی فیض یافتہ ہوتی ہے۔ مولانا بلوچستان میں دینی مدارس کی ابتدا کرنے کے باعث مشہور ہوئے۔

مولانا عرض محمد کوئٹہ سے ۲۶ میل دور ایک سرسبز و شاداب گاؤں بڑنگ آباد میں ۱۹۰۴ء میں پیدا ہوئے۔ چار سال وہلی میں علم حاصل کرنے کے بعد تکمیل علم کے لیے دارالعلوم دیوبند (یوپی، بھارت) پہنچے۔ پانچ سال وہاں رہے اور مولانا سید حسین احمد مدنی کے شاگرد رشید بن گئے۔ سابقہ ریاست قلات (بلوچستان) میں جابرانہ سرداری نظام مسلط تھا۔ کاشتکار کو مالیہ کے علاوہ کل پیداوار کا چھٹا حصہ بھی ریاست کو دینا پڑتا تھا۔ مولانا کی کوشش سے اس ناانصافی کا قلع قمع ہوا۔ قتل ہو جانے کی صورت میں جاموٹ قبیلے کے فرد کا خون بہا صرف تین سو روپیہ اور دوسرے قبائل سے تعلق رکھنے والے فرد کا خون بہا دس ہزار روپیہ مقرر تھا۔ اسلام میں رنگ و نسل کی بنیاد پر کسی کو فضیلت حاصل نہیں۔ مولانا نے اس کھلی ناانصافی اور زیادتی کے خلاف آواز بلند کی اور اس امتیازی اور غیر منصفانہ قانون کا خاتمہ ہوا۔ ریاست قلات کے سردار آپ کے خلاف ہو گئے اور خان آف قلات نے بادل ناخواستہ آپ کو تین سال کے لیے ریاست بدر کر دیا۔ یہ تین سال آپ نے حجاز مقدس میں گزارے۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے آپ خلیفہ مجاز تھے۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۷۰ء کو نماز فجر کے بعد حسب معمول سنی (بلوچستان) میں شہر کے باہر سیر کو جا رہے تھے کہ ریلوے لائن عبور کرتے وقت اچانک ریلوے ویگن حرکت میں آگئی اور آپ ایک ویگن کے نیچے آکر بھر ۶۶ سال خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مشہور سیاسی لیڈر اور عالم حافظ حسین احمد آپ ہی کے فرزند ہیں۔ (روزنامہ جسارت، کراچی مورخہ ۷ جون ۱۹۸۱ء بمطابق ۲ شعبان ۱۴۰۱ھ بروز اتوار کے مضمون ”مولانا عرض محمد مرحوم“ سے ماخوذ)۔

۱۴۔ سرفراز علی (حیدر آباد، سندھ) نے خواب دیکھا کہ کوئی شخص مجھے آکر بتاتا ہے کہ فلاں مسجد میں حضور اقدس ﷺ تشریف فرما ہیں، چلو آپ کی زیارت کر لیں۔ میں ان کے پیچھے پیچھے چلتا ہوں، مسجد میں جا کر وضو کرتا ہوں اور پھر مسجد کے اندر مجھے حضور انور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ وہاں آپ ﷺ کے ہمراہ چار پانچ دوسرے بزرگ بھی بیٹھے ہیں۔ میرے ذہن میں اب تک آپ ﷺ کے چہرہ انور کے نقوش تازہ ہیں۔

میان مشتاق عظیمی اس کی تعبیر میں فرماتے ہیں کہ جو شخص حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت خواب میں کرے، وہ سمجھ لے کہ اس نے آپ ﷺ کو بیداری میں دیکھا اور جو آپ ﷺ کی زیارت کرے وہ مسلمان اللہ کا نیک بندہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ اس کے

جہتی ہونے کی دلیل ہے (فیملی میگزین ۲۱ تا ۲۷ نومبر ۱۹۹۹ء صفحہ ۴۹)۔

۱۵۔ آصف کھوکر (تونسہ شریف) لکھتے ہیں کہ ایک جگہ لوگوں کی بہت بھیڑ ہے اور وہاں حضور پر نور ﷺ اپنے دست مبارک سے ایک شخص کو اپنی تلوار مبارک عطا کر رہے ہیں۔ میں لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ ﷺ نے کس کو تلوار عطا فرمائی ہے؟ تو حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے تلوار فلاں شخص کو عطا کی ہے۔

تعبیر بہت اچھی ہے۔ حضور انور ﷺ کو خواب میں دیکھنا دنیا کی سب نعمتوں سے افضل اور بہت ہی مبارک ہے۔ جس کو تلوار عطا کی گئی ہے وہ شخص نہایت اعلیٰ قسمت کا مالک ہے اور اس کی دنیا اور دین سب ہی اچھے ہو جائیں گے (فیملی میگزین ۱۰ تا ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۹ء صفحہ ۴۹)۔

۱۶۔ سید امتیاز علی لکھتے ہیں کہ میں نے گذشتہ رمضان خواب دیکھا کہ ایک جگہ گیا ہوں، مجھے ایک خاتون ملیں، جو عبادت کر رہی ہیں، میں نے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (نام یاد نہیں رہا) ہوں، پھر ایک بزرگ دیکھے جن کی ریش مبارک کچھ سیاہ اور کچھ سفید تھی، کپڑے بہت اچھے پہنے ہوئے تھے، پوچھنے پر ان خاتون نے فرمایا کہ آپ ہی حضرت رسول اللہ ﷺ ہیں۔

تعبیر از میاں مشتاق احمد عظیمی۔ ماشا اللہ نہایت اچھا اور بہت مبارک خواب ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے حق دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو درود شریف کثرت سے پڑھنے اور سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (فیملی میگزین صفحہ ۴۹-۱۹ تا ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۹ء)۔

۱۷۔ سعدیہ (طلحہ گنگ) (طلحہ گنگ کو لوگوں نے تلہ گنگ لکھنا شروع کر دیا ہے، جو غلط ہے) نے خواب دیکھا کہ میں گھر میں ہوں، میری امی آ کر بتاتی ہیں کہ شہر میں حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے ہوئے ہیں، سب لوگ زیارت کے لیے جا رہے ہیں، تم بھی جاؤ۔ میں خوشی کے عالم میں بھاگتی ہوں، اچانک میرے سامنے ایک بڑا میدان آ جاتا ہے جس میں بہت سے لوگ بیٹھے ہیں، خود بخود میرے دل میں خیال آیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہیں جو سب سے اونچے دکھائی دے رہے ہیں، آپ کے گرد بہت سے نورانی چہروں والے بزرگ بیٹھے ہیں اور آپ مسکرا کر باتیں کر رہے ہیں، پھر میری آنکھ کھل گئی۔

تعبیر = حضور سرور کائنات ﷺ کو خواب میں دیکھنا دنیا کی سب نعمتوں سے افضل ہے، یہ بہت مبارک خواب ہے اور آپ ﷺ کی تشریف آوری ثابت کرتی ہے کہ صاحب

خواب بہت اچھی قسمت کا مالک ہے، جس کی دین اور دنیا ہمیشہ اچھی رہیں گی اور لوگ بھی رجوع کریں گے (فیملی میگزین ۱۵ تا ۲۱ اگست ۱۹۹۹ء۔ صفحہ ۴۹)۔

۱۸۔ فرخ خان (رحیم پارخان) نے خواب دیکھا کہ ایک مال گاڑی کے ڈبے میں بہت سے لوگوں کے ساتھ میں بھی بیٹھی ہوں، ڈبے کے دونوں دروازے کھلے ہیں کہ یک دم اللہ کے نور سے پورا ڈبہ بھر گیا، روشنی ہی روشنی نظر آرہی ہے، لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں، کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی امامت میں سب کو نماز پڑھنی ہے، میں بہت خوش ہوتی ہوں، صفیں بندھ رہی ہیں، میرے علاوہ سب مرد ہیں۔ میں اپنے بھائی سے کہتی ہوں کہ حضور اقدس ﷺ نماز پڑھانے لگے ہیں، جلدی سے ابو کو بھی بلا لو۔

تعبیر = ماشا اللہ بہت اچھا خواب ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی امامت میں نماز ادا کرنا بہت بڑی سعادت ہے، آپ اعلیٰ قسمت کی مالک ہیں، آپ کی دین و دنیا بہتر ہوگی، ہر نماز کے بعد کثرت سے درود شریف کا ورد کیا کریں (۱۶ تا ۲۲ جنوری ۲۰۰۰ء۔ فیملی میگزین۔ صفحہ ۴۹)۔

۱۹۔ محترمہ حسنہ نے خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑے بزرگ مجھ سے کہتے ہیں کہ مجھے قرآن پاک کی تلاوت سناؤ۔ میں انہیں پڑھ کر سناتی ہوں کہ پڑھتے پڑھتے میری طبیعت خراب ہو جاتی ہے، اتنے میں وہ میرے شانے پر ایک ہاتھ شاباش دینے کے انداز میں رکھتے اور فرماتے ہیں کہ میں تجھ سے بہت خوش ہوں اور جاتے جاتے فرماتے ہیں کہ میں محمد ﷺ ہوں۔

تعبیر = نبی پاک ﷺ کو خواب میں دیکھنا دنیا کی سب نعمتوں سے افضل ہے۔ آپ نہایت اعلیٰ قسمت کی مالک ہیں اور آپ کی دین و دنیا بہتر ہوگی۔ کثرت سے ہر نماز کے بعد درود شریف پڑھا کریں (خوابوں کی روحانی تعبیر از میاں مشتاق احمد عظیمی۔ فیملی میگزین ۲۰ تا ۲۶ فروری ۲۰۰۰ء۔ صفحہ ۴۹)۔

۲۰۔ نبیلہ خانم نے خواب دیکھا کہ حضرت نبی کریم ﷺ ان کے گھر تشریف لائے ہیں اور ایک شخص سے گلے مل رہے ہیں، آپ نے پہلے ہمیں سلام کیا، میں اپنی ایک سہیلی کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی اور ہم نے آپ کے سلام کا جواب دیا۔ یہ خواب میں مسلسل دو دن سے دیکھ رہی ہوں۔ میاں مشتاق احمد عظیمی اس کی تعبیر کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ ماشا اللہ بہت اچھا خواب ہے، حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت بڑی ہی خوش نصیبی کی بات ہے۔ صاحب خواب خاتون اعلیٰ درجہ کی قسمت کی مالک ہیں جن کو دین و دنیا میں کامیابی حاصل ہوگی۔ وہ پابندی سے نماز ادا کیا کریں اور درود شریف کثرت سے پڑھا کریں۔

(فیملی میگزین مورخہ ۲۲ تا ۳۰ ستمبر ۲۰۰۰ء۔ صفحہ ۴۸۔ ”خوابوں کی روحانی تعبیر“۔)

۲۱۔ مدینہ منورہ میں رمضان المبارک مسلم اخوت، یگانگت اور محبت کے اظہار میں اپنی مثال آپ ہیں۔ نماز عصر کے بعد مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا صلوٰۃ و سلاماً) کے اندر اور باہر ہزاروں دسترخوان بچھ جاتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے عرب بچے مہمان کا دامن پکڑ کر ایسی محبت سے دعوت دیتے ہیں کہ اس کا تحریر میں اظہار نہیں کیا جاسکتا۔ مختلف اقسام کی کھجوریں، کھجور کا حلوہ، خشک میوے، قبوہ، دہی، روٹی اور آب زم زم۔ عموماً افطار کا یہی سامان ہوتا ہے۔ اس موقع پر جس ایک جہتی کا مظاہرہ دیکھنے میں آیا کسی اور جگہ اور قوم میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ کسی نے درست کہا ہے کہ جس دن یہ جذبہ اس عظیم مسجد کی حدود سے باہر نکل گیا، دنیا میں اسلامی انقلاب آجائے گا۔ رمضان میں عمرہ کرنے والے نوجوانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اس بات کی نوید دے رہی ہے کہ یہ جذبہ ایمانی اب باہر نکلنے والا ہے۔ اس مرتبہ امریکہ، کینیڈا اور برطانیہ سے بھی بڑی تعداد میں مسلمان آئے تھے۔ مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا صلوٰۃ و سلاماً) میں ہزار ہا لوگ اعتکاف بیٹھتے ہیں۔ روضہ اقدس (علیٰ صاحبہا صلوٰۃ و سلاماً) پر حاضری دینے والوں کی کثرت میں کسی بھی وقت کمی نہیں ہوتی۔ یہ وہ در ہے جہاں مانگنے والے کو سب کچھ ملتا ہے۔ یہاں ادب کا بڑا خیال رکھا جاتا ہے۔ کوئی اونچی آواز سے نہیں بولتا۔ نواب شاہ (سندھ) کے بابا امام دین پیدل چل کر ڈیڑھ دو سال میں مدینہ طیبہ پہنچے اور ۳۵ سال سے وہیں مقیم ہیں۔ لال ٹوپی والے خواجہ رفیق کالاہور سے تعلق ہے، وہ ۳۰ سال سے مدینہ منورہ میں حاضر ہیں۔ ۲۷ ویں رمضان المبارک کو ہم نے مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا صلوٰۃ و سلاماً) کی دوسری منزل پر نماز ظہر ادا کی اور نماز کے بعد نعت خوان بشیر نقشبندی نے مجھے گلے لگا کر زار و قطار رونا شروع کر دیا اور بتایا کہ مجھ پر کرم خاص ہو گیا ہے، جیتے جاگتے سرور کائنات ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو ساری عمر یہ آرزو لیے دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ ۲۷ اور ۲۹ رمضان المبارک کو ختم قرآن کے موقع پر فلسطین اور کشمیر کی آزادی کے لیے خصوصی دعائیں گئی اور عالم اسلام کے نامور مفکر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (علیٰ میان) کی مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا صلوٰۃ و سلاماً) میں غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ مولانا کی طبیعت ٹھیک تھی بلکہ نشاط تھا، پورا رمضان خیریت سے گذرا، روزے پورے ہوئے، ۲۲ رمضان بروز جمعہ ۱۴۲۰ھ (۳۱ دسمبر ۱۹۹۹ء) حسب معمول اور ادو وظائف کی تکمیل کی، خط بنوایا، غسل فرمایا، کپڑے بدلے اور شیروانی پہن لی، جمعہ کی اذان ہو چکی تھی کہ سورہ کہف کی تلاوت کے لیے قرآن مجید طلب فرمایا اور جب تک قرآن مجید آیا خلاف معمول سورہ یسین کی تلاوت شروع کر دی، چند آیات ہی تلاوت فرمائی تھیں کہ اچانک آواز بند ہو گئی اور سر ایک طرف ڈھلک گیا۔ اپنے رب سے ملاقات کی

مشتاق روح قفس عنصری سے عمر ۸۵ سال پرواز کر چکی تھی۔ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ رات آٹھ بجے تک دو لاکھ آدمی جمع ہو چکے تھے۔ سوا دس بجے رائے بریلی (یوپی، بھارت) میں نماز جنازہ کے بعد اپنے والدین کے پہلو میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔ رہے نام اللہ کا (سید انور قدوائی کے مضمون ”رحمتوں کا سایہ“ سے اخذ کیا گیا۔ روزنامہ جنگ، راولپنڈی ۱۳ شوال ۱۴۲۰ھ بمطابق ۲۲ جنوری ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ)۔

۲۲۔ جناب محمد ہاشم مجددی لکھتے ہیں کہ میں کوسٹہ کے مکان کے اس کمرے میں رہتا تھا جسے حضرت مرشدی و مولائی نے راتوں کی تاریکیوں میں قیام و ذکر و فکر سے بقیعہ نور بنا دیا تھا۔ ایک دن مجھے بخار ہو گیا۔ ظہر کے وقت میں زمین پر لیٹا ہوا تھا اور دروازہ کھلا تھا کہ یکا یک حضور نبی کریم ﷺ دروازے سے اندر آ کر کھڑے ہو گئے۔ میں آپ ﷺ کے رعب سے کانپ رہا تھا، غایت اشتیاق سے بے اختیار رو رہا تھا، نہایت ادب سے آپ ﷺ کی طرف آہستہ آہستہ کھسکتا جاتا تھا لیکن یہ تاب و توانائی نہیں تھی کہ کھڑا ہو جاؤں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ اپنے اس ادنیٰ غلام کے پاس کیسے تشریف لائے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی ابھی بشر نے تمہارا سلام پہنچایا اور تمہاری سفارش کی تو ہم تمہیں دیکھنے اور تمہاری مزاج پرسی کے لیے آگئے۔ میں نے روتے ہوئے نہایت عجز و زاری سے عرض کیا کہ آپ مجھے اجازت دیجیے کہ میں آپ کی قدم بوسی کروں اور آپ کے دست اقدس کو بوسہ دوں۔ اس پر حضرت رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرما کر ارشاد فرمایا کہ تم ابھی جس عالم میں ہو اس میں یہ نہیں ہو سکتا۔ اس اشنا میں کچھ اور باتیں بھی ہوئیں مگر یاد نہ رہیں۔ یہ جو کچھ دیکھا بیداری میں دیکھا بے خودی تو ضرور تھی لیکن نیند ہرگز نہ تھی۔ لطف یہ ہے کہ جو لوگ میرے پاس بیٹھے تھے انہوں نے میری سب باتیں سنیں۔ وہ میری گریہ و زاری و حرکات و سکنات کو برابر دیکھتے رہے مگر انہوں نے نہ حضور ﷺ کو دیکھا نہ آپ ﷺ کی باتیں سنیں۔ میں نے اس واقعہ کا دن، تاریخ اور وقت نوٹ کر لیا۔ حج پر روانگی کے وقت میں نے حاجی بشیر صاحب سے کہا تھا کہ روضہ رسول ﷺ پر میری جانب سے صلوة و سلام ضرور عرض کرنا۔ جب وہ حج سے واپس آئے تو میں نے ان کو یہ واقعہ سنایا اور کہا کہ آپ کی سفارش کی وجہ سے مجھے یہ نعمت عظمیٰ نصیب ہوئی۔ حاجی صاحب نے اپنا جیبی کتابچہ نکال کر مجھے دکھایا کہ مواجہہ شریف میں پہلی بار عین اسی وقت اسی دن میری حاضری ہوئی تھی اور میں نے تمہارا صلوة و سلام پہنچا کر دعا طلبی کی تھی۔ یہ معلوم کر کے اس واقعہ کی صحت کی مزید تائید و تقویت ہوئی (رسالہ ”زیارت فیض بشارت“ از محمد ہاشم مجددی۔ اسلامیہ پریس، کوسٹہ۔ صفحہ ۱۱ تا ۱۲۔ ۵ شوال ۱۳۸۹ھ)۔

۲۳۔ جناب محمد ہاشم مجددی فرماتے ہیں کہ میرے ایک پیر بھائی جو صاحب نسبت تھے اور بڑی کثرت سے درود شریف پڑھا کرتے تھے، بیان کرتے تھے کہ اب بفضلِ تعالیٰ میری یہ حالت ہو گئی ہے کہ جب درود شریف پڑھتا ہوں تو عیناً حضور اقدس ﷺ کو دیکھتا ہوں کہ آپ تبسم فرما رہے ہیں (رسالہ ”زیارت فیض بشارت“۔ صفحہ ۱۰)۔

۲۴۔ جناب علی اصغر چوہدری کو خواب میں زیارت نبی اکرم ﷺ کا شرف حاصل ہوا، جو مختصر الفاظ میں یوں ہے: سقوط ڈھاکہ کو دو ماہ گزر چکے تھے۔ امت مسلمہ کی اس تباہی پر جو اپنوں ہی کے ہاتھوں وارد ہوئی تھی، دل روتا تھا، غم غلط کرنے کے لیے کثرت سے درود شریف پڑھتا تھا، میں اس زمانے میں بنجھورو (سندھ) میں ہیڈ ماسٹر تھا، ۲۶ فروری کو مکان میں سو رہا تھا، پچھلا پہر تھا، دیکھتا ہوں کہ پکی سڑک پر سایہ دار درخت لگے ہیں، چاندنی چٹکی ہوئی ہے اور میرے تایا زاد بھائی میاں صوفی علی احمد صاحب نقشبندی جو میرے مرشد بھی ہیں، مجھے ایک موٹر سائیکل پر بٹھا کر روانہ ہو جاتے ہیں، تھوڑی دور جا کر ایک چھوٹی سی مسجد آجاتی ہے اور ہم دونوں وضو کر کے مسجد میں داخل ہو جاتے ہیں جس کی محراب میں حضور اقدس ﷺ جلوہ افروز ہیں۔ بدن مبارک پر سفید لباس جس پر کالی واسکت تھی، سر مبارک پر سفید عمامہ اور ریش مبارک کے سارے بال سیاہ اور چمکدار تھے جبکہ کانوں کے پاس ذرا ذرا سے گھونگھریا لے تھے، آپ ﷺ تشویش کے عالم میں تھے اور سامنے ایک آدمی دو زانو بیٹھا کچھ عرض کر رہا تھا، جس کی زبان ہماری سمجھ سے باہر تھی۔ حضور انور ﷺ کے ساتھ دائیں جانب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کچھ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے۔ بائیں جانب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور چند دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ریش مبارک گھنی سیاہ اور چہرہ سفید، چمکدار جس پر چیچک کے داغ سے معلوم ہوتے تھے، انہوں نے ہماری طرف خاص طور پر غور سے دیکھا، ہم بالکل اس سائل کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کے سامنے دو زانو بیٹھ گئے، جب سائل اپنی گزارش پوری کر چکا تو حضور اکرم ﷺ نے ہماری طرف ایک بار غور سے دیکھا اور پھر اس سائل سے مخاطب ہو کر کچھ ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ کی آواز مبارک میں اس قدر شیرینی اور جاذبیت تھی کہ مجھ پر رقت طاری ہو گئی اور ساتھ ہی آنکھ کھل گئی۔ صبح چار بجے کا وقت تھا، آنسوؤں سے میرا چہرہ تر تھا، جو کانوں تک پہنچ چکے تھے اور میری ڈاڑھی کے بال بھیگ چکے تھے۔ اس دن تہجد کے نوافل اور فجر کی نماز میں جو لطف آیا تازیت اس کی مٹھاس باقی رہے گی۔ یہ کیفیت اور رقت کئی دن تک جاری رہی۔

سہ ہیں سب سے افضل بعد از پیغمبر ﷺ، ہیں اپنے ہادی، ہیں اپنے رہبر
بو بکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدر الحمد للہ الحمد للہ

(چوہدری صاحب صوبہ سندھ کی ایک مقبول شخصیت ہیں۔ اسلامک پبلی کیشنز۔ ۱۳
بی، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور نے آپ کی کئی دینی کتب شائع کی ہیں)۔

۲۵۔ جناب لطیف حسن رائے ایڈووکیٹ لاہور نے جنوری یا فروری ۱۹۸۷ء کی ایک شب
مندرجہ ذیل خواب دیکھا: ایک نہایت خوبصورت چھوٹی سی مسجد میں اپنے خاندان کے بیشتر
افراد کے ساتھ موجود ہوں، جہاں کچھ اور لوگ بھی ہیں، مسجد کی ایک محراب میں ایک نہایت
پروکار شخصیت نہایت عمدہ لباس پہنے تشریف فرما ہیں، معلوم ہوا کہ آپ حضرت رسول اللہ
ﷺ ہیں، ہم سب آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہیں، مسجد کے بیرونی دروازے کے قریب ایک
سیاہ فام بچہ برہنہ اور مفلسی کا مارا پالتی مارے بیٹھا ہے، اسی اثنا میں جیسے حضرت بلالؓ لمبا سفید
چوغہ پہنے دروازے سے داخل ہو کر حضور اقدس ﷺ کی جانب بڑھتے ہیں، محبوب کبریا سرخیل
انبیاء ﷺ آگے بڑھ کر پُرتپاک طریقے سے ان سے مصافحہ کرتے ہیں، یہ منظر دیکھتے ہی وہ بچہ
پلک پلک کر رونا شروع کر دیتا ہے، حضور نبی محترم ﷺ آگے بڑھ کر اسے گود میں اٹھا کر بہلانا
شروع کر دیتے ہیں مگر بچہ خاموش نہیں ہوتا بلکہ روئے چلا جاتا ہے اور اسی حالت میں میری
آنکھ کھل جاتی ہے (غیر مطبوعہ)۔

۲۶۔ غلام عباس (سرگودھا) کے خواب میں حضور سرور دو عالم ﷺ تشریف لائے تھے۔
صحرائی علاقہ تھا۔ آپ ﷺ لوگوں کو بتا رہے تھے کہ قیامت قریب ہے، نیک اعمال کرو اور
میں آپ ﷺ سے کہہ رہا ہوں کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلیں۔

تعبیر = مبارک خواب ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا اس نے
میری ہی زیارت کی۔ آپ نماز روزے کی پابندی اور احکام اسلام کے اتباع کے ساتھ کثرت
سے درود شریف پڑھا کریں اور کسی اللہ والے کی صحبت بھی اختیار کریں، رحمت الہی آپ کی طرف
متوجہ ہے۔ (خواب اور تعبیر۔ صفحہ ۲۷۔ جنگ سنڈے میگزین۔ راولپنڈی۔ ۳۰ جنوری ۲۰۰۰ء)۔

۲۷۔ جناب پروفیسر افضل علوی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے ماموں کا نجن جانے
کا پروگرام بنایا تاکہ وہاں کی اہل حدیث مسلک کی عظیم دینی درسگاہ کے بانی و مہتمم صوفی عبداللہ کی
زیارت کی جائے اور ان سے دعا کرائی جائے۔ صوفی عبداللہ کی ہستی یگانہ روزگار تھی۔ اکابر سلف
کا نمونہ، علمی لحاظ سے تقریباً ان پڑھ مگر عملی طور پر بہت سے علما سے آگے، وہ شہدائے بالا کوٹ
کے ساتھیوں میں سے ایک تھے۔ جب میں ان سے ملا وہ بہت ضعیف اور معمر ہو چکے تھے اور بیمار

رہتے تھے۔ ان کے بارے میں مشہور تھا کہ مستجاب الدعوات ہیں، چنانچہ ایک بار جب ان کے گاؤں ”اوڈاں والی“ میں قحط کے آثار پیدا ہوئے تو لوگوں نے ان سے بارش کے دعا کرنے کو کہا۔ صوفی صاحب اس وقت اناج ”گاہ“ رہے تھے، بیلوں کو روک کر اللہ کے حضور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور ایسے خشوع و خضوع سے دعا مانگی کہ تھوڑی ہی دیر میں موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ یہ بھی مشہور تھا کہ انہیں حضور اکرم ﷺ کی زیارت بہت مرتبہ ہو چکی ہے، جس کی تصدیق میرے استفسار پر انہوں نے خود بھی کی تھی اور پھر قدرے پیار سے اپنے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا: ”مگر یہ وہا بڑے نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ شاید تمہیں مغالطہ لگتا ہو۔“

میں نے ان سے دریافت کیا کہ وہ عمل بتائیں جس سے یہ دولت نایاب مجھے بھی نصیب ہو جائے تو انہوں نے مشکوٰۃ شریف کے بکثرت مطالعہ کی تلقین کی تھی، بالخصوص رات کو سونے سے پہلے۔ صوفی صاحب دارالعلوم کے ایک حجرے میں رہتے تھے اور دنیا میں ان کی واحد دلچسپی جامعہ تھی یا تبلیغ دین، کسی اور چیز سے واسطہ نہ تھا، سادہ اور درویشانہ زندگی تھی، جس کے ہاتھوں روزانہ ہزاروں کا خرچ نکلتا تھا اسے ٹھاٹھ باٹھ سے دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ دور دور سے لوگ ان سے دعا کرانے حاضر ہوتے تھے۔ ان کے دعا کرنے کا انداز بھی منفرد تھا گویا وہ اللہ کو اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں اور ان سے ضد کر کے مانگ رہے ہیں، ان سے باتیں کر رہے ہیں اور یہ باتیں ختم ہونے میں نہ آتی تھیں۔ دعا کرانے والے تھک جاتے تھے مگر صوفی صاحب اپنے رب کی بارگاہ میں گڑگڑاتے اور التجائیں کرتے نہ تھکتے تھے (نوائے وقت کا جمعہ میگزین۔ ۳ مارچ ۱۹۸۸ء۔ صفحہ ۲۰)۔

۲۸۔ ایک مرتبہ چند مسافروں نے لواری شریف میں منزل کی۔ ان کے ساتھ ایک عورت بھی تھی، جب اس کی نظر سلطان الاولیا حضرت خواجہ محمد زماں سرکار لواری شریف کے روئے انور پر پڑی تو اس نے اپنے ساتھیوں سے بے ساختہ کہا کہ یہی وہ بزرگ ہیں جنہوں نے ایک مرتبہ مجھے نادر شاہ کے ظالم سپاہیوں کے پنجے سے رہائی دلائی تھی، جب ظالم سپاہی مجھے لے جا رہے تھے تو یہ گھوڑے پر سوار میرے قریب آئے اور ان سے چھین کر مجھے اپنے ہمراہ بٹھالیا اور گھر پہنچا دیا، اس وقت یہ جوان نظر آتے تھے، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ یہی وہ محسن ہیں۔ اجنبی عورت کی یہ حیرت انگیز داستان سن کر کچھ لوگوں نے حضرت قبلہ سے اس کی تصدیق چاہی۔ آپ نے فرمایا: یہ عورت درست کہتی ہے، ان دنوں ہم جوان تھے، ایک روز اچانک حضور رسالت مآب ﷺ کے یہ الفاظ ہمارے کانوں میں گونجے کہ فلاں مقام پر ایک بے کس لڑکی کو نادر شاہ کے سپاہی اٹھا کر لیے جا رہے ہیں، تم فوراً اس کی داد رسی کو پہنچو کیونکہ

اس کی چیخ و پکار کی دردناک آواز ہم تک آرہی ہے۔ (سلطان الاولیا حضرت خواجہ محمد زماں سرکار لواری شریف کے حالات مبارکہ۔ استفادہ از مقالہ ڈاکٹر آزاد احمد آبادی)۔

دنیا کی ہر چیز حق سبحانہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور حضور پر نور ﷺ کے تابع ہے، جس بندے نے خالق باری تعالیٰ کو پہچان لیا، اسے معبود حقیقی مان لیا اور اس کے حبیب پاک ﷺ کی اتباع کو اوڑھنا بچھونا بنا لیا پھر اس کے لیے دنیا جہان کی مخلوق کو زیر کر لینا کوئی بڑی بات نہیں۔

ع یہ جہاں بازیچہ اطفال ہے ان کے لیے

۲۹۔ حضرت خواجہ محمد معظم الدین مرولوئی سلسلہ چشتیہ کے عظیم بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کا خاندان سپرا قوم سے تعلق رکھتا ہے، جس کے بیشتر افراد قصبہ لالیاں، ضلع جھنگ میں آباد ہیں۔ آپ مروہ شریف (معظم آباد) میں ۱۲۳۷ھ بمطابق ۱۸۳۲ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے ماموں حافظ محمد امین آپ کو لے کر سیال شریف حضرت خواجہ شمس الدین سیالوئی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کے لیے عرض کیا کہ اللہ پاک اس بچے کو علم عطا فرمائے۔ حضرت خواجہ سیالوئی نے بچے کی پیشانی کی طرف بشارت سے دیکھا اور فرمایا بر خور دار پڑھا کرو۔ ہمیں کو تم سے بہت کام لینا ہے۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۳ سال تھی۔ دہلی اور بمبئی میں نامور علما سے جملہ علوم حاصل کیے۔ بمبئی میں ایک مجذوب کی شہرت تھی، جب اس کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس نے دیکھتے ہی ہنس کر فرمایا کہ آپ کو خواجہ شمس الدین سیالوئی نے اتنا کچھ دے دیا ہے کہ کوئی کمی نظر نہیں آتی، پھر کہا آنکھیں بند کر کے اس طرف دیکھو تو سامنے خواجہ سیالوئی، آگے خواجہ تونسوی، آگے خواجہ مہاروئی حتیٰ کہ سلسلہ چشتیہ کے تمام مشائخ تا آنحضرت ﷺ کی آپ نے زیارت کر لی، پھر حضرت خواجہ سیالوئی کی خدمت میں ان کی زندگی کے آخری دن تک رہ کر بھر ۵۳ سال وطن واپس ہوئے۔ مروہ شریف میں ۲۵ سال قیام کے بعد بھرم ۸ سال ۹ جمادی الآخر ۱۳۲۵ھ بمطابق ۱۹۰۷ء وہیں وصال فرمایا (صاحبزادہ پروفیسر غلام نظام الدین مرولوئی کے مضمون سے ماخوذ۔ روزنامہ نوائے وقت، راولپنڈی مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۸۳ء)۔

۳۰۔ حافظ سید عبداللہ قدس سرہ کو ذوق خدا طلبی نے صحرا نوردی پر آمادہ کر دیا اور آپ تارک الدنیا، خدار سیدہ قاری صاحب کے پاس، جو اطراف پنجاب کے صحرا میں اپنی بنائی ہوئی مسجد میں رہتے تھے، کی خدمت میں پہنچ گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے حافظ قاری سید عبداللہ بن گئے۔ وہیں آپ نے حضرت قاری صاحب کے ساتھ بحالت بیداری حضرت رسول اللہ ﷺ کا مع صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم دیدار کیا تھا۔ موضع کھڑی ضلع مظفرنگر (یوپی، بھارت) کے حافظ سید عبداللہ قاری صاحب سے رخصت ہو کر سامانہ پہنچے اور شیخ اور لیس کی خدمت میں رہے، جو

حضرت مجدد الف ثانی کے ہم عصر عظیم بزرگ تھے۔ اس کے بعد حضرت مجدد کے خلیفہ اعظم سید آدم بنوری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہیں سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ ۱۰۵۲ھ میں حضرت بنوری کی معیت میں لاہور آئے تو شاہ جہاں بادشاہ نے حضرت بنوری کو حکم دیا کہ سفر حجاز اختیار کریں لہذا حضرت بنوری عازم حجاز ہوئے تو آپ نے بھی ان کی ہم رکابی کی خواہش ظاہر کی مگر حضرت بنوری نے فرمایا کہ آپ یہیں رہیں، آپ کی یہاں ضرورت ہے۔ آپ نے تعمیل ارشاد کیا اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد بزرگوار حضرت شاہ عبدالرحیم آپ سے بیعت ہوئے۔ اکثر فرماتے تھے ایسا معلوم ہوتا ہے حضرت بنوری نے مجھے ہندوستان میں محض آپ کی تربیت کے لیے چھوڑا ہے۔ آخری عمر میں اکبر آباد (آگرہ) میں مقیم ہوئے اور طویل عمر پا کر وہیں وصال فرمایا۔ وصیت فرمائی کہ مجھے عام لوگوں کے قبرستان میں دفن کرنا اور میری قبر پر کوئی امتیازی نشان نہ بنایا جائے۔ مریدوں نے ایسا ہی کیا، غرض اس عاشق قرآن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدمت خلق اور احیائے سنت میں بسر ہوا (زیارت نبی ﷺ بحالت بیداری کے خواب نمبرانے میں مزید اضافہ)۔

۳۱۔ امیر جماعت اسلامی میاں طفیل محمد فرماتے ہیں کہ میں جب کپور تھلہ میں ایف ایس سی (میڈیکل) کا طالب علم تھا تو میں نے ایک خواب دیکھا، جس نے میری زندگی کو بہت متاثر کیا اور میں اپنی زندگی کو اسلام کے لیے وقف کرنے پر مجبور ہو گیا۔ میں کپور تھلہ شہر میں اپنے چچا میاں نذیر احمد کے مکان میں رات کو سو رہا تھا کہ میں نے خواب دیکھا کہ کوئی صاحب مکان کی ڈیوڑھی کا دروازہ زور زور سے کھٹکھٹا رہے ہیں۔ مکان کے سامنے گھروں کے درمیان کچھ جگہ خالی تھی جس میں ایک بڑا نیم کا درخت تھا۔ میں نے خواب کی حالت میں جا کر ڈیوڑھی کا دروازہ کھولا تو دیکھا کہ نیم کے درخت کے نیچے ایک نہایت ہی مقدس صورت شخصیت ایستادہ ہیں۔ سر پر پگڑی، گھنی سیاہ ڈاڑھی جس میں کوئی کوئی بال سفید ہے، سفید لمبا کرتہ اور کوٹ اور سفید تہہ بند اور پاؤں میں دیسی قسم کا جوتا، چہرے کا رنگ انار کے دانے کی طرح سرخ و سفید، ذرا لمبی ناک، نہایت خوبصورت آنکھیں اور ان کے اوپر سیاہ ابرو کے بال، پتلے پتلے ہونٹ اور ہاتھوں کی انگلیاں لمبی، یہ تصویر اب بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ مین دروازے سے باہر نکل کر ان کے قریب پہنچا، تو انہوں نے کوئی بات زبان سے کہے بغیر مجھے معانقے کی شکل میں سینے سے لگا لیا اور میرے دل میں یہ بات آئی کہ یہ مجسمہ ایمان و پیکر یقین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں (ہفت روزہ "زندگی" لاہور۔ شمارہ ۴ تا ۱۰ اگست ۱۹۷۸ء بمطابق ۲۸ شعبان تا ۴ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ۔ صفحہ ۱۴)۔

میاں طفیل محمد کا تعلق مشہور سکھ ریاست کپور تھلہ (مشرقی پنجاب) سے تھا۔ آپ نے بی اے آنرز فرسٹ ڈویژن کے بعد ایل ایل بی فرسٹ ڈویژن میں کیا۔ پی سی ایس (جوڈیشل) میں کامیاب ہو گئے، مگر ریاستی ہونے کی وجہ سے منتخب نہ کیے گئے پس کپور تھلہ میں وکالت شروع کر دی۔ وہاں آپ تنہا مسلمان وکیل تھے اور نہایت کامیاب۔ ۱۹۴۱ء کے آغاز میں یہ خواب دیکھا تھا جس کے بعد وکالت سے دل اچاٹ ہو گیا۔ ۲۲ جنوری ۱۹۴۲ء کو وکالت کو خیر باد کہہ کر لاہور میں مولانا مودودیؒ کے پاس آ گئے جو جماعت اسلامی کے بانی اور امیر تھے۔ اکتوبر ۱۹۶۷ء مولانا نے خرابی صحت کی وجہ سے جماعت کی امارت سے مستقل معذرت کر لی اور میاں طفیل محمد، امیر جماعت منتخب کر لیے گئے، جس کی میعاد ۳۱ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو ختم ہوئی تو دوبارہ پانچ سال کے لیے امیر جماعت منتخب کیے گئے۔

۳۲۔ چند روز قبل ”تحریک الجہاد“ نامی مجاہدین کی ایک جماعت کے بہت سے کارکن اپنے ایک کمانڈر کے ہمراہ ”جیش محمد (ﷺ)“ میں شامل ہو گئے۔ ان کے ایک اور ساتھی کمانڈر ابوذر نے کہا کہ ”مجھے ابھی تک جیش میں شمولیت کے بارے میں تردد ہے، میں پورا اطمینان کیے بغیر فیصلہ نہیں کر سکتا۔“ ان کے ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ استخارہ کر لیں۔ کمانڈر ابوذر کا بیان ہے کہ جب وہ استخارہ کی دعا پڑھ کر سوائے تو خوش قسمتی سے انہیں حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے انہیں جیش میں شمولیت کا حکم فرمایا۔ کمانڈر ابوذر نے فجر کے بعد جیش میں شمولیت کا اعلان کر دیا اور چند دن بعد وائر لیس پر جناب مولانا محمد مسعود اظہر کو بزبان خود یہ خواب سنایا۔ بلاشبہ یہ خواب کارکنان و وابستگان جیش کے لیے ایک جانفزا بشارت ہے (ہفت روزہ ”ضرب مومن“، کراچی۔ مورخہ ۱۶ تا ۲۲ جون ۲۰۰۰ء)۔

۳۳۔ مولوی محمد شفیع دیوبندی (مفتی اعظم پاکستان) نے اردو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام لکھی۔ پہلے ہی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ مجھے ایک کتاب کی ضرورت تھی تو حضور اقدس ﷺ نے خواب میں تشریف لا کر فرمایا کہ تمہیں جو کتاب مطلوب ہے وہ لاہور کی فلاں لائبریری کی فلاں الماری میں موجود ہے (افکار و سیاسیات علماء دیوبند از علامہ مولانا محمد شریف نوری، مکتبہ اسلامیہ، چکوڑہ (ضلع گجرات) صفحہ ۵۶)۔

ایک غلطی کا ازالہ:- ناموں کی یکسانیت کی وجہ سے حضرت علامہ سے یہ غلطی ہوئی جس کی تصحیح ضروری ہے، مذکورہ بالا خواب ڈاکٹر مولانا محمد شفیع (ستارہ پاکستان) ایم اے (کینٹ) ڈی او ایل (پنجاب) سابق پرنسپل اور نیشنل کالج، لاہور نے دیکھا تھا۔ آپ رئیس ادارہ و مدیر خصوصی ”اردو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام“ بھی تھے، جس کا حصہ اول پنجاب یونیورسٹی پریس،

لاہور نے پہلی بار ۱۹۶۲ء میں شائع کیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب قصور کے رہنے والے تھے، سوٹ پہنتے تھے اور سر پر سولا ہیٹ ہوتا تھا۔

۳۴۔ حاجی عبدالرحمن اٹاویڑ (میوات) ایک غیر مسلم بنیے کے گھر میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور مولانا محمد میاں (آپ تبلیغی جماعت والے مولانا محمد الیاس کے بڑے بھائی تھے۔ فرشتہ سیرت، حلیم و متواضع، دہلی اور میوات کے لوگ آپ سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ شب جمعہ دہلی میں وصال فرمایا) کے ہاتھ پر اسلام لائے، مدرسہ نظام الدین (دہلی) میں مولانا محمد میاں سے دینی تعلیم حاصل کی۔ حضرت مولانا غلیل احمد سے بیعت تھے، مولانا محمد الیاس کے تمام دینی کاموں میں ان کے قدیم ترین رفیق و معاون تھے، میوات کے حکیم اور عارف تھے، غیر مسلمین میں تبلیغ کا خاص ذوق اور ملکہ حاصل تھا، ایک ہزار سے زیادہ لوگ مسلمان کیے۔ سنگار (یوپی، بھارت) میں نو مسلموں کے لیے مدرسہ قائم کیا، میوات کے مسلمانوں میں بدر سوم کی اصلاح بھی آپ کا خاص کارنامہ ہے۔ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ میں وصال فرمایا (مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت از مولانا سید ابوالحسن علی حسنی۔ مکتبہ الفرقان، لکھنؤ۔ صفحہ ۶۲)۔

۳۵۔ حضرت عبد اللہ کی شادی جب حضرت آمنہ سے ہوئی تو حضرت عبدالمطلب نے خواب میں ایک سرخ درخشاں ستارہ دیکھا، جو زمین کی پستیوں سے طلوع ہو کر آسمان کی بلندیوں کی طرف پرواز کر گیا، اس کی روشنی تمام روشن، درخشاں ستاروں اور چاند پر غالب آگئی، کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی تابانیوں سے مطلع انوار بن گیا، اس کی روشنی دم بدم پھیل رہی تھی اور اس سے مشرق و مغرب روشن ہو رہے تھے۔ معبر نے اس خواب کی یہ تعبیر دی کہ وہ روشن ستارہ مہتمم بالشان نبی ہے جو حضرت عبد اللہ کے یہاں پیدا ہوگا، جس کے دین کے درخشاں اصول تمام ادیان عالم کو اپنی روشنی میں چھپالیں گے اور اپنی ہمہ گیری اور دنیا کے مستقبل کی ضرورت کو پورا کرنے کی وجہ سے مشرق و مغرب میں مقبولیت حاصل کریں گے ("عرب کا چاند" از سوای لکھنؤ پرشاد صفحہ ۶۱۔ مکتبہ تعمیر انسانیت، اردو بازار، لاہور)۔

کتب سیر میں لکھا ہے کہ شجر حجر اور چرند و پرند تک اس مبارک ہستی کو جو حضرت آمنہ کے شکم میں تھی، سلام کرتے تھے اور انہیں حضرت آمنہ اپنے کانوں سے سنتی تھیں۔ آپ کو ایام حمل میں کوئی ایسی تکلیف نہ ہوئی جیسی عام عورتوں کو ہوا کرتی ہے بلکہ یہ تمام مدت نہایت راحت و آرام سے گذری (صفحہ ۶۳)۔

۳۶۔ الحاج ماسٹر حافظ عبدالرؤف صاحب رؤف امر وہوی اپنی مختصر سوانح حیات "اپنی

زبان سے میں“ کے اندر تحریر کرتے ہیں کہ میرے والدین غیر مستطیع تھے۔ ایف اے تک تعلیم حاصل کر کے ملازم ہو گیا، بطور مدرس امام المدارس ہائی اسکول امر وہہ (ضلع مراد آباد، یوپی، بھارت) میں (یہیں آٹھویں کلاس میں پاکستان کی مشہور علمی شخصیت ڈاکٹر برہان احمد فاروقی ایم اے۔ پی ایچ ڈی (علیگ) نے آپ سے پڑھا تھا)۔ ۱۹۵۹ء میں یہیں سے ریٹائر ہو گیا۔ ۱۸۹۴ء میں امر وہہ میں پیدا ہوا تھا۔ بقول جگر مراد آبادی پیدائشی شاعر ہیں۔ گذشتہ پچاس ساٹھ سال سے بعد نماز جمعہ نہایت پابندی کے ساتھ آپ کے مکان پر محفل نعت شریف منعقد ہوتی ہے، جس میں خود اپنا نعتیہ کلام بھی سناتے ہیں۔ آپ کے کلام پر مشتمل تین کتب نخلہ محامد، گلرنگ تخیل اور کوثر رحمت شائع ہو چکی ہیں، مگر نعتیہ کلام ہی آپ کا طرہ امتیاز ہے۔ اس شیفٹے رسول کو بھی ہر مومن کی طرح حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) کی تمنا تھی مگر ناسازگار حالات اور اب تو ضعیفی بھی خارج تھی۔ امر وہہ کے ایک صاحب حیثیت خاندان کے نوجوان وقار الاسلام علی گڑھ یونیورسٹی سے انجینئرنگ کا امتحان امتیازی شان سے پاس کر کے حال ہی میں ایک فرم میں ملازم ہو کر مدینہ منورہ گئے تھے، وہ حتی الوسع نماز مسجد نبوی (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) میں ادا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے بڑے بھائی کو امر وہہ میں خط لکھا: ”جناب بھائی صاحب مدظلہ! میں ایک روز نماز عصر پڑھ کر مسجد نبوی (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) میں مراقب تھا کہ یکایک ایک آواز آئی کہ ”عبدالرؤف کو اپنے خرچے پر مدینہ بلاؤ۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا یہ کون شخص ہے؟ فوراً آواز آئی ”ضعیفی کے والد“ (احمد حسین سیفی ماسٹر صاحب کے بڑے صاحبزادے اور منجھے ہوئے شاعر ہیں، اور ان کے وقار الاسلام سے دوستانہ تعلقات ہیں)۔ آپ ان حضرت کو یہ مژدہ سنا دیکھئے، ان کے مصارف کے لیے میں ایک ڈرافٹ بھی ارسال کر رہا ہوں اور ان کی آمد و رفت کے تمام اخراجات میرے ذمہ ہیں۔ یہ جون ۱۹۷۷ء کی بات ہے۔ ماسٹر صاحب اچانک یہ خبر سن کر حیرت زدہ رہ گئے۔ ایک نظر اپنی ضعیفی پر ڈالی (۸۳ سال کی عمر) اور دوسری نظر معین بے کساں، شاہ انس و جاں علیہ کی طلبی پر، جس کا رونا عمر بھر رویا تھا۔ بعد رمضان المبارک آپ نے روانگی کی تیاری شروع کر دی اور آخر کار امر وہہ سے بمبئی تک کا سفر نہایت شاندار انداز میں طے کیا، تین اکتوبر کو بمبئی سے جدہ کے لیے روانہ ہوئے، حج بھی نصیب ہوا اور مدینہ طیبہ کی حاضری بھی البتہ ضعیفی خارج رہی۔ آپ کا مشورہ ہے کہ عازمین حج بڑھاپے میں ارادہ حج نہ فرمائیں بلکہ ساٹھ سال کی عمر تک اس فرض سے سبکدوش ہو لیا کریں۔ دو سال قبل آپ نے یہ اشعار قلمبند کیے تھے اور اپنی اس طلبی کو ان کے جواب میں سمجھتے ہیں:

آپ ﷺ کی بندہ نوازی سے تو کچھ دور نہیں
 ہاں بلانا ہی مرا آپ ﷺ کو منظور نہیں
 بندہ عشق ہوں سرکش نہیں مغرور نہیں
 آپ ﷺ ہیں مالک کو نین شفیع محشر
 بندہ ہوں جس کو کسی طرح کا مقدر نہیں
 آپ ﷺ سا کوئی خالق نے کیا ہی نہیں خلق
 آپ ﷺ تو احمد مختار ہیں مجبور نہیں
 (الحاج ماسٹر حافظ عبد الرؤف صاحب رؤف امر و ہوی کی مختصر سوانح حیات ”اپنی زبان سے میں“)

۳۷۔ مولانا محمد گل شیر جب تک کسی سیاسی جماعت سے وابستہ نہ تھے اور صرف واعظ تھے اس وقت تک کیسبل پور، اٹک اور میانوالی وغیرہ میں بڑے لوگوں کی آنکھ کا تارا تھے۔ مدتوں احرار کی مخالفت کرتے رہے۔ جب کوئی احراری لیڈر ان علاقوں میں جاتا (آپ ضلع کیسبل پور کے گاؤں جنڈ کے رہنے والے تھے) تو اگلے ہی دن اس کا اثر زائل کرنے پہنچ جاتے۔ آواز میں بلا کا سوز اور خطابت میں ایک طرح کا سحر تھا۔ ۱۹۳۸ء میں حج کو گئے تو وہاں مدینہ منورہ میں خواب میں حضور انور ﷺ نے آپ سے فرمایا کہ احرار سے مل کر خدمت خلق کرو۔ مولانا فرماتے تھے کہ میں نے اپنی پچھلی مخالفتوں سے توبہ کی اور آتے ہی احرار میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔ یہاں کے خانوں کو احرار میں آپ کی شمولیت ناپسند تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مولانا قتل کر دیئے گئے، یہ سیاسی قتل تھا۔ ملک خضر حیات نے بطور وزیر اعلیٰ قاتلوں کی تلاش کے کئی وعدے کئے لیکن وہ سب دوشیزاؤں کی کہ ٹکرنیاں ثابت ہوئے (سید عطا اللہ شاہ بخاری از شورش کاشمیری۔ مطبوعات چٹان، لاہور)۔

۳۸۔ حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نے فرمایا کہ جب ہم حدیث پڑھتے تھے تو کبھی کبھی حدیث والے ﷺ خود بھی کرم فرماتے تھے۔ کیوں نہ ہو جب حدیث شریف کے ہر طالب صادق پر آنحضور ﷺ خاص توجہ مبذول فرماتے ہیں تو اپنے نور نظر، لخت جگر پر کیوں عنایات مبذول نہ فرماتے ہونگے۔ (مہر میراز مولانا فیض احمد صاحب فیض۔ صفحہ ۸۴)۔

۳۹۔ خان بہادر مولوی شیر محمد، اسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ گلگت نے اپنی احسن خدمات کے صلے میں گورنمنٹ سے تین پشت کی پنشن حاصل کر کے گولڑہ شریف میں سکونت اختیار کی۔ ایک مرتبہ لاہور میں سخت بیمار ہو گئے، بچنے کی امید نہ رہی تو خواب میں دیکھا کہ ملک الموت نے جان قبض کر لی ہے اور تجھ پر تکفین و تدفین کے بعد نکیرین سوال و جواب کے لیے آئے ہیں۔ سوالات کے میں نے صحیح جوابات عرض کر دیئے، جب پوچھا (ترجمہ = ان سرکار ﷺ کی بابت تم کیا جانتے ہو؟) تو سامنے سنگ مرمر کی ایک بلند دیوار میں ایک دریچہ

کھل گیا اور اس میں آنحضرت ﷺ تشریف فرما نظر آئے۔ میں نے عالم وار فنگی میں آنحضور ﷺ کو مخاطب کر کے عرض کیا: اے اللہ کے محبوب (ﷺ)! میں جانتا ہوں آپ خدا نہیں ہیں اور آپ کی شریعت میں غیر خدا کو سجدہ روا نہیں مگر دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر میں آپ کے حضور سر بسجود ہوتا ہوں۔ یہ کہہ کر میں نے سر زمین پر رکھ دیا، جب اٹھایا تو حضور اقدس ﷺ فرشتوں سے فرما رہے تھے کہ ابھی اس کا وقت نہیں آیا، اسے واپس لے جاؤ۔ ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو عزیز واقارب میری چارپائی کے گرد ماتم کر رہے تھے۔ اگلے روز گولڑہ شریف میں حضرت پیران پیر غوث الاعظمؒ کے عرس مبارک کی آخری مجلس تھی، جس میں شرکت کے لیے طویل علالت اور نقاہت کے باوجود پہنچ گیا، خوب سیر ہو کر لنگر کھایا، کوئی گرانی نہ ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے چند ہی روز میں مکمل طور پر صحت یاب ہو کر بھلا چنگا ہو گیا (مہر منیر از مولانا فیض احمد صاحب فیض، صفحہ ۱۰۴)۔

۳۰۔ قاری عبدالرحمن الہ آبادی نے مدرسہ صولتہ، مکہ مکرمہ میں تعلیم حاصل کی۔ وہاں سے ہندوستان واپس آئے اور علم تجوید پر ایک کتاب ”نوائد مکیہ“ تحریر فرمائی، جو اس فن میں بہت ہی مشہور و مقبول ہے۔ دیوبند، سہارنپور، لکھنؤ، کانپور وغیرہ کے مدارس میں تجوید کے مشہور اساتذہ آپ کے شاگرد تھے، گویا ہندوستان کے اکثر قراء اسی خاندان کے خوشہ چیں ہیں۔ ابتدا میں آپ آزاد منش انسان تھے۔ چاہتے تھے کہیں سے نعرہ کیسیا ہاتھ لگ جائے تو ایک مدرسہ ذاتی خرچ پر قائم کروں۔ اس مقصد کے لیے ایک کیسیا گر کی کافی عرصہ خدمت کی اور کامیابی کے کچھ آثار بھی پیدا ہوئے مگر ایک روز خواب میں دیکھا کہ حضرت قبلہ عالم گولڑویؒ آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہیں اور پاس ہی سونے چاندی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ حضرت رسالت مآب ﷺ نے حضرت قبلہ عالم گولڑوی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ”عبدالرحمن سے کہہ دو اگر سونے چاندی کی ضرورت ہے تو یہ موجود ہے، مگر پھر میری شفاعت کی امید نہ رکھے۔“ چنانچہ اس خواب کے بعد وہ تمام شوق نفرت میں بدل گیا اور اس کیسیا گر کا خیال دل سے نکل گیا۔ ساتھ ہی حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ سے عقیدت میں اضافہ ہو گیا اور بیعت سے مشرف ہوئے (مہر منیر، صفحہ ۱۲۶ تا ۱۲۷)۔

۳۱۔ اپنے بڑے بھائی قاری عبداللہ کی وفات پر جب قاری عبدالرحمن مکہ مکرمہ گئے تو اراکین مدرسہ صولتہ نے ان کو وہاں سکونت اختیار کرنے پر مجبور کیا، مگر خواب میں حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”تم ہندوستان واپس جاؤ، تمہاری وہاں ضرورت ہے۔“ پہلے قاری عبدالرحمن حضرات مشائخ سے اس قدر عقیدت نہ رکھتے تھے، مگر بعد میں یہ حالت ہو گئی

تھی کہ جب ان سے اصرار کیا گیا کہ گولڑہ شریف میں رہ کر لوگوں کو مستفید فرمائیں تو ہر بار یہی جواب دیا کہ شیخ کے مقام پر رہنا بہت مشکل کام ہے لہذا مجھے معذور سمجھیں (مہر منیر صفحہ ۷۱۲)۔

۲۲۔ حضرت قبلہ عالم گولڑویؒ فرماتے ہیں کہ مدینہ عالیہ کے سفر میں بمقام وادی حمرہ ڈاکوؤں کے حملے کی پریشانی کی وجہ سے مجبوراً عشاک کی سنتیں مجھ سے رہ گئیں۔ مولوی محمد غازی مدرسہ صولتیہ میں شغل تعلیم و تدریس چھوڑ کر حسن ظن کی بنا پر بغرض خدمت اس مقدس سفر میں میرے شریک تھے۔ ان رفقا کی معیت میں میں قافلہ کے ایک طرف سو گیا۔ دیکھتا ہوں کہ سرور دو عالم ﷺ سیاہ عربی جبہ زیب تن فرمائے تشریف لا کر اپنے جمال کمال سے مجھے نئی زندگی عطا فرماتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوا کہ میں ایک مسجد میں بحالت مراقبہ دو زانوں بیٹھا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے قریب تشریف لا کر ارشاد فرمایا کہ ”آل رسول ﷺ کو سنت ترک نہیں کرنا چاہیے۔“ میں نے اسی حالت میں آنجناب ﷺ کی ہر دو پنڈلیوں کو جو ریشم سے بھی زیادہ لطیف تھیں اپنے دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ لیا اور آہ و فغاں کرتے ہوئے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہنا شروع کر دیا اور عالم مدہوشی میں روتے ہوئے عرض کیا کہ حضور کون ہیں؟ جواب میں وہی ارشاد ہوا کہ آل رسول ﷺ کو سنت ترک نہیں کرنا چاہیے۔ تین بار یہی سوال و جواب ہوئے۔ تیسری بار میرے دل میں ڈالا گیا کہ جب آپ ندائے یا رسول اللہ سے منع نہیں فرما رہے تو ظاہر ہے کہ آپ آنحضرت ﷺ ہیں، اگر کوئی اور بزرگ ہوتے تو اس کلمے سے منع فرماتے۔

اس واقعہ کے بعد ہی آپ نے اپنی مشہور پنجابی نعت وادی حمرہ اور مدینہ منورہ کے درمیان موزوں فرمائی تھی، جس کی اثر انگیزی محتاج بیان نہیں۔ کہتے ہیں جن دنوں علامہ اقبالؒ لاہور میں میٹروڈروڈ پر رہتے تھے، شام کے دھند لکوں میں کوئی شخص اس نعت کا پہلا شعر

سے آج سبک مہراں دی ودھیری اے کیوں دلڑی اداں گھنیری اے
کوں کوں وچ شوق چنگیری اے، آج نیناں لایاں کیوں جھڑیاں
ترنم سے کہتا جا رہا تھا۔ علامہ نے اپنے ملازم کو دوڑا کر اس گزرنے والے کو بلوا کر پوری نعت سنی۔ جب مقطع سے

سے سبحان اللہ ما اجملک ما احسک ما اکملک کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا، گستاخ اکھیاں کتھے جاڑیاں
میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کا نام سنا تو کہا کہ اب معلوم ہوا کہ اس کلام میں اتنا
بے پناہ درد و اثر کیوں ہے۔ (مہر منیر یعنی سوانح حیات حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہ
صاحب، گولڑہ شریف، صفحہ ۱۳۲ تا ۱۳۳)۔

۲۳۔ حضرت قبلہ عالم گولڑویؒ اپنی ایک قلمی تحریر میں فرماتے ہیں:

جن دنوں مرزا غلام احمد قادیانی نے بظاہر تحقیق کی غرض سے اشتہارات کے ذریعہ دعوت دی تھی اور میں اسے منظور کرنے کا ارادہ کر رہا تھا، مجھے اس نعمت عظمیٰ کا شرف حاصل ہوا۔ میں اپنے حجرے میں بحالت بیداری آنکھیں بند کیے تنہا بیٹھا تھا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا کہ قعدہ کی حالت میں جلوس فرما ہیں۔ اور یہ عاصی بھی چار بالشت کے فاصلے پر اسی حالت میں باادب تمام، شیخ کی خدمت میں مرید کی طرح بالمقابل بیٹھا ہے اور غلام احمد اس جگہ سے دور مشرق کی طرف منہ کیے اور آنحضرت ﷺ کی طرف پشت کیے بیٹھا ہے۔ اس روایت کے بعد میں احباب کے ہمراہ لاہور پہنچا، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی اپنے تاکید و وعدے سے پھر گیا اور لاہور نہ آیا (مہر منیر، صفحہ ۲۰۴)۔

۲۴۔ حضرت قبلہ عالم گولڑویؒ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے تحریری مناظرے کی دعوت اور اس کی فصیح عربی اور زود نویسی کی تعلی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ علمائے اسلام کا اصل مقصود تحقیق حق اور اعلا کلمۃ اللہ ہوا کرتا ہے، فخر و تعلی مقصد نہیں ہوتا، ورنہ جناب نبی کریم ﷺ کی امت میں اس وقت بھی ایسے خادم دین موجود ہیں کہ اگر قلم پر توجہ ڈالیں تو وہ خود بخود کاغذ پر تفسیر قرآن لکھ دے۔ ظاہر ہے کہ اس سے اشارہ اپنی جانب تھا چنانچہ بعد میں اس چیلنج کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ میں نے یہ دعویٰ از خود نہیں کیا تھا بلکہ عالم مکاشفہ میں جناب نبی کریم ﷺ کے جمال باکمال سے میرا دل اس قدر قوی اور مضبوط ہو گیا تھا کہ مجھے یقین کامل تھا کہ اگر اس سے بھی کوئی بڑا دعویٰ کرتا تو اللہ تعالیٰ ضرور مجھے سچا ثابت کر دیتا، نیز فرمایا ”کئی کلتے دے زور تے لکھ دی اے“ یعنی پچھڑا کھونٹے کے بل پر ہی تو کودتا ہے (مہر منیر، صفحہ ۲۳۴)۔

۲۵۔ ان دنوں کانگریسی مسلمانوں میں علی برادران (مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی) اور مولانا ابوالکلام آزاد کا مقام کثر ہندو مہاتما گاندھی کے بعد تھا، جو سنا تن دھرمی ہندو تھا اور برملا کہتا تھا کہ میں بت پرست ہوں اور بت پرستی پر فخر کرتا ہوں۔ مولانا عبدالباری فرنگی محلی (لکھنؤ، یوپی، بھارت) مولانا محمد علی جوہر کے پیرو مرشد اور مولانا ابوالکلام آزاد کے استاد تھے، جب کہ آپ خود مولانا سید عین القضاة لکھنوی کے شاگرد تھے۔ آپ کے برادر حقیقی مولانا عبدالباری فرنگی محلی کو خواب میں سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ حجاز مقدس میں سکونت اختیار کریں، چنانچہ آپ مدینہ طیبہ چلے گئے تھے، جہاں مسجد نبوی (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) میں مدتوں درس حدیث دیتے رہے اور وہیں وصال فرمایا۔ (مہر منیر صفحہ ۲۷۶) (اسی

سلسلے کا خواب نمبر ۱۰۸ دیکھیے سیرت النبی ﷺ بعد از وصال النبی ﷺ، حصہ اول میں)۔

مولانا عبدالباری فرنگی محلی ہندوؤں کی حرکات سے اس قدر بددل اور تنگ ہوئے کہ جب انہوں نے آرہ (بہار، بھارت) کے مسلمانوں پر اہل ہنود کے مظالم دیکھے تو آپ نے کانگریسی لیڈروں کو متنبہ کیا کہ اگر ہندو اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو میں ان کے خلاف عام جہاد کا فتویٰ جاری کر دوں گا۔ (صفحہ ۲۷۶) کراچی میں کانگریس کا اجلاس جاری تھا۔ مولانا ظفر علی خان نماز کے لیے جلسے کی کارروائی بند کرانا چاہتے تھے، مگر گاندھی نے اس سے انکار کر دیا، جس پر مولانا واک آؤٹ کر گئے، کانگریس سے علیحدگی اختیار کر لی اور فی البدیہہ یہ اشعار کہے:

اے سامری وقت کہ گاندھی ہے ترا نام کہتے ہیں نصاریٰ کا تجھے بندہ بے دام
ہندو کو مسلمان سے لڑانا ہے ترا کام ہم کو نظر آتا ہے جو ہو گا ترا انجام

اے دشمن اسلام

تقدیر وطن کی اسی دن سے ہوئی کھوٹی جب شیخ کے تہم سے ملی تیری لنگوٹی
اور چادر تہذیب عرب ہو گئی چھوٹی ہم قائل الہام ہیں تو مائل اوہام

اے دشمن اسلام

۴۶۔ حضرت سید احمد محضار عطاس صاحب مدینہ عالیہ کے ممتاز سادات کرام میں سے تھے۔ اپنی زندگی میں حرم نبوی ﷺ کی مجلس انتظامیہ کے نائب صدر تھے۔ آپ کے والد بزرگوار ترکوں کے وقت میں حرم النبی ﷺ کے نوادرات کے خازن اعلیٰ تھے۔ ترکوں کے چلے جانے کے بعد آپ کچھ عرصہ حالات زمانہ کی ناسازگاری کی وجہ سے ملک سے باہر رہے۔ کچھ عرصہ ہندوستان میں بھی قیام فرمایا۔ گوڑہ شریف حاضر ہوئے تو حضرت علامہ پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ کا اس وقت زمانہ استغراق تھا۔ ایک روز قیام کے بعد کاٹھیاواڑ (گجرات، بھارت) تشریف لے گئے۔ وہاں احمد آباد میں تھے کہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ آستین مبارک اونچی کیے ہیں جیسے وضو فرمانے کا ارادہ ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور (ﷺ) پانی لاؤں۔ ارشاد ہوا: ”نہیں! میں گوڑا میں وضو کروں گا، وہاں مجھے دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ سید مہر علی شاہ کا جنازہ پڑھنا ہے۔“ یہ سو کر اٹھے تو پریشان ہوئے۔ خواب اپنی ڈائری میں نوٹ کر لیا۔ دوسرے روز اخبارات میں حضرت پیر سید مہر علی شاہ کے وصال کی خبر پڑھی اور کچھ عرصہ بعد خود تعزیت کے لیے حاضر ہوئے۔ آپ کا وصال یوم شنبہ ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء کو ہوا اور دوسرے دن آٹھ بجے شام آپ کا جسم اطہر گوڑہ شریف کی مسجد کے جنوبی باغ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

marfat.com

Marfat.com

ہرگز نیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما
ترجمہ = جسکا دل عشق سے زندہ ہوا وہ کبھی نہیں مرتا دفتر عالم پر ہماری دائمی زندگی لکھ دی گئی ہے
(مہر منیر، صفحہ ۳۳۹)

۴۷۔ دوسری جنگ عظیم کے خاتمے کے قریب ۱۹۴۲ء بمطابق ۱۳۶۳ھ میں جب
سمندر پار کے تمام ممالک کے مسلمانوں پر حج بیت اللہ کا راستہ دوبارہ کھلا تو حضرت قبلہ بابو جی
(حضرت سید پیر مہر علی شاہ قدس سرہ کے اکلوتے صاحبزادے اور جانشین حضرت سید غلام
محی الدین شاہ قدس سرہ) نے عرب جا کر ایسی بینظیر و بے مثال داد و دہش فی سبیل اللہ کا
مظاہرہ فرمایا جس کی مثال شاید والیاں ملک کے لیے بھی پیش کرنا مشکل ہو۔ کئی برس حج بند
رہنے کی وجہ سے عرب کے بڑے بڑے تاجروں تک کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ غربا و مساکین،
طلبا، اساتذہ مدارس، مشائخ، خدام حرمین شریفین اور مقامی پولیس (شرط) سب کی حالت ابتر
تھی۔ آپ نے سب کی دل کھول کر مدد کی۔ شرفائے سادات کے ایک عمر رسیدہ بزرگ مدینہ
طیبہ کے ایک بیرونی محلے میں رہتے تھے، رہائشی مکان کا کئی برس کا کرایہ واجب الادا تھا اور
مقروض ہو چکے تھے، جب حضرت قبلہ بابو جی نے آپ کی تمام حاجات پوری کر دیں تو انہوں
نے بتایا کہ چند روز قبل میں نے حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں اپنی مالی بے بسی کا ذکر کیا تو آپ
ﷺ نے مجھے خواب میں مطلع فرمایا کہ تمہارا ایک دوست آنے والا ہے، وہ تمہاری مدد کرے گا
(مہر منیر، صفحہ ۳۷۲ تا ۳۷۳)۔

۴۸۔ حضرت قبلہ بابو جی تقسیم کرنے کی خاطر کثیر تعداد میں کپڑے سلوا کر ہمراہ لے گئے
تھے۔ آپ کے حکم سے روپوں اور ریالوں سے بھرے ٹوکروں کو کپڑوں سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔
آپ نے ہدایت فرمادی تھی کہ کپڑے کو ٹوکروں کے اوپر سے نہ اٹھایا جائے اور رقم کپڑے کے
نیچے ہاتھ ڈال کر نکالی جائے۔ ایک تقسیم کنندہ نے غلطی سے ایک ٹوکروں پر سے کپڑا الٹ دیا
تو دیکھا کہ روپوں کی تہ تیزی سے اترنے لگی اور تھوڑی دیر میں ٹوکرا بالکل خالی ہو گیا جبکہ جو
ٹوکروں ڈھکے رہے ان سے تقسیم اس وقت تک جاری رہی جب تک کہ تمام مستحقین کی
ضرورت پوری نہ ہو گئی۔ برکت کا یہ مظاہرہ سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس واقعہ کو
حضور نبی کریم ﷺ کا معجزہ شمار کیا۔ حضرت قبلہ بابو جی کی واپسی کے موقع پر حضرت سید احمد
العطاس مدنی نے خواب میں آنحضرت ﷺ کو حضرت بابو جی کی اس جو دو سخا پر اظہار خوشنودی
فرماتے دیکھا (مہر منیر، صفحہ ۲۷۳)۔

۴۹۔ حضرت سید احمد العطاس مدنی فرماتے ہیں کہ ۱۳۶۳ھ میں جب میرے سردار اور

مرشد سید غلام محی الدین (حضرت بابو جی) حج اور زیارت کے ارادے سے تشریف لارے تھے اور اپنے ہمراہیوں سمیت جدہ کے قریب پہنچ چکے تھے تو مجھے حضور رسول اعظم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”جاء، میرے فرزند کا استقبال کر اور اسے میرا سلام پہنچا“ (مہر منیر، صفحہ ۲۷۳)۔

۵۰۔ حضرت سید احمد العطاس مدنی فرماتے ہیں کہ دوسری مرتبہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا کہ مجھے میرے نام سے پکار کر فرماتے ہیں کہ ”میرے فرزند غلام محی الدین اور اس کی ہمراہی جماعت کو میرا سلام پہنچا اور اس کو خبر دے کہ میں اس سے راضی ہوں اور وہ مقبولوں میں سے ہے“ (مہر منیر، صفحہ ۲۷۳ تا ۲۷۴)۔

۵۱۔ حضرت سید احمد العطاس مدنی فرماتے ہیں کہ ۱۳۶۳ھ میں جب سیدی غلام محی الدین مدینہ منورہ تشریف لائے اور بہت خیرات و صدقات اور مال زکوٰۃ تقسیم فرمایا تو حاجت مندوں کے روزانہ خطوط آتے تھے، جو ادا طلب کرتے تھے۔ انہی دنوں ایک قیدی کا خط آیا جو بوجہ تہمت قتل جیل میں بند تھا، دوسرے خطوط کے ساتھ اسے بھی میں نے جیب میں رکھ لیا اور گھر کے تحت پوش پر بیٹھ گیا، تھکا ہوا تھا بیٹھتے ہی نیند آگئی، دیکھتا ہوں کہ حضور انور ﷺ فرما رہے ہیں کہ وہ خطوط کہاں ہیں؟ میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک خط نکالا تو وہی قیدی والا خط تھا، پس حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”غلام محی الدین سے کہو کہ اس کی طرف سے ضمانت ادا کر دے۔“ چنانچہ سیدی غلام محی الدین نے اس کی طرف سے وہ تمام چیز ادا کر دی جو حکومت اور حکام کی طرف سے اس پر واجب تھی اور قیدی کو چھڑا دیا۔ یہی نہیں دوسرے قیدی بھی جو اس کے ساتھ تھے ان کی طرف سے بھی سب کچھ ادا کر کے ان سب کو بھی رہائی دلائی۔ اہل مدینہ منورہ نے اس امر پر بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ (مہر منیر، صفحہ ۳۷۴)۔

۵۲۔ پنچہ ضلع شاہ پور کے مشہور عالم اور قاری جناب قاضی عبدالحکیم فرماتے تھے کہ جب میں راولپنڈی کینٹ میں امام مسجد تھا تو اکثر کلیام شریف جاتا تھا (جو راولپنڈی سے پندرہ سولہ میل دور لاہور کی سڑک کے قریب واقع ہے)۔ حضرت باوا فضل دین کلیامی بڑے پائے کے بزرگ گذرے ہیں، آپ کا سلسلہ چشتیہ صابریہ تھا، کثرت جذب و سکر کی وجہ سے آپ سے ظاہری طور پر نماز چھوٹ گئی تھی، باوا صاحب کے ایک مرید مولوی صاحب انہی دنوں حج اور مدینہ منورہ زیارت کے لیے گئے، انہوں نے واپس آ کر حضرت باوا جی سے عرض کیا کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے خواب میں زیارت سے مشرف فرما کر ارشاد فرمایا ہے کہ ”اپنے بدعتی پیر کو ہمارا سلام کہنا۔“ یہ سن کر باوا صاحب پر عرصے تک وجدانی کیفیت طاری رہی۔ آپ

چونکہ نماز نہ پڑھتے تھے تو ایک مرتبہ مقامی علمائے نے آپ سے کہا کہ ہم آپ کا جنازہ نہیں پڑھیں گے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ میرا جنازہ علم شریعت کا اتنا بڑا شیر آکر پڑھائے گا کہ تم لوگوں کو مجبوراً اس میں شامل ہونا پڑے گا۔ آپ کا وصال یکم جنوری ۱۸۹۲ء بروز جمعہ ہوا۔ حضرت سید مہر علی شاہ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جس رات آپ نے انتقال فرمایا: مجھ سے خواب میں آکر فرمایا کہ ”پیر جی! میں مر گیا ہوں، آپ آکر میرا جنازہ پڑھا جاؤ“۔ غرض پیر جی گوڑہ شریف سے کلیام شریف پہنچے اور جنازہ پڑھایا۔ اس قدر اژدہام خلألق تھا کہ پیر جی کو گھوڑے پر سوار ہو کر صفیں درست کرانی پڑی تھیں (مہر منیر، صفحہ ۲۰۰ تا ۲۰۳ سے ماخوذ)۔

”نجات الانس“ میں حضرت معشوق طوسیؒ کے متعلق مذکور ہے کہ ان سے نماز چھوٹ گئی تھی۔ علمائے وقت کے اصرار پر آپ نے نماز شروع کی تو ”ایاک نعبد“ تک پہنچے تھے کہ ہر بن مؤ سے خون جاری ہو گیا۔ فرمانے لگے کہ اب تو مجھے معذور سمجھو گے۔ حضرت سید وارث علی شاہ بانی ”سلسلہ وارثی“ دیوا شریف (ضلع بارہ بنکی، یوپی، بھارت) (دیکھو خواب نمبر ۲۷۱ سیرت النبی بعد از وصال النبی ﷺ، حصہ اول میں) اور دوسرے کئی بزرگ ایسے گذرے ہیں اہل ظاہر جن کے اندرونی درد اور شغل باطن سے بے خبری کے باعث ان پر معترض ہوتے تھے حالانکہ ان کا کوئی نفس اسم ذات کے ذکر سے خالی نہ گذرتا تھا اور کمال استغراق حال سے اشغال ظاہری کی طرف توجہ کرنے سے معذور تھے۔ اصلی اور بناوٹی مجذوب کے درمیان امتیاز ضروری ہے ورنہ غلط فہمی و غلط روی کا سخت اندیشہ ہے۔

۵۳۔ حضرت مولانا ولی احمد ہزاروی قدس سرہ، موضع بانڈی عطائی خان، مضافات حویلیاں، ضلع ہزارہ میں تقریباً ۱۲۶ھ بمطابق ۱۸۵۰ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتابیں پڑھ کر ہندوستان کا رخ کیا۔ مختلف اساتذہ سے حصول علم کے بعد حضرت مولانا فضل حق رام پوری سے تکمیل کی۔ عالم شباب میں حضرت سید پیر مہر علی شاہ گوڑویؒ سے بیعت طریقت کی اور پھر ہمیشہ کے لیے آپ کے ہو کر رہ گئے۔ دربار عالیہ گوڑہ شریف کی جب مسجد تعمیر ہوئی تو پیر صاحبؒ آپ کو مسجد کی چھت پر لے گئے اور فرمایا: مولوی صاحب وہ سامنے دیکھیں۔ مولوی صاحب نے نظر اٹھائی تو سامنے بیت اللہ شریف تھا۔ اپنے خلفا میں پیر صاحبؒ کو آپ پر بڑا مان تھا۔ ۱۹۱۵ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی، پھر مدینہ شریف ایک سال درس حدیث دیا، ذیقعدہ میں علیل ہوئے، علاج ہوتا رہا مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ (وصال ۱۳۷۰ھ بمطابق ۱۹۵۱ء بمر ۱۱۰ سال) نے مکہ مکرمہ لے جانے کی پیش کش کی۔ آپ راضی بھی ہو گئے مگر دوسرے روز یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ

خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مدینہ منورہ ہی میں قیام کرو۔“ چنانچہ چند روز بعد ۴ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ بمطابق ۱۹۱۶ء بمصر ۶۵ برس وصال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے (تجلیات مہر انور از شاہ حسین گرویزی، صفحہ ۹۹۲ تا ۹۹۴ سے ماخوذ)۔

۵۴۔ امیر الملت الحاج حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ فرماتے ہیں کوئی پچاس برس کا واقعہ ہے کہ فقیر رات کو مدینہ منورہ کی مسجد نبوی (علی صاحبہا صلواتہا وسلاماتہا) میں شیخ الحرم کی اجازت سے شب باش ہوا۔ اس رات دلائل الخیرات شریف اور موم بتی جو سرکاری طور پر اندر رہنے والوں کو ملتی ہے، مجھے دے دی کیونکہ رات عشا کی نماز کے بعد حرم شریف کی روشنیاں بجھادی جاتی ہیں اور کسی کو اندر رہنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ رات ایک بجے جب میں دلائل الخیرات پڑھ رہا تھا تو حضرت خواجہ ضیا معصوم صاحب کابلی نے، جو قائم اللیل اور صائم الدھر تھے اور انہیں اندر رہنے کی اجازت تھی، مجھ سے فرمایا کہ کل رات ریاض الجنت میں میں دلائل الخیرات شریف پڑھ رہا تھا تو حضرت سرور کائنات ﷺ بذات خود تشریف لائے اور مجھے فرمایا: ”شویہ، شویہ“ یعنی آہستہ آہستہ پڑھو۔ پس میں تمہیں کہتا ہوں کہ آہستہ آہستہ پڑھو (ملفوظات امیر الملت صفحہ ۷۳۔ ناشر = مدرسہ جماعتیہ حیات القرآن، پاپڑ منڈی، لاہور)۔

۵۵۔ حضرت سید احمد سلطان سخی سرور شہیدؒ کے والد ماجد حضرت سید زین العابدینؒ شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ میں آباد ہونے سے پہلے قریب ۲۲ سال مدینہ منورہ میں روضہ اطہر (علی صاحبہا صلواتہا وسلاماتہا) پر خدمت انجام دیتے رہے۔ ۵۲۰ھ بمطابق ۱۱۲۶ء حضور اکرم ﷺ نے خواب میں آپ کو ہندوستان جانے کا حکم فرمایا، جس کے بعد آپ شاہ کوٹ آکر آباد ہو گئے۔ ہر وقت یاد الہی میں مشغول رہتے تھے۔ ۱۱۴۱ء میں وہیں وصال فرمایا۔ ۱۱۳۰ء میں وہیں حضرت سلطان سخی سرور پیدا ہوئے، اپنے خالہ زاد بھائیوں کے رویہ سے تنگ آکر آپ نے نقل مکانی فرمائی اور ڈیرہ غازی خان تشریف لے گئے، پھر کوہ سلیمان کے دامن میں نگاہہ کے مقام پر قیام فرمایا اور عبادت الہی میں مشغول ہو گئے، اسی جگہ ۲۲ رجب ۵۷۷ھ بمطابق ۱۱۸۱ء بمصر ۵۳ سال اپنے خالہ زاد بھائیوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا، اسی جگہ آپ کا مزار ہے، مزار کی عمارت بابر بادشاہ نے بنوائی تھی، یہ جگہ سخی سرور کے نام سے مشہور ہے، آپ کے عقیدت مند اور مرید بے شمار تھے، آپ کی یاد میں ہر سال مختلف شہروں میں میلہ لگتا ہے (سیارہ ڈائجسٹ۔ اپریل ۱۹۸۲ء۔ صفحہ ۷۷ تا ۸۰ سے ماخوذ)۔

۵۶۔ پروانہ شمع رسالت ﷺ ”غازی عبداللہ شہید“ کا یہ تاریخی واقعہ مصنف / مولف کتاب ہذا حسب ذیل حضرات کے مضامین سے اخذ کر کے پیش کر رہا ہے:

(۱) جناب پروفیسر افضل حسین علوی (روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی کا جمعہ میگزین۔ مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۸۴ء)۔

(۲) جناب ڈاکٹر محمد اختر چیمہ (گورنمنٹ کالج فیصل آباد) (ماہنامہ ضیائے حرم جنوری ۱۹۸۷ء)۔

(۳) جناب ایم اے حکیم، ایڈووکیٹ۔ ۴) جناب چوہدری مختار علی ورک اس علاقہ کے رہنے والے اور اس واقعہ کے چشم دید گواہ۔ انہوں نے یہ واقعہ مولف / مصنف کتاب ہذا کے دوست جناب شیخ سلیم اختر، سینٹ جان پارک، لاہور کینٹ کو سنایا تھا۔

پروفیسر علوی فرماتے ہیں کہ ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ میں جان کی بازی لگا دینے والوں میں غازی علم الدین شہید اور غازی عبدالقیوم کو بہت شہرت نصیب ہوئی۔ چھٹی صدی ہجری میں بادشاہ وقت، حضرت نور الدین زنگی کو حضرت رسالت مآب ﷺ نے دو کنجی آنکھوں والے عیسائیوں کو ٹھکانے لگانے کا حکم فرمایا تھا (منفصل واقعہ پڑھیے سیرت النبی ﷺ بعد از وصال النبی ﷺ حصہ اول کے خواب نمبر ۳۱۳ میں)۔ تاریخ اسلام میں غازی صوفی عبداللہ غالباً دوسرے وہ خوش بخت انسان ہیں، جنہیں خود حضرت رسول اللہ ﷺ نے اپنے شاتم کو جہنم واصل کرنے پر مامور فرمایا۔ سچ ہے:

سہ جس شخص کو وہ مرکز الطاف بنا لیں حق ہے کہ وہی شخص مقدر کا دھنی ہے
غازی عبداللہ کا تعلق جو لاہا قوم سے تھا۔ وہ موضع پٹی تحصیل و ضلع قصور کے رہنے والے تھے۔ بقول مولانا سید امین الحق صاحب ڈویژنل خطیب اوقاف ان کا چہرہ خوبصورت، رنگ گورا، بھری بھری سیاہ ڈاڑھی جو نہایت بھلی لگتی تھی، عمر تقریباً تیس بیس سال ہوگی گویا عین عالم شباب تھا۔ اس وقت چک نمبر ۲۴ شریف تھانہ خانقاہ ڈوگراں، تحصیل و ضلع شیخوپورہ میں ان کا پیرخانہ تھا۔

جناب ایم اے حکیم ایڈووکیٹ بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۳۸ء میں رونما ہونے والا یہ واقعہ ضلع شیخوپورہ کے چک نمبر ۲۴ چھوٹی سے تعلق رکھتا ہے۔ وہاں کے مسی نور محمد جٹ کاہلوں کے ایک شادی شدہ مسلمان عورت سے ناجائز تعلقات ہو گئے تھے، جو قریب کے ایک موضع ہرنالہ کی رہنے والی تھی۔ عورت چونکہ شادی شدہ تھی پس فیصلہ کیا کہ اسلام سے منہ موڑ کر عیسائیت اختیار کر لیں تاکہ شادی ہو سکے۔ پس سانگلہ ہل جا کر ایک پادری کے ہاتھوں عیسائیت اختیار کر لی، مگر جب حسب خواہش وہاں بھی مسئلہ حل نہ ہوا تو امر تسر جا کر سکھ

مذہب اختیار کر لیا۔ نور محمد کا نام چنچل سنگھ اور بدکار عورت کا نام دلجیت کورکھ دیا گیا۔ کچھ عرصہ دونوں امرتسر میں قیام کے بعد چک نمبر ۲۴ چھوٹی میں آگئے، مگر سکھ اب بھی ان کو مشکوک نظروں سے دیکھتے تھے۔ اپنی یقین دہانی کے لیے انہوں نے ان کے سامنے چند شرائط پیش کیں جن میں ایک یہ تھی کہ سر عام جھٹکے کا گوشت کھائیں۔ اس بد بخت جوڑے نے یہ شرط پوری کر دی۔ دوسری شرط یہ رکھی کہ اعلانیہ سور کا گوشت کھاؤ۔ ان بد بختوں نے یہ شرط بھی پوری کر دی۔ تیسری شرط یہ رکھی کہ سر عام پیغمبر اسلام ﷺ کی بے حرمتی کریں (نعوذ باللہ من ذالک)۔ یہ ملعون یہ حرکت بھی کر گزرے جس سے آس پاس کے دیہاتوں کے مسلمانوں کی سخت دل آزاری ہوئی، ان کی غیرت اسلامی بیدار ہو گئی اور تمام علاقے میں ہیجان پھیل گیا۔ سکھوں نے اور اس ناہنجار جوڑے نے اس پر مسلمانوں سے معافی مانگ لی مگر وہ سکھ مذہب پر قائم رہا۔ یہاں کے سکھ بار سوخ اور مالدار تھے۔ آبادی کی اکثریت بھی سکھوں پر مشتمل تھی۔ یہ مرتد جوڑا اب بھی جگہ جگہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں دریدہ دہنی اور یا وہ گوئی کرتا پھرتا۔ اسی دوران ایک رات خواب میں حضور اقدس ﷺ نے صوفی عبد اللہ سے فرمایا: ”عبد اللہ! مجھے یہ مرتد کھ پہنچا رہا ہے، اس کی زبان بند کرو“۔ صوفی عبد اللہ کی آنکھ کھل گئی۔ ان کے کانوں میں حضور انور ﷺ کے الفاظ گونج رہے تھے اور وہ اپنے اندر ایک عجیب سی قوت اور جوش محسوس کر رہے تھے، وہ اٹھے اور کسی کو بتائے بغیر مرتد کے گاؤں کی طرف روانہ ہو گئے۔ انہیں نہ سکھوں کی کثرت اور طاقت کی پروا تھی اور نہ اپنی کم مائیگی اور بے چارگی کا احساس۔ بس ایک ہی دُھن تھی کہ اپنے آقا ﷺ کا فرمان بجالائے اور آخرت میں سرخرو ہو جائے۔ صبح کا وقت تھا۔ اتفاقاً راستہ میں چنچل سنگھ کا حقیقی بھائی نتھو مل گیا۔ صوفی عبد اللہ نہ نتھو کو جانتے تھے نہ چنچل سنگھ کو۔ صوفی عبد اللہ کے دریافت کرنے پر نتھو نے اشارے سے بتایا کہ وہ دیکھو سامنے چنچل سنگھ اپنے کھیت میں کام کر رہا ہے۔ غریب الوطن مرد مجاہد نے بجلی کی تیزی سے اس کی طرف بڑھ کر اسے لاکارا۔ قوی ہیکل اور ہٹا کٹا چنچل سنگھ جو ہر وقت کرپان سے مسلح رہتا تھا، کرپان سونت کر صوفی عبد اللہ کی طرف بڑھا مگر کرپان کا دار خالی گیا، ادھر اللہ کے شیر صوفی عبد اللہ نے نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے پوری قوت ایمانی کے ساتھ چھری کے پہلے ہی وار میں گستاخ رسول چنچل سنگھ کا پیٹ چاک کر ڈالا۔ خبیث اور بد باطن چنچل سنگھ ٹھنڈا ہو چکا تھا اور صوفی عبد اللہ بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہو کر خدائے وحدہ لا شریک کا شکر بجا رہے تھے، جس نے انہیں اپنے حبیب و محبوب ﷺ کا حکم ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ غازی عبد اللہ اطمینان سے چنچل سنگھ کی لاش کے پاس بیٹھے تھے جیسے کہ پولیس کے

منتظر ہوں۔ پولیس والے یہ منظر دیکھ کر دم بخود رہ گئے۔ حیران ہو کر سکھوں سے پوچھا کہ یہ اکیلا اور تم ڈھیروں، حیرت ہے پھر بھی چیخ سنگھ کو قتل ہونے سے نہ بچا سکے، یہی نہیں اس کے قریب آنے کی ہمت بھی نہ کر سکے۔ تو ان کا جواب اور بھی حیران کن تھا۔ یہ اکیلا کہاں تھا اس کے ہمراہ تو مسلح جم غفیر تھا جس کی وجہ سے ہمیں نہ قتل سے پہلے اس کی طرف بڑھنے کی جرأت ہوئی نہ قتل کے بعد۔ پولیس افسر نے غازی عبداللہ سے دریافت کیا: ”کیا واقعی تمہارے ساتھ کوئی مسلح گروہ تھا؟“ انہوں نے نفی میں جواب دیا اور پھر معنی خیز انداز میں مسکرا دیئے۔

غازی عبداللہ قتل عمد کے جرم میں گرفتار کر لیے گئے۔ بہت کہا گیا کہ اقبال جرم سے انکار کر دو تو ممکن ہے سزا سے بچ جاؤ، مگر ہر بار ان کا وہی جواب تھا کہ تم مجھے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضری سے محروم کرنا چاہتے ہو، مجھے یہ ہرگز منظور نہیں، میں اس جرم سے کیسے انکار کر دوں جس پر مجھے فخر و ناز ہے اور جو میری مغفرت کے لیے میری زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ مقدمہ چلا اور انہیں موت کی سزا سنائی گئی۔ عدالت کا فیصلہ سن کر ان کا چہرہ فرط مسرت سے دمک اٹھا اور جب تختہ دار کی طرف بڑھے تو بزبان حال یہ کہتے بڑھے:

سے جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

سچ ہے:

سے یہ رتبہ بلند جسے ملنا تھا مل گیا ہر بوالہوس کے واسطے دار و رسن کہاں

۵۷۔ ایک بار (فقیر) محمد امیر شاہ قادری، مصنف ”تذکرہ علماء و مشائخ سرحد“ حضرت شیخ الحدیث صاحبزادہ علی احمد جان کے سامنے بیٹھے حدیث شریف پڑھ رہے تھے کہ آپ پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ فرمایا حضور اطہر و اقدس ﷺ تمہارا یہ حدیث شریف کا پڑھنا سن رہے تھے اور بہت خوش ہوئے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء (تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول صفحہ ۲۵۷)۔

۵۸۔ جو لوگ کہ اہل مراقب اور اہل نسبت ہیں اور جن کا قلب صاف ہے، وہ جس وقت چاہیں حضور سرور کائنات ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو سکتے ہیں۔ دہلی کے مرشدی و مولائی حضرت شاہ ابوالخیر نقشبندیؒ بھی اسی صفت سے مصطف تھے۔ اللہ تعالیٰ کی ان پر بے حساب رحمت نازل ہو (معراج المؤمنین صفحہ ۱۳۹) اولاد حضرت مجدد الف ثانی فخر خاندان نقشبندیہ حضرت مولانا شاہ ابوالخیر کے یہاں دستور تھا کہ جب کوئی خادم کسی قسم کی عرض کرتا یا کسی آنے والے شخص کی اطلاع دیتا تو پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم ضرور پڑھتا، بغیر بسم اللہ شریف پڑھے آپ کے یہاں کوئی کلام نہیں کیا جاتا تھا (راہ و رسم منزلہا از مولانا محمد عبداللہ

حسب الارشاد حضرت سید جماعت علی شاہ لائٹانی علی پوری۔ ناشر = محمد اکرام الحق اختر۔ چوک کاچھو پورہ، لاہور۔

۵۹۔ طالب علمی کے زمانے میں جب مولوی محمد مسیح الدین علوی، حضرت مولانا فضل اللہ سے پڑھتے تھے کہ ایک شب حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے۔ صورت یہ ہوئی کہ آپ ﷺ ہمارے گھر کی مسجد میں نماز باجماعت پڑھاتے ہیں، میں مسجد میں وضو کر رہا ہوں، اور بہت جلدی کر رہا ہوں کہ جماعت کی نماز میں شریک ہو جاؤں لیکن اس قدر محرومی ہوئی کہ جب میں جماعت کے قریب پہنچا تو حضور ﷺ نے سلام پھیر دیا اور جماعت کی طرف منہ پھیر کر دعا مانگنا شروع کر دی۔ میں اس میں بھی شامل ہوا لیکن چہرہ انور پر ایک نقاب تھی پس چہرہ مبارک کی زیارت بھی نصیب نہ ہوئی (سفیر اودھ از مولوی محمد مسیح الدین علوی خان بہادر، صفحہ ۳۸)۔

۶۰۔ پیر میر عزیز اللہ حقانی حضرت عبدالستار کے فرزند ارجمند ہیں۔ ۷۱ برس کی عمر میں آپ اپنے والد ماجد کی اجازت سے اپنا وطن کشمیر چھوڑ کر ذہن و روح کی تشنگی کو فرو کرنے عازم دشت و جبل ہوئے۔ یہ واقعہ قیام پاکستان سے دو سال قبل کا ہے۔ آپ نے لاہور، ملتان اور دیگر کئی مقامات پر عبادت کے لیے کوئی جگہ منتخب کرنی چاہی پر کامیابی نہ ہوئی، یہاں تک کہ کراچی پہنچ گئے۔ وہاں بحالت اعتکاف خواب میں آپ نے ایک پہاڑی دیکھی، جس کی طرف اشارہ کر کے ملہم غیب نے آپ کو وہاں رہنے اور عبادت کرنے کا مشورہ دیا۔ صبح اس کی تلاش میں نکلے اور بالآخر اس پر ہول اور بے آب و گیاہ پہاڑی پر پہنچ گئے، جس میں ایک بہت بڑا غار تھا۔ آپ کو اس پہاڑ میں رہتے قریب ۱۴ سال گزر چکے ہیں۔ یہیں متعدد مرتبہ حضرت رسالت مآب ﷺ نے عالم رویا میں آپ کو شرف حضوری و معانقہ بخشا۔ رمضان شریف کے ایام تھے کہ ایک بار خواب میں آپ حضرت رسول اللہ ﷺ سے اس طرح بغل گیر ہوئے جیسے باپ بیٹے آپس میں بغل گیر ہوتے ہیں۔ آپ نے کچھ تکالیف کی شکایت کی تو سیدنا رحمت عالم، نور مجسم ﷺ نے بطور نصیحت فرمایا: کہ اگر ظاہر کو خیال کرتے ہو تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھو اور ان کی حالت پر غور کرو اور اگر باطن کو دیکھنا ہے تو ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حالت پر غور کرو اور خلق خدا کی خدمت کرو۔ ”آنکھ کھلنے پر اتنی خوشی ہوئی کہ زمین و آسمان کے خزانے بھی مل جاتے تو اتنی خوشی نہ ہوتی اور شیطانی وساوس دور ہوئے، طبیعت بالکل مطمئن ہو گئی اور قلب میں دین کی خدمت و اشاعت کا شوق پیدا ہوا اور فلاح المسلمین کے لیے کتاب ”کامل اکمل حقانی“ (جلد اول و دوم) صرف چھ ماہ میں تالیف فرما

دی۔ یہ ایک عظیم پراز معلومات دینی کتاب ہے۔ لائڈھی کے پرہول صحرا میں اس پر ہیبت پہاڑ کو جس پر آپ کا قیام ہے، اب لوگ مخدوم پہاڑ کہتے ہیں اور غار کا نام غار نور ہو گیا ہے۔ پاکستان کے طول و عرض سے لاکھوں بندگان خدا جوق در جوق آپ سے ملنے آتے ہیں (کامل اکمل حقانی جلد اول صفحہ ۲۱۔ غار نور مخدوم پہاڑ، لائڈھی، کراچی مطبوعہ جاوید پریس کراچی۔ باہتمام خیر علی مالک علی بک ڈپو۔ ۵۴ اردو بازار، کراچی ۲ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ بمطابق ۱۹۶۴ء)۔

۶۱۔ پیر میر عزیز اللہ حقانی مدظلہ العالی نے ایک روز اپنی پہاڑی والی مسجد میں، جس کی سنگ بنیاد پڑچکی تھی اور دیواریں ابھی تعمیر نہ ہوئی تھیں، محراب میں سرور دو عالم ﷺ کو جلوہ افروز دیکھا۔ مسجد میں کئی دوسرے لوگ بھی موجود تھے مگر حضور اقدس ﷺ نے پیر صاحب کو اپنے پاس بلایا، ان کے دونوں ہاتھ اپنے دست مبارک میں لے کر لفظ بہ لفظ بیعت کی شرطیں پڑھوا کر بیعت کیا، کچھ تسبیحیں ذکر و اذکار کی مرحمت فرمائیں اور تاکید فرمائی کہ تم بھی اپنے مریدوں سے اسی طرح سلوک کیا کرو (کامل اکمل حقانی، جلد اول۔ صفحہ ۳۵ تا ۳۶)۔

۶۲۔ حضرت بایزیدؒ کی طبعیت نے مناسب نہیں سمجھا کہ حج کے ساتھ ہی زیارت مدینہ سے فراغت حاصل کر لی جائے۔ یہ ادب نہیں کہ زیارت مدینہ کو زیارت مکہ کے ماتحت رکھا جائے، چنانچہ حج تو کیا مگر مدینہ منورہ نہ گئے۔ اگلے سال دیار رسول اللہ ﷺ کے لیے الگ خراسان سے رخت سفر باندھا، روضہ رسول ﷺ پر حاضری دی، آنکھیں اشکبار تھیں اور زبان پر درود و سلام کے پاکیزہ الفاظ، دیر تک روتے رہے اور سلام پڑھتے رہے..... اتنے میں اُونگھ سی آگئی۔ دیکھا تو نظروں کے سامنے حضور سرور دو عالم ﷺ جلوہ افروز ہیں اور فرما رہے ہیں: ”بایزید اٹھو اور جا کر ماں کی خدمت کرو“۔ (سیرت بایزیدؒ از پروفیسر علامہ فضل احمد عارف ایم اے۔ صفحہ ۶۲ تا ۶۳۔ سنگ میل پبلشرز، اردو بازار، لاہور)۔

تقریباً تیس ۳۰ سال بعد گھر میں قدم رکھا، ماں نے روتے ہوئے دروازہ کھولا، ان کی آنکھیں خراب ہو چکی تھیں، مدت سے پچھڑے ہوئے بیٹے کو گلے لگایا اور رندھی آواز میں کہا: ”اے طینور! تمہاری جدائی کے غم میں روتی رہی ہوں جس سے آنکھیں خراب ہو گئیں اور کمر ڈھرتی ہو گئی۔“

پھر حضرت بایزیدؒ، گھر میں مقیم اور ماں کی خدمت میں سرگرم رہے۔ فرماتے ہیں جس کام کو میں تمام کاموں کے بعد کام سمجھتا تھا، دراصل اسے سب پر اولیت حاصل تھی اور وہ ماں کی خدمت اور رضا جوئی تھی۔ جو کچھ میں اپنی تمام ریاضتوں، مجاہدوں، خدمت اور پر دلیس میں تلاش کرتا رہا، وہ سب کچھ مجھے ماں کی خدمت میں مل گیا۔

آپ کا نام طیفور تھا، کنیت ابو یزید (یا) بایزید، لقب سلطان العارفین، سن ولادت میں اختلاف ہے البتہ سن ۱۸۸ھ درست معلوم ہوتا ہے۔ ایران کے شہر بسطام میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد شیخ عیسیٰ بڑے زاہد اور نیک نفس بزرگ تھے۔ حضرت بایزید بسطامی نے ۲۶۱ھ بمطابق ۸۷۵ء میں وصال فرمایا۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی (ابوالقاسم جنید بن محمد بن جنید) فرماتے ہیں کہ آپ کی ذات ہمارے درمیان ایسی ہے جیسے حضرت جبریل علیہ السلام فرشتوں میں ہیں (زیارات مقدسہ (بلاد اسلامیہ) معہ نادر و نایاب رنگین تصاویر از جناب افتخار احمد حافظ۔ افشاں کالونی، گلی نمبر ۹، راولپنڈی کینٹ)۔

۶۳۔ شیخ شلتی نے اپنی تالیف ”المشر الروی“ میں الشیخ الکبیر السید ابن عبداللہ حضرمی احمد آبادی کی تاریخ پیدائش ۹۱۹ھ لکھی ہے۔ آپ ترمیم (ایک بستی کا نام) میں پیدا ہوئے اور ۲۵ رمضان ۹۹۰ھ میں احمد آباد (بھارت) میں وصال فرمایا۔ صاحب تصنیف کامل بزرگ تھے۔ ۹۴۱ھ میں دوسری مرتبہ والد کے ہمراہ حج کیا اور حصول علم کے لیے تین سال مکہ مکرمہ میں قیام کیا۔ حافظ قرآن اور نہایت درجہ قابل تھے۔ کثیر الطواف و عمرہ تھے۔ جب تک مکہ مکرمہ میں رہے برابر آپ کو حضرت رسالت مآب ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل رہا (اردو ترجمہ چوتھی جلد نزہۃ الخواطر صفحہ ۱۵۱ تا ۱۵۳)۔

۶۴۔ حضرت شیخ علی متقی برہانپوری (۸۸۵ھ تا ۹۷۵ھ) کے ایک مرید نے حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ ”شیخ علی متقی کی پیروی کرو، جو وہ کرے تم بھی کرو“۔ یہ دلیل ہے اس امر کی کہ شیخ علی متقی کا ہر عمل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پوری متابعت پر مشتمل تھا (اردو ترجمہ چوتھی جلد نزہۃ الخواطر صفحہ ۲۳۹)۔ علامہ سید حکیم عبدالحی حسنی سابق ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ (یوپی، بھارت) نے آٹھ جلدوں میں عربی میں ”نزہۃ الخواطر“ لکھی، جس میں برصغیر ہندوپاک کے ایک ہزار سال کی مدت کے اکابر علم، مشاہیر حق اور اجل علماء کے مستند تذکرے ہیں۔ اردو میں ان کا ترجمہ ابو یحییٰ امام خان نوشہروی نے کیا، جسے مقبول اکیڈمی، لاہور نے شائع کیا۔ حکیم عبدالحی صاحب ۱۲ رمضان المبارک ۱۲۵۸ھ کو خانقاہ سید علم اللہ، رائے بریلی (یوپی، بھارت) میں پیدا ہوئے تھے اور وہیں ۱۲ جمادی الآخر ۱۳۴۱ھ کو وصال فرمایا۔ آپ ہی مفکر اسلام، نامور تاریخ دان و سیرت نگار حضرت مولانا سید ابوالحسن ندوی (علی میاں) قدس سرہ کے والد ماجد تھے۔

۶۵۔ عرفات کالونی گوجرانوالہ کے سیف اللہ قادری کی بائیں آنکھ پیدائشی طور پر بینائی سے محروم تھی اور ڈاکٹروں نے اسے لاعلاج قرار دے دیا تھا۔ وہ ایک سال قبل دعوت اسلامی

کے مدنی قافلے میں شامل ہوا اور اس کے بعد اس نے کثرت سے درود شریف پڑھنا شروع کر دی۔ سیف اللہ قادری پندرہ بیس روز قبل قافلے کے ساتھ ضلع گجرات کے گاؤں ونڈالہ سندھواں گیا ہوا تھا، مسجد میں اعتکاف کی حالت میں اسے خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، بیدار ہوا تو بائیں آنکھ کی بینائی بحال ہو چکی تھی اور اب اس نے اپنی زندگی دعوت اسلامی کے لیے وقف کر دی ہے (روزنامہ جنگ، راولپنڈی مورخہ ۱۸ رجب ۱۴۲۱ھ بمطابق ۷ اکتوبر ۲۰۰۰ء)۔

۶۶۔ جناب غازی احمد (سابق کرشن لال) نے ۱۲ اپریل ۱۹۸۳ء کو اپنے بیٹے ڈاکٹر طاہر جمیل کے دو خواب مجھے تحریر کر کے دیئے تھے، جو کاغذات میں کہیں دب گئے تھے اور اب ملے ہیں، لکھتے ہیں:

میرا بیٹا ڈاکٹر طاہر جمیل آج کل سعودی عرب کی مقدس سرزمین میں ملازمت کے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ پچھلے دنوں عزیز نے اپنے یہ دو خواب مجھے تحریر کر کے ارسال کیے تھے:

عالم خواب میں میں مدینہ منورہ پہنچ گیا، روضہ مبارک کے دروازے کے سامنے کھڑا ہو کر بڑے سوز و گداز سے درود شریف پڑھنے لگا کہ اتنے میں روضہ مبارک کا دروازہ کھل گیا، میں اندر داخل ہو گیا اور حجرہ مقدسہ کے سامنے درود شریف پڑھنے لگا، تھوڑی دیر بعد حجرہ مقدسہ کا دروازہ بھی خود بخود کھل گیا، میں خوشی خوشی اندر داخل ہوا، اندر تین قبریں تھیں، پہلی قبر کے سرہانے ایک لوح نصب تھی جس پر ”محمد رسول اللہ“ کے الفاظ تحریر تھے پھر میں قبر مبارک کی پانکتی کی جانب کھڑا ہو کر درود شریف پڑھنے لگا اور دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آنحضرت ﷺ کی زیارت نصیب فرمائی ہے۔ اتنے میں قبر مبارک میں شکاف ہوا اور حضرت نبی مکرم ﷺ باہر تشریف لے آئے اور فرمایا: کیسے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا: حضور (ﷺ) میں اللہ تعالیٰ اور آپ ﷺ کی ذات اقدس سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنے حاضر ہوا ہوں۔ میری آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور میں ہمہ تن مودب ہو کر حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں کھڑا تھا۔ آپ ﷺ نے ازراہ شفقت فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بھی تمہارے گناہ معاف فرمائے اور میں نے بھی تمہیں معاف کیا۔ حضور ﷺ کے اس ارشاد عالیہ پر میرے بدن کے روئیں روئیں میں خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ میں نے حاضری کو غنیمت جانتے ہوئے پھر عرض کیا: حضور (ﷺ)! میں میڈیکل میں پوسٹ گریجویٹ کورس کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ میری کامیابی کے لیے دعا فرمائیں۔

آنحضرت ﷺ نے میری گذارش سن کر فرمایا: ”بیٹا! محنت اور لگن سے پڑھنا شروع کر دو، تمہاری کامیابی کے لیے میں دعا کروں گا۔“

صبح جب بیدار ہوا تو خواب کا منظر نظروں کے سامنے تھا۔ اللہ تعالیٰ کے اس خصوصی فضل و کرم پر میں نے اس مقدس ذات کا شکر ادا کیا (غیر مطبوعہ)۔

۶۷۔ ڈاکٹر طاہر جمیل نے دوسری رات عالم خواب میں پھر دیکھا کہ مدینہ طیبہ میں نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کے سامنے حاضر ہوں اور درود شریف پڑھنے میں مصروف ہوں اور یہ خیال ذہن میں ہے کہ آج پھر زیارت کی نعمت عظمیٰ سے بہرہ ور ہوں گا، لیکن قبر مبارک کے پاس ابا جان (غازی صاحب) مجھے آپ کی شکل نظر آنے لگی، میں نے حضور انور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: میرے آقا (ﷺ)! مجھے آپ ﷺ اپنی شکل مبارک میں کیوں نظر نہیں آ رہے؟ جواب کا انتظار کر رہا تھا کہ اردلی نے نماز فجر کے لیے مجھے جگا دیا۔

عزیز نے تحریر کیا ہے کہ میں اگلے روز رخصت لے کر خمیس سے بذریعہ کارروانہ ہوا اور مدینہ منورہ پہنچ کر دربار نبوی (ﷺ) میں حاضری دی۔ اس مرتبہ مدینہ منورہ میں جو دلی سکون اور طمانیت حاصل ہوئی، وہ پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ الحمد للہ علی ذالک (غیر مطبوعہ)۔

۶۸۔ رسالہ الاولیا میں سید ہاشم علوی بیجاپوریؒ تحریر فرماتے ہیں کہ مخدوم بندہ نواز گیسو دراز ملک دکن کے صاحب ولایت ایک روز اپنی خانقاہ میں بیٹھے اپنے مریدین اور معتقدین سے ہم کلام تھے۔ ایک شخص جو شہر بغداد شریف کا رہنے والا تھا اس محفل میں موجود تھا۔ برسبیل تذکرہ کچھ حال، کرامات اور خوارق عادات حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بیان کرنے لگا۔ یہ سن کر حضرت گیسو درازؒ نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنے وقت کے صاحب ولایت تھے اور اس وقت کا میں صاحب ولایت ہوں۔ بس اس کلمہ کے زبان سے نکلتے ہی فشار عظیم ان کے قلب پر وارد ہوا اور ساری کیفیت ولایت ان کی معدوم ہو گئی، سخت متردد و متوحش ہوئے، بہت تدابیر کیں مگر کوئی سود مند نہ ہوئی۔ آخر اپنے مرشد حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلویؒ کی خدمت میں رجوع کیا۔ حضرت مخدومؒ نے فرمایا کہ حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے معاملات میں مجھ کو دم مارنے کی مجال اور قدرت نہیں، البتہ اپنے مرشد گرامی، محبوب الہی، حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں، شاید یہ عقدہ ان کے تو سل سے حل ہو جائے۔ جب حضرت مخدومؒ نے سلطان المشائخ حضرت محبوب الہیؒ سے عرض کیا تو آپ نے بھی وہی کلمہ ارشاد کیا اور فرمایا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ سے التماس کرتا ہوں، جب حضرت سلطان المشائخ نے حضرت

سلطان الانبیاء ﷺ کی خدمت با برکت میں حال عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”نور العین، غوث الثقلین از بسکہ حسنین (علیہما السلام) کے پیارے اور فاطمہ زہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے لاڈلے ہیں، ان کے معاملات میں میں دخل نہیں دیتا، پھر بھی تمہاری خاطر فاطمہ زہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو بلاتا ہوں، شاید ان کے توکل سے مطلب حاصل ہو۔ چنانچہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے آپ کو طلب کر کے حضرت سلطان المشائخ کی سفارش کی۔ ان کے مطابق خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت محبوب سبحانی سے فرمایا کہ ”اے نورِ نظر لختِ جگرِ مخدوم بندہ گیسودراز کی خطا معاف کرو۔ دوبارہ ایسی بے ادبی ان سے وقوع پذیر نہ ہوگی۔“ حضرت محبوب سبحانی نے اس پر عرض کیا کہ یا جدہ حاشایہ امر میری خواہش اور درخواست سے واقع نہیں ہوا اور ارشاد واجب الانقیاد آپ کا موجب سعادت دارین ہے اور مخدوم گیسودراز کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ جو نصیحتیں تم کو تمہارے مرشد سے ملی ہیں وہ سب تم کو مبارک ہوں اور دوحصے زیادہ اس کے ہماری طرف سے لے لو اور اسی وقت مراتب آپ کے دوچند ہو گئے۔

مخدوم بندہ نواز گیسودراز ۲۱ ۷۷ھ دہلی میں پیدا ہوئے تھے۔ ۱۸۳۵ھ میں بمر ۱۱۴ سال گلبرگہ (گلبرگ شریف، دکن، جنوبی ہند) میں وصال فرمایا۔

۶۹۔ جناب علی اصغر چوہدری لکھتے ہیں کہ میں نے ایک کتاب ”حیات رسول ﷺ اور ۹۰۰ سوال و جواب“ ۱۹۸۰ء میں مکمل کی تھی جسے مکتبہ تعمیر انسانیت، اردو بازار، لاہور نے دسمبر ۱۹۸۰ء میں پہلی بار شائع کیا تھا۔ جنوری ۱۹۸۱ء میں میرے بھانجے مولوی منظور احمد نقشبندی مجددی کو ایک رات خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے میری مذکورہ بالا کتاب کی بابت حضور اقدس ﷺ سے ذکر کیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”ہمیں یہ کتاب پسند ہے۔“ انہوں نے پھر میری دوسری کتاب ”محمد ﷺ آغوشِ آمنہ سے غارِ حرا تک“ (مطبوعہ اسلامک پبلی کیشنز، لاہور۔ اپریل ۱۹۸۰ء) کی بابت دریافت کیا۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس میں دو تین غلطیاں ہیں، موقعہ ملنے پر ان کی تصحیح کرا دی جائے گی“ (یہ غلطیاں اب درست کر دی گئی ہیں)۔

چوہدری صاحب ان دونوں انعام یافتہ کتابوں کے علاوہ کئی دوسری کتابوں کے بھی مصنف ہیں۔ آپ ۷ اپریل ۱۹۲۲ء کو موضع کھنڈہ، ضلع گورداسپور (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۸ء میں میٹرک کیا، پھر منشی فاضل، بی اے اور بی ٹی۔ ۱۹۴۷ء میں ضلع ساگھڑ (سندھ) میں آکر آباد ہو گئے اور ۲۵ برس مختلف سکولوں میں ہیڈ ماسٹر رہنے کے بعد ۱۹۸۱ء میں ریٹائر ہو کر اب اللہ یار (ٹنڈو آدم، سندھ) میں بطور ہومیو پیتھ ڈاکٹر پریکٹس کر رہے ہیں۔ آپ

کے مذکورہ بالا بھانجے کئی بار حضور انور ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔

۷۰۔ استاد حدیث امام فراویؒ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میں حضرت رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں۔ آپ نے مجھے خواب میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ”تم جا کر امام فراویؒ کو میرا یہ پیغام دو کہ تمہارے پاس ایک گندمی رنگ کا طالب علم (ابن عساکر) میری احادیث کی طلب میں آئے گا، تم اس سے اکتانامت“۔ چنانچہ اس بشارت کے مطابق جب ابن عساکر امام فراویؒ کی درسگاہ میں آئے تو امام فراویؒ ان کی تعلیم میں اس قدر توجہ فرماتے تھے کہ جب تک ابن عساکر خود ہی نہ اٹھ جاتے تھے، اس وقت تک امام فراویؒ درس سے نہ اٹھتے تھے۔

ابن عساکر نے مختلف شہروں میں جا کر تیرہ سو شیوخ سے احادیث سنیں اور اپنے دور کے نامور اور بے مثل محدث ہوئے۔ درس حدیث اور تصنیف و تالیف کے مشاغل کے ساتھ ساتھ ذوق عبادت اور کثرت نوافل میں اپنی مثال نہ رکھتے تھے۔ نماز اور تلاوت قرآن کے انتہائی پابند تھے۔ ہر رات ایک قرآن مجید پورا پڑھتے اور رمضان المبارک میں روزانہ دو، اک رات اور ایک دن میں۔ رمضان شریف میں ہر سال مسجد اقصیٰ کے منارہ شرقیہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔ ہر لمحے اپنے نفس کا سختی سے محاسبہ کرتے تھے اور ملک شام کے رہنے والے تھے اور ۵۷۱ھ میں وصال فرمایا (تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ صفحہ ۱۲۳)۔

۷۱۔ حضرت علامہ سید یوسف بن سید جمال حسینیؒ جید عالم تھے۔ آپ کے بزرگ مشہد سے ملتان آکر متوطن ہو گئے تھے۔ آپ سلطان فیروز شاہ کے زمانے میں ملتان سے دہلی آئے۔ سلطان نے آپ کی علمی قابلیت سے متاثر ہو کر آپ کو شاہی مدرسے میں مدرس مقرر کر دیا، جہاں آپ برسوں مسند تدریس و افادہ پر رونق افروز رہے۔ آپ کی خاص کرامت یہ تھی کہ آپ کو ہر جمعرات کو حضرت رسول اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی تھی۔ آپ نے قاضی نصیر الدین بیضاوی کی کتاب ”لب الالباب“ کی بابت طویل و بسیط شرح لکھی جو ”یوسفی“ کے نام سے مشہور ہے۔ ”توجیہ الافکار“ بھی آپ کی کتاب ہے جو ”منار“ کی شرح ہے۔ (اخبار الاخیار۔ صفحہ ۱۵۶)۔

۷۲۔ حضرت اسمائت خمیسؒ فرماتی ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب ابن ملجم خبیث کی تلوار سے شدید زخمی ہو کر عالم نزع میں تھے تو میں اس وقت وہاں حاضر تھی۔ دیر تک بے ہوشی کے بعد یکایک آپ چونکے اور ہوش میں آگئے اور بلند آواز سے فرمایا: مرحبا، الحمد للہ..... حیث نشا (سورت نمر ۱۳۹ الزمر۔ آیت ۷۴ کا ترجمہ = خدا کا شکر ہے جس نے اپنے وعدے کو ہم سے سچا کر دیا اور ہمیں اس زمین کا وارث بنایا، ہم بہشت میں جس مکان میں

چاہیں رہیں)۔ لوگوں نے عرض کیا آپ اس وقت کیا دیکھ رہے ہیں؟ تو فرمایا کہ ”یہ رسول اللہ ﷺ ہیں، یہ میرے بھائی حضرت جعفر، یہ میرے چچا حضرت حمزہ ہیں، میں دیکھ رہا ہوں کہ آسمانوں کے دروازے کھلے ہیں اور فرشتوں کی نورانی جماعت میرے پاس جنت کی بشارت لے کر آرہی ہے اور یہ بی بی فاطمہ ہیں اور ان کے گرد ان کی خدمت گزار حوریں کھڑی ہیں اور یہ میرے جہتی محلات میری نظروں کے سامنے ہیں۔“ جب یہ سب کچھ فرمایا تو پھر آپ کی روح مبارک جنت الفردوس کی سیر کے لیے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (مسطفی جلد ۲ صفحہ ۲۸۲) (روحانی حکایات حصہ دوم از علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی مجددی۔ صفحہ ۱۵۳۔ مکتبہ فریدیہ، ساہیوال)۔

۷۳۔ جناب مولانا محمود الحسن، آستانہ قاضی صاحب، تخت پڑی (براہ روات، راولپنڈی) تحریر فرماتے ہیں کہ غالباً اوائل ۱۹۶۳ء ہے، میں ملک محمد اسلم وارثی مرحوم کے یہاں فروکش ہوں اور اپنے مرید ملک منظور حسین وارثی پر خفا ہوتا ہوں کہ تم سب کچھ چھوڑ کر یہاں آگئے مگر نماز نہیں پڑھتے، منظور حسین نے اٹھ کر وضو کیا اور میرے بستر کے پاس (وارثی فقر زمین پر سوتے ہیں) نماز پڑھنے لگا، جب کہ اپنی یہ حالت ہے کہ نماز کے لیے تو نہیں اٹھا لیکن حضور نبی کریم ﷺ کے اسمائے مبارک زیر لب پڑھ رہا ہوں۔ دلائل الخیرات میرے اوراد میں شامل تھی، اس لیے اکثر اسمائے مبارک از بر تھے، بستر پر نیم دراز اسمائے مقدسہ تصور میں پڑھ رہا ہوں، صاحب لواء الحمد میری زبان پر آتا ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ اپنے دست مبارک میں سفید رنگ کا جھنڈا لیے تشریف لاتے ہیں، منظر مسجد نبوی کا ہے، برآمدے کے باہر آپ ﷺ نے نعلین مبارک اتار دیئے جو میں نے دوڑ کر اٹھا کر سینے سے لگا لیے۔ میں آپ ﷺ کے عین پیچھے پیچھے جا رہا ہوں، آپ ﷺ روضہ مبارک کے دروازے کے سامنے پہنچ جاتے ہیں، وہاں تالا لگا ہوا ہے اور اس وقت میری زبان پر آپ ﷺ کا اسم گرامی مفتاح الفرج آتا ہے، حضور نبی پاک ﷺ اپنی جیب پاک سے چابی نکالتے ہیں، تالے میں لگاتے ہی دروازہ کھل جاتا ہے اور ایک جم غفیر آپ ﷺ کی پیشوائی کے لیے روضہ کے اندر سے آتا ہے کہ اتنے میں خوشی محمد نامی ایک شخص دروازہ کھٹکھٹاتا ہے جس سے میری آنکھ کھل جاتی ہے۔

ع روئے گل سیرندیم و بہار آخر شد

میں اسے حضور اکرم ﷺ کا کرم خاص شمار کرتا ہوں کہ اس دن سے آج تک کوئی نماز قضا نہیں ہوئی اور بعض نمازیں تو ایسی ہوئیں کہ مجھے خود ان پر پیار آتا ہے۔ رفتہ رفتہ زندگی میں انقلاب آگیا۔ احقر اب اس سلسلے سے الگ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا حلقہ بگوش ہے

(غیر مطبوعہ)

۷۴۔ جناب مولانا محمود الحسن، آستانہ قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ سن مجھے یاد نہیں لیکن ۴ رمضان المبارک تھا کہ مجھے ٹائیفاؤڈ ہو گیا، بستر پر پڑا ہوں کہ مقدر یاوری کرتا ہے، حضور نبی کریم ﷺ میری چارپائی کے پاس دوسرے پلنگ پر تشریف فرما ہیں اور مسکرا مسکرا کر مجھے دیکھ رہے ہیں۔ بخار بھلا کہاں ٹھہرتا، پسینہ آیا اور غائب، دن کے تقریباً دس بجے تھے اور یہ زیارت بحالت بیداری ہوئی جب کہ میں احرام پوشی ترک کر چکا تھا (غیر مطبوعہ)

۷۵۔ استاذ الحکماء، شفا الملک حکیم محمد عبداللہ کے والد ماجد حکیم مولانا محمد سلیمان جید عالم دین اور مشہور اہل اللہ تھے۔ طبابت سے خاندانی تعلق تھا پس خیراتی مطب کرتے تھے بمقام روڑی (ضلع حصار، مشرقی پنجاب) ۱۹۳۹ء میں جہانیاں (ضلع ملتان، پاکستان) میں وصال فرمایا۔ عمر ۹۶ سال ہو چکی تھی کہ ایک دن ملاقاتیوں سے فرمایا جمعہ کے دن کا خیال رکھنا، جب جمعہ آیا تو لوگوں نے بتادیا، فرمایا: جمعے کی بڑی فضیلت ہے، یہ درست ہے لیکن پیر کے دن کی موت آنحضرت ﷺ کی سنت ہے، اس لیے آج نہیں اگلے پیر کو۔ اگلا پیر آیا تو اس دن نہایت اطمینان سے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ (انا لله وانا الیہ راجعون)

راز ظاہر نہ ہونے دیتے تھے۔ اپنے ایک نہایت گہرے دوست کے بے حد اصرار پر ایک مرتبہ بتایا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل ہے، الحمد للہ ہر ہفتے کم از کم ایک مرتبہ ضرور آنحضرت ﷺ کی مجھے زیارت نصیب ہو جاتی ہے۔ صوفی قمر الدین آپ کے خادم خاص اور مسجد کے موزن تھے۔ روڑی میں جاڑا سخت تھا کہ ایک رات صوفی صاحب آپ کے حجرے میں چلے گئے، دیکھا کہ رضائی میں سے اس قدر تیز روشنی نکل رہی ہے کہ پورے حجرہ میں آگ لگی معلوم ہوتی ہے، گھبرا گئے اور حکیم مولانا محمد سلیمان کو بیدار کر دیا۔ حکیم صاحب نے ناراض ہو کر فرمایا کہ یہ تم نے کیا کیا؟ حضرت رسول اللہ ﷺ تشریف فرماتے اور زرہ بکتر زیب تن تھی، پھر فرمایا خبردار جو میری زندگی میں اس کا کسی سے ذکر کیا۔ صوفی صاحب کو اس واقعہ کی تفصیلات بالکل نہ بتائیں۔ (غیر مطبوعہ)

۷۶۔ استاذ الحکماء حکیم محمد عبداللہ نے پہلا حج ۱۹۳۶ء میں اور دوسرا ۱۹۷۳ء میں کیا تھا۔ دوسرے حج کے موقع پر حکیم صاحب نے مکہ مکرمہ میں خواب دیکھا کہ مسجد نبوی ﷺ میں ہیں اور حضرت نبی پاک ﷺ آپ کو خانوال کے ایک شیعہ وکیل کے لیے پیغام دے رہے ہیں کہ ”اگر سیدھا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہو تو عبداللہ کا راستہ اختیار کرو۔“ حکیم صاحب غلطی سے یہ خواب کسی سے کہہ بیٹھے بس اس کے بعد ہی لوگوں نے

مکہ مکرمہ میں آپ کو ستایا، کوئی ادھر سے گزر جاتا ہے کوئی ادھر سے، کوئی کچلتا ہے، کوئی لات مارتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ دیکھ کر حکیم صاحب نے اپنے بھانجے حاجی ہدایت اللہ سے کہا کہ مجھے سزا مل رہی ہے کیونکہ میں نے یہ خواب ایک ایسے آدمی کو سنا دیا ہے جو متعلق نہ تھا، اس کے بعد حکیم صاحب حجر اسود کی طرف دوڑے، وہاں بہت آدمی تھے لیکن آپ کے لیے راستہ بالکل صاف ہو گیا اور آپ نے نہایت اطمینان سے اس کا بوسہ لیا اور پھر فرمایا کہ میری توبہ قبول ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے خواب کے سلسلے میں میرا قصور معاف کر دیا۔ (غیر مطبوعہ)

۷۔ استاذ الحکما حکیم محمد عبداللہ نے ”خواص پھٹکری“ لکھنے کے بعد ”کنز الجربات“ حصہ اول تحریر فرمائی، جو ۱۹۲۹ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوئی اور اس قدر مقبول ہوئی کہ صد ہا حکمانے اس کے نسخہ جات کو معمول مطب بنا کر اپنی پریکٹس کہیں سے کہیں پہنچا دی۔ اسی اثنا میں انگریز سرکار نے ”لب الجربات“ نامی کتاب لکھنے پر ایک دوسرے حکیم صاحب کو ”شفا الملک“ کا خطاب دیا۔ قدرتی طور پر حکیم محمد عبداللہ صاحب کو خیال ہوا کہ یہ خطاب تو مجھے ملنا چاہیے تھے مگر دوسرے ہی لمحے اس خیال کو اپنے ذہن سے نکال دیا۔ اگلے روز اخبار میں فوٹو دیکھا کہ وائسرائے ہند اکڑا کھڑا ہے اور وہ حکیم صاحب جن کو شفا الملک کا خطاب ملا تھا اس کو جھک کر مل رہے ہیں۔ یہ فوٹو دیکھ کر صرف اللہ پاک کو حاجت روا ماننے والے اور صرف اس کے حضور سر جھکانے والے حکیم محمد عبداللہ صاحب بے حد پشیمان ہوئے اور توبہ کی کہ میرے دل میں آخر یہ احساس کیوں پیدا ہوا کہ شفاء الملک کا خطاب مجھے ملنا چاہیے تھا، مگر ان باتوں کا کسی سے ذکر نہ کیا، ہر بات اپنے تک محدود رکھی۔ چند روز بعد روڑی کے دواخانے میں بیٹھے تھے کہ ایک صاحب آئے اور کہنے لگے کہ میں آپ کو ایک پیغام پہنچانا چاہتا ہوں، جس کے واسطے خلوت درکار ہے۔ حکیم عبداللہ صاحب ان کو علیحدہ لے گئے۔ انہوں نے فرمایا کہ گذشتہ رات مجھے حضرت رسالت مآب ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا ہے، آپ ﷺ کے ہمراہ حضرات شیخین بھی تھے، ماحول مسجد نبوی کا تھا، مجھے دیکھ کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”شفا الملک حکیم محمد عبداللہ سے میرا سلام کہنا“۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی، میں آپ کو یہ پیغام پہنچانے آیا ہوں۔ حکیم صاحب یہ پیام و سلام سن کر آبدیدہ ہو گئے (غیر مطبوعہ)۔

حکومت ہند نے قدر نہ کی تو کیا ہوا۔ آپ کو اس عظیم المرتبہ دربار سے ”شفا الملک“ کا خطاب حاصل ہوا، جس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔ حق تو یہ ہے کہ شفا الملک، استاذ الحکما حکیم محمد عبداللہ نے طب اسلامی کی جو قلمی خدمت انجام دی ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ نے ایسے ایسے نایاب و نادر اور قیمتی نسخے عام کر دیئے جن کو اس سے قبل نہایت نامور طبیب اپنی

اولاد تک سے چھپاتے تھے اور اپنے ساتھ اپنی قبر میں لے جاتے تھے۔ حکیم صاحب نے ایک ایسے صدقہ جاریہ کی طرح ڈالی ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔

۷۸۔ استاذ الحکماء، شفا الملک حکیم محمد عبداللہ مدرسہ خیر العلوم مدرسہ (ضلع حصار) میں طالب علم تھے۔ کتاب ”احوال الآخرت“ زیر مطالعہ تھی۔ عمر تقریباً ۹ برس ہوگی جب پہلی مرتبہ آپ کو حضرت خواجہ بطحا، ساقی کوثر، محسن اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی خواب میں زیارت ہوئی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس سپاہیانہ تھا اور آپ فوجی وردی میں ملبوس تھے (غیر مطبوعہ)۔

۷۹۔ فسادات شروع ہو چکے تھے۔ شفا الملک حکیم محمد عبداللہ روڑی ضلع حصار میں تھے کہ ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان سے چند ماہ قبل آپ نے حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو میرا پیغام دو کہ فسادات ہو رہے ہیں، ان کو ساتھ لے کر فسادات روکو اور مسلمانوں کے لیے کام کرو۔ حکیم صاحب نے بخاری صاحب سے اس خواب کا ذکر کیا اور پھر دونوں نے مل کر بھی یہ کام کیا اور علیحدہ علیحدہ بھی (غیر مطبوعہ)۔

۸۰۔ ۱۹۶۹ء میں جہانیاں میں استاذ العلماء شفا الملک حکیم محمد عبداللہ نے خواب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر سے فرما رہے ہیں کہ ”عبداللہ کو ایمان کا تعویذ دو“۔

۸۱۔ ۱۹۷۰ء میں استاذ الحکماء حکیم محمد عبداللہ نے خواب دیکھا کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں علماء کا بہت بڑا اجتماع ہے اور مشرقی پاکستان کے حالات بیان کیے جا رہے ہیں کہ اتنے میں آواز آئی کہ مشرقی پاکستان پر بھارتی افواج کا قبضہ ہو گیا۔ یہ سن کر حاضرین جلسہ رونے لگے۔ حضرت نبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود ہیں اور پیشانی مبارک پر دست مبارک رکھے اظہار تشویش فرما رہے ہیں۔ ایک بزرگ نے اٹھ کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کے لیے عرض کیا تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”اگر مغربی پاکستان والے نہ سنبھلے تو ان کا حال مشرقی پاکستان والوں سے بھی زیادہ ابتر ہوگا“ (غیر مطبوعہ)۔

۸۲۔ ایک عزیز حاجی شہاب الدین تشریف لائے اور کہنے لگے: مبارک ہو، میں ایک بہت بڑی خوشخبری لے کر آیا ہوں۔ عالم خواب میں دیکھا کہ مدینہ منورہ میں ہوں، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں اور اپنے کسی خادم سے فرما رہے ہیں کہ ”شفا الملک حکیم محمد عبداللہ روڑی والوں کو بلاؤ“۔ یہ پیغام سن کر حکیم صاحب کے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی کہ مجھ سیاہ کار کو میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا ہے۔ ساتھ ساتھ یہ خیال بھی آیا کہ اللہ تعالیٰ نے

میری توبہ قبول فرمائی ہے۔ اس کے بعد اللہ پاک نے حکیم صاحب کے ہاتھ میں شفا رکھ دی۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء (قومی ڈائجسٹ۔ لاہور۔ دسمبر ۱۹۸۲ء۔ صفحہ ۳۶)۔

استاذ الحکما شفا الملک حکیم محمد عبداللہ ۲ جولائی ۱۹۰۴ء بمقام روڑی، ضلع حصار (مشرقی پنجاب، بھارت) میں پیدا ہوئے اور ۲ دسمبر ۱۹۷۴ء بمقام جہانیاں (ضلع ملتان) وصال فرمایا۔ آپ کے قلم سے لکھی ہوئی اب تک ۶۳ طبقاتی کتب شائع ہو کر مقبول عام ہو چکی ہیں۔ متعدد کتب ابھی شائع ہونا باقی ہیں۔ آپ کا مقولہ ہے کہ جو معالج نسخے ہی کو اپنا روزی رساں سمجھتا ہے وہ اسے چھپاتا ہے لیکن جو اللہ تعالیٰ کو روزی رساں سمجھتا ہے، وہ اسے عام کرتا ہے۔ اسی مقولے پر عمل کی وجہ سے آپ کی تالیفات کو طبعتی دنیا میں بے مثال مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ قیام پاکستان کے وقت وطن مالوف سے ہجرت کر کے جہانیاں (ضلع ملتان) میں آباد ہو گئے۔ جہاں ”دواخانہ سلیمانی“ ۱۹۷۱ء میں قائم کیا۔ آپ کی تمام تصانیف ادارہ مطبوعات سلیمانی، اردو بازار، لاہور سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ آپ قادر الکلام شاعر اور نہایت درجہ کامیاب حکیم تھے۔ حکیم نابینا (امام طب حکیم عبدالوہاب انصاری) سے شرف تلمذ حاصل تھا۔

۸۳۔ رڈ قادیانیت میں علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری (رحمت للعالمین والے) ”غایۃ المرام“ تحریر فرما رہے تھے کہ خواب میں حضرت رسول مقبول ﷺ کی زیارت بابرکت نصیب ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”کوئی قادیانی اس کتاب کا جواب نہ دے سکے گا“۔ اور ہوا بھی یہی کہ بارہا یہ کتاب شائع ہو چکی ہے مگر آج تک کوئی قادیانی اس کا جواب نہ دے سکا، حالانکہ قادیانی جواب دینے میں بہت تیز سمجھے جاتے ہیں (دیباچہ ”غایۃ المرام“ از قاضی محمد سلیمان منصور پوری)۔ لوگوں نے کہا کوئی اینڈ اینڈ جواب دے دے۔ اس پر فرمایا کہ کوئی ایسا بھی نہیں کر سکتا کیونکہ حضرت نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمادیا ہے کہ کوئی اس کا جواب نہ دے سکے گا۔ آج تک یہ بات درست ہے اور قیامت تک درست رہے گی۔

۸۴۔ مولانا ماہر القادری نے سفر جدہ سے پہلے یہ خواب دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ فرما رہے ہیں: ”ماہر جلدی آؤ، حوض کوثر پر ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں“ (راوی ایوب گوٹروی) ہفتہ وار ”ایشیا“، لاہور مورخہ ۴ جون ۱۹۷۸ء بمطابق ۲ جمادی الثانی ۱۳۹۸ھ صفحہ ۳۹ + روزنامہ جسارت، کراچی ۱۹ مئی ۱۹۷۸ء۔

کراچی کے الطاف شاہد نے محبت النبی حضرت مولانا ماہر القادری کی تاریخ وقات سعادت آیات یوں لکھی:

سے طلب فرمائیں خود ساقی کوثر پذیرائی شوق اللہ اکبر

marfat.com

Marfat.com

دعائے مغفرت صحن حرم میں دعا کا جاگ اٹھا ہے مقدر
 کھلی ہے اس پہ وہ آغوش مکہ کہ جو ہے غیرت آغوش مادر
 خیال آیا لکھوں تاریخ رحلت تو یہ احساس جاگا شوق بن کر
 اگر ماہر سی موت آئے تو شاہد تصدق زیت ابھی بانگ اجل پر
 ماہر جس محفل میں ہوتے جان محفل نظر آتے۔ ان کی زندہ دلی اور خوش خوراک
 ضرب المثل تھی۔ ان کی تمنا بعد مرگ بھی پوری ہوئی۔ جس سر زمین کے لیے تڑپتے تھے،
 ان کا خمیر اسی مٹی سے بنا تھا، بقول میر انیس

سہ آئے ہیں ڈھونڈتے ہوئے اس ارض پاک کو سچ ہے کہ خاک کھینچتی ہے اپنی خاک کو
 ۱۲ مئی کو جدہ میں نعتیہ مشاعرہ میں شرکت کرنی تھی۔ مشاعرہ پڑھنے گئے تھے مگر وہاں ان کا
 جنازہ پڑھا گیا۔ دو ماہ قبل انگلینڈ سے برمنگھم کی سیرت کانفرنس (۲۹ تا ۳۱ مئی) کے لیے دعوت
 نامہ شرکت آچکا تھا کہ جدہ سے دعوت نامہ آ گیا۔

سہ جدہ گئے پھر آگے بہ صحن حرم گئے پھر اور آگے نکلے تو سوے ارم گئے
 (از نعیم صدیقی)

حضرت ماہر القادری کا اصلی اور تاریخی نام ”منظور حسین“ تھا۔ تاریخی اعداد ۱۳۲۴ء،
 یہی سن پیدائش تھا۔ والد کا نام محمد معشوق علی، تخلص ظریف تھا۔ وطن کیسرکلاں، ضلع بلند شہر
 (یوپی، بھارت) تھا، یہیں پیدا ہوئے تھے۔ پندرہ برس حیدر آباد دکن میں گزارے جسے اپنی
 زندگی کا بہترین دور کہتے تھے۔ مہاراجہ سرکشن پرشاد بڑے علم دوست اور شاعر نواز تھے۔
 چھوٹے پیمانے پر برکی وزیر کی یادگار تھے۔ ۱۹۴۳ء میں حیدر آباد چھوڑ کر دہلی جا بسے۔
 مشاعرے اتنے پڑھے کہ کم شاعروں نے پڑھے ہونگے۔ تمام مشاہیر شعر آسے ملاقاتیں اور
 محبتیں تھیں۔ اسلام نے شاعر کی جوہت افزائی نہیں کی اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ شاعر کی
 جوانی رنگینیوں سے بچ نہیں سکتی۔

شعر و ادب کی شہرت اپنی جگہ خود ایک فتنہ عظیم ہے۔ ۱۱ مئی ۱۹۷۸ء جمعرات تھی، رات یعنی
 شب جمعہ جدہ میں مشاعرہ ہونے والا تھا، جس میں شرکت کے لیے آٹھ پاکستانی شعر آتشریف
 لائے تھے: حفیظ جالندھری، احسان دانش، ماہر القادری، اقبال عظیم، جمیل الدین عالی، سرور
 بارہ بنگوی، رحمان کیانی اور وحیدہ نسیم۔ سب سے پہلے وحیدہ نسیم نے اپنا کلام سنایا۔ یہاں کے
 رہنے والے پاکستانیوں کے لیے کسی نسوانی آواز کو مشاعرے کی سٹیج سے سننے کا یہ پہلا موقعہ
 تھا۔ رحمان کیانی نے اپنے کلام میں یہ شعر بھی پڑھا:

۔ تقدیر اہم کیا ہے شمشیر و سناں اول تڑکیں چمن آخر تسخیر جہاں اول
ماہر القادری نے چند اشعار تحت اللفظ پڑھے جن میں یہ شعر بھی تھا:

سہ شیرازہ حیات پریشان ہو گیا یہ مرحلہ بھی خیر سے آسان ہو گیا
انتقال سے صرف پونے دو گھنٹے پہلے کسی شخص کا اپنے شیرازہ حیات کا بحسن و خوبی پریشان ہو
جانے کا ذکر کرنا کسی پیشین گوئی سے کم نہیں، مگر کسی کو بھی احساس نہ تھا کہ ماہر کے لبوں پر
بکھری ہوئی یہ مسکراہٹیں ان کی آخری مسکراہٹیں ہیں۔ ایک دن قبل ہی ماہر حالت احرام میں
تھے، عمرہ کیا تھا، دوسری غزل لوگوں کے اصرار پر ترنم سے پڑھی یہ کہہ کر کہ طبیعت کل سے
خراب ہے، اس لیے نہیں کہہ سکتا کہ آواز ساتھ دے گی یا نہیں۔ حفیظ جالندھری کے کلام
کے ساتھ مشاعرہ کا پہلا دور ختم ہوا تو کافی رات ہوئے دوسرا دور شروع ہوا۔ ایک دن قبل ماہر
نے شدید گرمی میں عمرہ کیا تھا اور بہت کمزور دکھائی دیتے تھے۔ دوستوں سے کہہ رہے تھے کہ گو
تھکاوٹ محسوس کر رہا ہوں مگر حرم کے در و دیوار سے دل و نگاہ کو جو راحت نصیب ہوتی ہے
اس پر جان فدا کرنے کو جی چاہتا ہے۔ پھر کچھ دیر آرام کرنے کی نیت سے مدرسہ صولعیہ چلے
گئے، جہاں دو دن بعد ان کو غسل میت دیا گیا۔ نعتیہ نشست دوسرے دور کے بعد شروع ہوئی
تھی۔ دوسری نشست میں احسان دانش کے بعد حفیظ نے اپنا کلام سنایا۔ اپنا تیسرا شعر بطور طنز
ماہر کی طرف دیکھتے ہوئے پڑھا:

سہ بہشت میں بھی ملا ہے مجھے عذاب شدید یہاں بھی مولوی صاحب ہیں میرے ہمسائے
ماہر اس چوٹ اور بہشت و عذاب کے اجتماع ضدین کو برداشت نہ کر سکے اور مائیک کے پاس
آکر کہا: ”یہ غلط جگہ پہنچ گئے تھے“۔ پھر حفیظ سے کہا: میں تو پیار کرتا ہوں اور سب کا یہی خواہ
ہوں۔ اس پر حفیظ نے کہا: ”دیکھئے یہ مولویت کا جواب دے رہے ہیں“۔ ماہر اپنی نشست کی
طرف چلے تو حفیظ نے یہ شعر پھر ان کی طرف دیکھ کر دہرایا، مگر ایک ہی مصرع پڑھنے پائے
تھے کہ ماہر پر دل کا شدید دورہ پڑا۔ وہ بیٹھے بیٹھے اس طرح گرے کہ یوں سمجھا گیا گویا تھک گئے
ہیں تو کچھ لیٹنے کو جی چاہا ہوگا۔ فوراً کئی ڈاکٹر سٹیج پر آگئے۔ حفیظ نے دوسرے مصرع کے ساتھ
ماہر کو جھک کر دیکھا تو یوں محسوس ہوا جیسے ماہر زبان خاموش میں آخری بات یوں کہہ رہے
ہوں: ”حفیظ! تم کو مولویت کی وجہ سے میری ہمسائیگی کا عذاب شدید ہے تو میں چلتا ہوں، اللہ
حافظ“۔ حفیظ ڈبڈبائی آنکھوں کے ساتھ واپس مائیک کی طرف بڑھے، ہاتھ آسمان کی طرف
بلند کیے اور گلوگیر آواز میں حاضرین سے کہا کہ آپ لوگ بھی دعا کریں۔ مگر لوگوں کو یقین نہ
آتا تھا کہ ڈیڑھ منٹ پہلے حفیظ کی چوٹ کا ترکی بہ ترکی ہنسی خوشی جواب دینے والا قہقہوں کے

طوفان میں دائمی سکوت اختیار کر لے گا۔ ۱۹۵۳ء میں ماہر نے اپنی اہلیہ کے ہمراہ فریضہ حج ادا کیا تھا، بچہ کوئی نہ تھا، سرور چھوٹا بھائی ہے۔ اس زمانے میں مکہ مکرمہ سے مدینہ شریف پہنچنے میں ڈیڑھ دن لگتا تھا۔ جب وصال فرمایا ساڑھے تین بجے رات یعنی تہجد کی نماز کا وقت تھا، شب جمعہ تھی، حرم مکہ میں بعد نماز جمعہ نماز جنازہ ادا کی گئی اور مکہ معظمہ کے عظیم قبرستان جنت المعلیٰ میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔ انا لله وانا الیہ راجعون۔

سہ پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خیر تھا حبّ نبیؐ سے اپنا مقدر بنا لیا
 سہ اللہ اللہ کی قسمت کا فروغ جو در اقدس پہ جا کر رہ گئے
 سہ جان ہی دے دی جگر نے آج پائے یار پر عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا
 ”ظہور قدسی“ از مولانا ماہر القادری یعنی حضرت رسول محتشم ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے کا منظر مع درود و سلام بار بار شائع ہونا چاہیے۔ کئی صاحبان کو اس کے ورود کی برکت سے حضور مخبر صادق ﷺ کی زیارت با برکت شرف کا حاصل ہوا ہے۔ مولانا ماہر القادری فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا مودودیؒ کی ملاقات سے پہلے میں نہایت ناکارہ انسان تھا، جب سے مجھ پر مولانا کی نگاہ پڑی دنیا ہی بدل گئی، میرے اندر انقلاب آ گیا، شاعری چمک اٹھی اور بری عادات اچھی عادات میں بدل گئیں۔

۸۵۔ مولانا احتشام الحقؒ کی جامعہ مسجد (جیکب لائن، کراچی) سے متصل سہروردیہ سلسلے کے دو صاحب کشف بزرگ رہا کرتے تھے۔ ایک چوہدری اقبال حمید چچا، دوسرے چوہدری منظور بھتیجے۔ ۱۱ اپریل ۱۹۸۰ء کو جب مولانا کا انتقال مدراس (بھارت) میں ہوا اور میت کراچی لائی گئی، نشتر پارک میں نماز جنازہ کے بعد کندھوں پر میت جیکب لائن کی مسجد لائی جا رہی تھی، مجمع کثیر تھا، چوہدری منظور نے کشفادیکھا کہ ہوا میں معلق چادر مولانا کی میت کے اوپر تھی ہوئی ساتھ ساتھ چل رہی ہے۔ اس کا ذکر انہوں نے اپنے چچا سے کیا تو انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی۔

اسی طرح چوہدری اقبال حمید نے خواب دیکھا کہ فرشتے مولانا احتشام الحقؒ کو اپنی معیت میں حضور انور ﷺ کی خدمت اقدس میں لے گئے اور حضور اقدس ﷺ نے مولانا کو دیکھ کر تبسم فرمایا۔ اس خواب کے سرور سے متاثر ہو کر چوہدری اقبال حمید نے دن میں جا کر مولانا کی قبر پر مراقبہ کیا تو مولانا مکشوف ہوئے۔ چوہدری صاحب نے مولانا مدوحؒ سے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے درود شریف پڑھنے والوں میں شمار فرمایا ہے۔

اس طرح ایک مرتبہ چوہدری منظور مولانا کی قبر پر مراقب ہوئے تو دیکھا کہ مولانا ایک وسیع اور پر فضا باغ میں چہل قدمی فرما رہے ہیں۔ مولانا کی قبر مبارک مذکورہ بالا مسجد کے قریب ہی بنائی گئی ہے (ایدھی نیوز لیٹر، کراچی ۲۶ اپریل ۲۵ تا ۲۵ مئی ۱۹۹۹ء)۔

۸۶۔ علامہ واسد یو پار ایٹ لاء اپنے سسر سوامی شاروہانند کی ہدایت کے مطابق دہلی میں ایک سردرات بارہ بجے مکان کی تیسری منزل میں بیٹھے اسلام کے خلاف زہرا گلنے میں مصروف تھے۔ میز کے اوپر بلب روشن تھا۔ تحریر کے دوران کلمہ طیبہ آیا جس پر نہایت بیہودہ انداز میں تبصرہ کیا کہ یکا یک بلب کی روشنی مدہم پڑ گئی اور وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ان کے سامنے ایک نہایت نورانی بزرگ ایستادہ ہیں۔ کانپ گئے اور دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ یہاں کیسے پہنچے؟ جس پر انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ”میں وہی ہوں جس کا تم تذکرہ کر رہے ہو، اگر مجھے نہیں مانتے تو برا بھلا بھی مت کہو اور یہ کہہ کر غائب ہو گئے۔ علامہ سخت جاڑے کے باوجود پسینے میں شرابور ہو گئے۔ ان کے خیالات میں انقلاب آ گیا اور علی الصبح مسجد میں جا کر امام صاحب کے دست مبارک پر مسلمان ہو کر پنجاب کی طرف روانہ ہو گئے، کیونکہ ہندو مسلم فساد کا خطرہ تھا۔ پنجاب میں ایک عالم اور ایک نوجوان بھی ہمہ وقت ان کے ساتھ تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔ ایک دوپہر یہ تینوں حضرات فٹ پاتھ پر چلے جا رہے تھے کہ یکا یک وہی رات والے بزرگ عین اسی حلیے میں ظاہر ہوئے اور فرمایا: تم لوگ پنجاب میں تبلیغ کر رہے ہو، حالانکہ تمہیں گجرات (کاٹھیاواڑ، بھارت) کے فلاں شہر میں جا کر تبلیغ کرنی چاہیے، جہاں ایک شاہی مسجد ویران ہو چکی ہے اور وہاں کے مسلمان مرتد ہو گئے ہیں۔“ یہ تینوں حضرات اسی وقت گجرات روانہ ہو گئے۔ اس شہر میں پہنچ کر وہ مسجد ڈھونڈ نکالی اور اسے بھقہ نور بنا دیا۔ قرب و جوار کے نام نہاد مسلمان بچے اور سچے مسلمان بن گئے (زیارت نبی بحالت بیداری، صفحہ ۱۵۲ تا ۱۵۷ سے ماخوذ)۔

قدسی مقال حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں: ”شاید لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ اب تبلیغ دین نہیں فرما رہے لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی کوئی قوت ایسی نہ تھی جسے وقتی یا زمانی سمجھا جائے، آپ ﷺ قیامت تک کے لیے پیشوائے انسانیت ہیں یعنی آپ ﷺ کی ہر قوت قیامت تک کار فرما رہے گی۔ آپ ﷺ کا جلال و جمال بھی قیامت تک باقی رہے گا بلکہ اس سے بھی آگے بہت دور تک آپ ﷺ کا روحانی فیض زندگی کے ہر میدان میں کار فرما رہتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہماری روحانیت اس قدر لطیف نہیں کہ اپنے زندہ رسول ﷺ کی زندگی بخش فیوض کے عمل و دخل کو محسوس کر سکیں، اگر

کوئی اندھا شخص سورج کو محسوس نہیں کرتا تو اس سے سورج کی عدم موجودگی ثابت نہیں ہوتی۔ سوال صرف روحانی مناسبت کا ہے، جہاں کوئی روح مناسب قابلیت حاصل کر لیتی ہے تو اس پر اسی وقت بلا تاخیر حضرت رسول اقدس ﷺ کے روحانی فیض کا آفتاب طلوع ہو جاتا ہے، اسی وقت وہ محسوس کر لیتا ہے کہ آپ ﷺ زندہ ہیں، بہ نفس نفیس جہاد کر رہے ہیں، تبلیغ بھی فرما رہے ہیں۔ بھولے ہوؤں کو راستہ بتا رہے ہیں اور گرتے ہوئے گنہگاروں کو تھام بھی رہے ہیں۔“

حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی (یکم رمضان ۱۳۱۳ھ تا ۲۱ بیج الاول ۱۳۲۳ھ) سے کسی نے ذکر مولود کے لیے پوچھا تو فرمایا کہ ہم ہر وقت ذکر مولود کرتے ہیں اور کلمہ پڑھ کر سنا دیا اور فرمایا یہ بھی مولود ہی ہے، اگر حضور اقدس ﷺ پیدا نہ ہوتے تو ہم یہ کیوں پڑھتے۔ اس نے کہا بلا واسطہ بھی تو ذکر رسول ﷺ ہونا چاہیے۔ فرمایا: لو ابھی کرتے ہیں اور یہ شعر پڑھ دیا:

سہ تر ہوئی باراں سے سوکھی زمیں یعنی آئے رحمۃ اللعالمین

مطلب یہ ہے کہ ہم بلا قید رسوم، مٹھائی، جلسہ، چراغاں وغیرہ حضرت رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ ایک شخص مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی کے پاس آیا اور کہا: میرا مقدمہ ہے۔ فرمایا: دعا کروں گا۔ اس نے کہا کہ دعا کرانے نہیں آیا یہ تو میں بھی کر سکتا ہوں، یوں فرما دیجئے کہ یہ کام کر دیا۔ مولانا یہ سن کر بہت ناخوش ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو ایسا مختار سمجھنا خلاف توحید اور شرک ہے۔ آپ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد تھے اور بچپن سے ہی کرامات کا ظہور شروع ہو گیا تھا۔

۸۷۔ حضرت مولانا عبد اللہ در خواستی نہ صرف عالمان دین میں نمایاں مقام رکھتے تھے بلکہ اپنے اشغال و افکار کی بنا پر بھی محبوب خلایق تھے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ اپنی عمر کا باقی حصہ دیار حبیب ﷺ میں گزارنے کا عزم لے کر مدینہ منورہ پہنچے تھے، لیکن وہاں بشارت ہوئی کہ آپ کا کام پاکستان میں لادینیت، تخریب کاری، دہشت گردی اور کمیونزم کے خلاف علمی و عملی جہاد کرنا ہے۔ لہذا واپس آگئے (روزنامہ ”نوائے وقت“ لاہور مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۸۱ء بمطابق ۲۰ جمادی الآخر ۱۴۰۱ھ) (آپ حافظ الحدیث اور پاکستان کے مقبول ترین بزرگ اور عالم تھے۔ چند سال قبل وصال فرما چکے ہیں)۔

۸۸۔ حضرت عبد اللہ کا مقبرہ قبرستان پیر عمر (ملتان) میں واقع ہے۔ عالم دین تھے اور درس دیا کرتے تھے، اگر پڑھاتے وقت کوئی مسئلہ دقت طلب آجاتا تو حجرے میں جا کر دروازہ

بند کر کے حضرت رسول اقدس ﷺ سے التجا کرتے تو مسئلہ حل ہو کر سمجھ میں آجاتا اور باہر آ کر درس میں مشغول ہو جاتے (اولیائے ملتان از فرحت ملتانی، کتب خانہ حاجی نیاز احمد، اندرون بوہڑ گیٹ، ملتان صفحہ ۱۴۸)۔

۸۹۔ حضرت سید عظیم الدین شاہ حجازی حضور سید عالم محمد مصطفیٰ ﷺ کے روضہ اطہر کی جاروب کشی و چراغ بندی کی خدمت پر مقرر تھے۔ علم و فضل کے کوہ گراں اور زہد و اتقا کے پیکر جمیل، ۱۲۰۷ھ میں ملتان کے حاکم نواب مظفر خان شہید جو خود نہایت بزرگ تھے، حج کے بعد مدینہ منورہ پہنچے اور آپ کا شہرہ سن کر ملتان لانے کی کوشش کی۔ ادھر آپ کو بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے ہندوستان جانے کا حکم ہو گیا۔ ملتان تشریف لے آئے اور اشاعت و تبلیغ کا فریضہ ادا کرنے لگے مگر مدینہ طیبہ کی دوری نے بے چین کر دیا۔ آپ پھر دیار حبیب ﷺ تشریف لائے اور تاجدار کون و مکان ﷺ سے عرض کیا کہ ملتان کا پانی راس نہیں آیا، کیا کروں۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جاؤ، جس کنوئیں کا پانی تمہارے زیر استعمال ہے، اس میں کوثر و سلسبیل کی حلاوت پیدا کر دی گئی ہے، وہاں رہ کر تبلیغ اور اشاعت اسلام کرو۔“ ملتان تشریف لائے اور کنوئیں کے پانی میں آب کوثر کا مزہ پایا اور نہایت تندہی سے اشاعت دین کے کام میں مصروف ہو گئے۔ پرہیزگاری کا یہ عالم کہ کبھی کسی سے ایک پیسہ ذاتی خرچ کے لیے نہ لیا۔ مزار مقدس بیرون دولت گیٹ، ملتان میں واقع ہے۔ تعویذ پر یہ قطعہ کندہ ہے:-

حاجی حرمین نیز واعظ خلق	بود زا ولاد غوث محی الدین
سزد ہم ماہ جمادی الثانی	روز شنبہ شدہ بہ خلد بریں
چوں در راہ دیں قوی می بود	سال وصلش قوی عظیم الدین

۱۲۳۱ھ

(اولیائے ملتان۔ صفحہ ۱۲۲ تا ۱۲۳)۔

۹۰۔ رائے چاولہ کا عہد طفولیت سے اسلام کی طرف رجحان تھا۔ بعالم باطن حضور رسول کریم ﷺ سے فیض یاب ہو کر درجہ ولایت کو پہنچ چکے تھے۔ آپ کا اسلام قبول کرنا بھائیوں کو ناگوار گزر اور انہوں نے ۱۲۳۱ھ میں آپ کو شہید کر دیا، مگر بعد میں پشیمان ہو کر سب مسلمان ہو گئے۔ آپ حضرت دیوان چاولی مشائخ (واقع موضع چاولی مشائخ تحصیل میلسی، ضلع ملتان) راجہ ہسپال کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے اور قوم راجپوت ڈھوڑی تھی۔ آپ کی ہمشیرہ بھی مسلمان ہو گئی تھیں۔ موضع کنگن پور رائے چاولہ کی ان ہی ہمشیرہ کے نام سے آباد ہوا تھا۔ آپ کا روضہ سلطان محمود غزنوی نے تعمیر کرایا اور جہانگیر بادشاہ نے اپنے عہد میں روضے کی مرمت

کرائی تھی۔ آپ کے مرید میاں چھتہ نامی کی اولاد مجاوری کرتی ہے، او آخر رمضان میں عرس ہوتا ہے، آپ کے مزار پر بڑے بڑے باکمال بزرگ مثلاً بابا فرید گنج شکر، حضرت بہاؤ الدین زکریا، حضرت شہباز قلندر وغیرہ کسب فیض کرتے رہے اور اب تک یہ مقام مرجع خاص و عام ہے، مقابر اہل اسلام میں یہ عمارت نہایت قدیم ہے (اولیائے ملتان، صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۵)۔

۹۱۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب میں کھوکھرا پار (سندھ) میں سٹیشن ماسٹر تھا۔ ایک رات تہجد کی نماز ادا کر کے مراقبے کی حالت میں تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ پورا کمرہ خوشبو سے معطر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”علی احمد! کیا تمہیں ہم سے محبت نہیں ہے؟“ میں نے جو کچھ عرض کیا وہ اب یاد نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ہماری محبت کے لیے یہ درود شریف پڑھا کرو“۔ اس کے بعد آپ ﷺ تشریف لے گئے۔ درود شریف یہ ہے:

اللہم صل علی سیدنا محمد عبدك و نبيك و حبيبك و رسولك النبی

الامی و علی الہ و اصحابہ و بارک و سلّم (غیر مطبوعہ)۔

۹۲۔ صوفی عبدالسلام صاحب نے مولف ”جمال نقشبند“ سے بیان کیا کہ میں ۱۹۶۰ء میں ایک بار دربار گوہر بار موہری شریف (گجرات) میں حاضر تھا کہ قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی نواب دین موہروی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک دن مراقبے میں سوچا کہ روس اور امریکہ چاند پر پہنچنے کی تیاری کر رہے ہیں، کیا یہ اپنے مقصود میں کامیاب ہونگے۔ پھر دیکھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور میری طرف اپنی انگلی بڑھائی۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور حضرت رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ دنیا کے گرد ایک سیکنڈ سے کم عرصے میں پندرہ چکر لگائے اور ہر چیز کو دیکھا۔ اس کے علاوہ میں نے بڑے بڑے اولیا کرام مثلاً امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی، حضرت غوث الاعظم، حضرت خواجہ ہجویری، حضرت خواجہ نقشبند اور حضرت خواجہ جمیری کو آسمانوں پر روحانی سیر کرتے دیکھا۔ یہ سب ذکر کثیر کا صدقہ ہے اور جو لوگ ذکر کثیر کریں گے ایسے حالات کا مشاہدہ کریں گے (جمال نقشبند از صلاح الدین بی اے۔ صفحہ ۲۴۶)۔

حضرت خواجہ محمد نواب الدین موہروی قدس سرہ (پیدائش۔ جموں کشمیر ۱۳۱۹ھ بمطابق ۱۹۰۱ء وصال موہری شریف ۱۳۸۵ھ بمطابق ۱۹۶۵ء) مادہ تاریخ و قات = پیر بینظیر = ۱۳۸۵ سلطان العلماء پیر موہری شریف = ۱۳۸۵۔

۹۳۔ حضور اطہر ﷺ کی عمر مبارک جب گیارہ سال کی تھی تو اپنے چچا خواجہ ابو طالب جو تاجر تھے، کے ہمراہ شام تشریف لے گئے۔ جس بستی میں قافلے نے پڑاؤ ڈالا وہاں ایک جھونپڑی میں ایک شخص بخیر رہتا تھا۔ سریانی زبان میں جس کے معنی ہیں عبقری، نابغہ یا کامل و

اکمل انسان۔ یہ شخص بڑا عابد و زاہد اور عیسائیوں میں مانی ہوئی ایک بزرگ ہستی تھی۔ بحیرہ جو کبھی اپنی جھونپڑی سے باہر نہ نکلا تھا اور نہ کبھی قافلے والوں کے پاس آکر بیٹھا تھا، جس دن حضور انور ﷺ وہاں پہنچے تو بحیرہ اپنے حجرے سے نکلا اور خواجہ ابوطالب کے پاس آکر کہا: ”میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ادھر ایک قافلہ آیا ہے اور اس قافلہ میں ایک لڑکا ہے جو عربی النسل ہے، وہ اہل عرب میں خدا کی طرف سے پیغمبر بنا کر بھیجا جائے گا، وہ عربی زبان میں تبلیغ کرے گا، تم لوگ یہودی یا عیسوی مذہب کی پیروی کرنے پر مجبور نہیں ہو کیونکہ خدا تم اہل عرب کے لیے ایک پیغمبر بھیجنے والا ہے۔“ (محمد رسول اللہ از گونسلن و یژریل گیورگیو ترجمہ مولانا عبدالصمد صارم الازہری۔ مکتبہ معین الادب، اردو بازار، لاہور۔ صفحہ ۱۱)۔

مذکورہ بالا عیسائی مستشرق و مصنف ۱۵ ستمبر ۱۹۱۲ء کو رومانیہ میں پیدا ہوا، جہاں ساڑھے چار سو سال اسلامی پرچم لہراتا رہا ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں وطن چھوڑنے پر مجبور ہو گیا اور فرانس جا کر درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گیا۔ فرانسیسی زبان میں اس کی یہ آخری تصنیف ہے، بعد ازاں صوفی بن گیا۔ مصنف نے بڑی کاوش کی اور نہایت درجے تحقیق کے بعد یہ کتاب تحریر کی ہے۔ لکھتا ہے کہ پیغمبر اسلام (ﷺ) دنیا کے بڑے لوگوں میں سب سے بڑے ہیں اور آپ ﷺ کو از سر نو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

۹۴۔ ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے قبول اسلام سے تین روز قبل خواب دیکھا کہ میں ایک تاریک اور اندھیرے ماحول میں ہوں کہ دفعتاً مجھے چاند کی روشنی نظر آئی، میں اس روشنی کے پیچھے چلا تو دیکھا کہ کچھ لوگ اس تک پہنچنے میں مجھ سے سبقت حاصل کر چکے ہیں، جب میں ان کے قریب ہوا تو پہچانا کہ وہ ابو بکر صدیقؓ، علیؓ ابن ابی طالب اور زید بن حارثؓ تھے۔ میں نے ان حضرات سے دریافت کیا کہ آپ اس جگہ کب آئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ چاند کے روشن ہوتے ہی ہم یہاں پہنچ گئے تھے۔

پھر چند ہی روز بعد میں نے اطلاع پا کر اجیاد کی وادی میں حضور ﷺ سے ملاقات کی اور دریافت کیا کہ آپ ﷺ کی دعوت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کی دعوت“۔ میں نے اسے قبول کیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر داخل اسلام ہو گیا (خصائص الکبریٰ فی معجزات خیر الوریٰ از علامہ عبدالرحمن جلال الدین سیوطی کا اردو ترجمہ، جلد اول صفحہ ۲۷۹)۔

۹۵۔ وجہ نمود کائنات ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ نے خواب دیکھا کہ ایک نور ان

کے شکم سے نکل کر کرہ زمین پر پھیل گیا اور ساری زمین کو منور کر دیا۔ اس خواب کی تعبیر انہوں نے یہ کی تھی کہ ان کے بطن سے ایک ایسا بابرکت لڑکا پیدا ہوگا، جس کا دین مشرق و مغرب میں پھیل جائے گا (حجتہ اللہ البالغہ از حجتہ اللہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مترجم ابو العلامہ اسمعیل گودھروی صفحہ ۵۴۹۔ کتاب منزل، لاہور)۔

۹۶۔ حسن کائنات حضرت رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے قبل ایران پر ایک مشہور بادشاہ حکمران تھا جس کا نام ”انوش روان“ تھا یعنی ہمیشہ زندہ رہنے والا۔ فردوسی نے اپنے شاہنامہ میں ”انوش روان“ کو ”نوشیرواں“ لکھا ہے اور وہ اب اسی نام سے مشہور ہے۔ اس کی سب سے بڑی خوبی اور صفت اس کا عدل تھا پس آج کی دنیا اس کو ”نوشیرواں عادل“ کے نام سے یاد کرتی ہے۔ اس کے وزیر اعظم کا نام یوزر جمہر تھا، جو بلا کا عاقل اور دانش مند تھا اور اب اپنی دانائی کے حوالے سے ادبی استعارہ بن چکا ہے۔ نوشیرواں نے ایک مرتبہ خواب دیکھا اور اپنے وزیر اعظم سے اس کا ذکر کیا تو اس نے خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ قرآن ناطق، حضرت رسول اللہ ﷺ کا ظہور ہونے والا ہے اور ایران اسلام کی ضیاء سے بقیہ نور ہو جائے گا۔ فردوسی نے حضرت سراج سبل، امام رسل، رسول موعود ﷺ سے متعلق نوشیرواں کے اس خواب کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:

چناں دید روشن روانش بخواب	کہ در شب بر آمد یکے آفتاب
چہل پایۂ زردباں از برش	کہ می رفت تا اوج کیواں سرش
بر آمد بریں زردباں از حجاز	خراماں، خراماں، بکشی و ناز
جہاں قاف تا قاف پر نور کرد	بہر جا کہ بدما تمی سرد کرد

(شاہنامہ از فردوسی)

۹۷۔ کسریٰ نے خواب دیکھا کہ ایک سیڑھی زمین سے آسمان تک کھڑی کی گئی ہے اور اس کے گرد لوگ جمع ہیں۔ اتنے میں ایک شخص نمودار ہوتا ہے، جس کے سر پر عمامہ اور جسم پر تہبند اور چادر ہے، وہ سیڑھی پر چڑھا اور اس وقت ندا کی گئی کہ فارس (ایران) کہاں ہے اور اس کے مرد، عورت، باندیاں اور اس کے خزانے کہاں ہیں؟ تو لوگوں نے بڑھ کر ان سب کی گٹھڑیاں باندھیں اور ان کو اس شخص کے حوالے کر دیں جو سیڑھی پر چڑھا تھا۔ کسریٰ یہ خواب دیکھ کر بہت پریشان ہوا کہ غارِ حرا کے چاند حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا نام مبارک اس کے پاس پہنچا جسے اس نے چاک کر دیا اور ناراضگی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے شیروہ نے اسے قتل کر دیا (خصائص الکبریٰ فی معجزات خیر الوریٰ حصہ دوم۔ صفحہ ۳۵۔ مترجم حکیم غلام معین

الدین نعیمی۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی، بندر روڈ، کراچی)۔

۹۸۔ ابن سعد نے صالح بن کیسان سے روایت کیا کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعید بن العاص نے بیان کیا کہ میں نے ظہور نبوت و اسلام سے پہلے خواب میں دیکھا کہ مکہ اور اس کے اطراف کو گہری تاریکی نے ڈھانپ لیا ہے حتیٰ کہ زمین و آسمان تک پوشیدہ ہو گئے ہیں، اچانک زم زم سے ایک نور افشاں قندیل بلند ہونی شروع ہوئی، جتنی وہ نورانی قندیل بلند ہوتی جاتی اتنی ہی اس کی چمک بڑھتی جاتی تھی، یہاں تک کہ مجھے سب سے پہلے اس کی روشنی میں بیت اللہ نظر آیا۔ پھر اس علاقے کی تمام ایشیا پہاڑ، عمارات، نباتات اور یثرب کے نخلستان ایسے روشن نظر آئے کہ میں ان پر نیم بچتے کھجوریں دیکھ رہا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا یہ خواب جب اپنے بھائی عمرو بن سعید سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ تم نے عجیب و غریب خواب دیکھا ہے، میرا خیال ہے کہ روشن قندیل عبدالمطلب کے گھرانے سے نمایاں ہوگی، کیونکہ چاہ زم زم ان ہی کی تحویل میں ہے اور تم نے اس نور کو چاہ زم زم سے نکلنے دیکھا ہے۔

اس روایت کو دارقطنی نے الامزاد میں بیان کیا ہے۔ ابن عساکر نے بطریق واقدی چند الفاظ کے تغیر کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ابن سعد اور بیہقی نے محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان سے روایت کیا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعید متقدمین اسلام سے تھے۔ ان میں قبول اسلام کا جذبہ پیدا ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے خواب دیکھا کہ وہ جہنم کے کنارے کھڑے ہیں، جس کی وسعت اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ان کے والد ان کو جہنم میں دھکیل رہے ہیں اور حضرت رسول اللہ ﷺ انہیں دخول جہنم سے روک رہے ہیں، وہ خوف زدہ ہو کر بیدار ہوئے اور کہا یہ خواب برحق ہے، پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ خواب بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ تمہاری بھلائی کے خواستگار ہیں، تم ان سے رجوع کرو۔ پس وہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ آپ ﷺ کس امر کی دعوت دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں کہ وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، تم جن پتھروں کی پوجا کرتے ہو اس سے باز آ جاؤ کیونکہ وہ پتھر نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں، نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع، وہ تو اتنا بھی نہیں جانتے کہ کون ان کی پوجا کرتا ہے اور کون نہیں۔“ یہ سن کر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لے آئے، جب ان کے والد کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے طرح طرح کی سختیاں کیں، ڈرایا اور کہا کہ آج سے تمہیں کچھ کھانے پینے کو نہ دوں گا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر کہا کہ مجھے رزق کی پروا نہیں، اللہ تعالیٰ مجھے اتنا رزق دے گا کہ میں باسانی زندگی بسر کر

لوں گا اور تم سے سوال نہ کروں گا۔ (خصائص الکبریٰ حصہ اول کا اردو ترجمہ۔ صفحہ ۲۷۸)۔

۹۹۔ طبرانی و بیہقی نے حضرت ابن زبیل جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے خواب دیکھا اور حضور اقدس ﷺ سے بیان کیا۔ میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک راہ پر چل رہے ہیں جو وسیع، نرم اور فراخ ہے، وہ سواریوں پر جا رہے ہیں، پھر وہ ایک حسین چراگاہ میں پہنچے کہ ایسی حسین چراگاہ پہلے نہ دیکھی تھی، اس کی قسم قسم کی گھاس پر شبنم کے قطرے چمک رہے تھے، میں گویا ان لوگوں کی پہلے صف میں تھا، جب وہ چراگاہ پہنچے تو انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور راہ میں پڑاؤ ڈال دیا اور پھر وہ چلے گئے، پھر دوسرا قافلہ آیا جس میں پہلے سے کئی گنا زیادہ آدمی تھے، انہوں نے بھی چراگاہ کے قریب پہنچ کر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور راستے میں اپنے کجاوے اتار دیئے، ان میں سے کچھ نے فراخی سے چرایا اور کچھ نے گھاس کاٹ کر گٹھڑ بنا لیئے۔ اس کے بعد بہت زیادہ لوگوں کا قافلہ آیا، انہوں نے بھی چراگاہ کے قریب آ کر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور کہا یہ کیسی عمدہ منزل ہے، پہلے قافلہ کے برعکس جو دائیں بائیں ذرہ برابر ملتفت نہ ہوا تھا یہ دائیں بائیں جانب ملتفت ہوئے، جب میں نے ان کا یہ حال دیکھا تو میں نے سیدھی راہ کو لازم کر لیا یہاں تک کہ چراگاہ کے آخری کنارے پر پہنچ گیا، اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ ایک ایسے منبر پر تشریف فرما ہیں جس کی سات سیڑھیاں ہیں اور آپ سب سے اونچی سیڑھی پر تشریف فرما ہیں، آپ ﷺ کی دائیں جانب گندم گوں اور اونچی بنی والا شخص کھڑا ہے اور وہ قد و قامت میں سب سے بلند ہے، جب وہ بات کرتا تو سب پر غالب رہتا۔ اور آپ کی بائیں جانب چھریے بدن، سرخ رنگ اور میانہ قد کا ایک شخص کھڑا ہے جس کے چہرے پر بکثرت خال تھے، اس کے بال ایسے سیاہ تھے جیسے کونکہ، جب وہ بات کرتا تو اس کے اکرام میں سب اس کی طرف کان لگا لیتے اور آپ ﷺ کے سامنے ایک بزرگ ہیں جو شکل و شبہت اور ہر چیز میں آپ سے مشابہ ہیں، تمام لوگ اس بزرگ کی پیروی کرتے اور اس سے ارادت مندی کا اظہار کرتے پھر میں نے دیکھا کہ اس بزرگ کے آگے زیادہ عمر کی بوڑھی اونٹنی ہے اور میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اسے گویا ہنکال رہے ہیں۔ یہ خواب سن کر حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنو: ”وہ جو تم نے نرم و فراخ راستہ دیکھا، وہ ہدایت کا راستہ ہے جس پر تم لوگ اٹھائے گئے ہو اور وہ جو چراگاہ تم نے دیکھی وہ دنیا ہے اور اس کی سرسبزی و شادابی اس کا عیش ہے، میں اور میرے ساتھی عیش و عشرت کے خواہاں نہیں ہوئے اور نہ دنیا نے ہم سے تعلق رکھا، اس کے بعد جو دوسرا قافلہ ہے ان میں سے کچھ کو چراگاہ سے کشادہ روزی دی گئی اور کچھ وہ ہیں جنہوں نے اس میں سے گٹھڑیاں بنالیں، انہوں نے اس حال میں رہ کر نجات پائی، اس

کے بعد کثرت کے ساتھ جن لوگوں کو آتے دیکھا اور وہ چراگاہ کے دائیں بائیں مائل ہوئے مگر تم سیدھی راہ گامزن رہتے ہوئے گزر گئے، تو تم اس سیدھی راہ پر ہمیشہ قائم رہو گے یہاں تک کہ مجھ سے ملاقات کرو اور وہ منبر جس کے ساتھ درجوں کو تم نے دیکھا اور مجھے اس کے سب سے اونچے درجہ پر دیکھا تو دنیا کے ساتھ ہزار سال ہیں، اور وہ شخص جس کو تم نے میری داہنی جانب دیکھا وہ موسیٰ علیہ السلام ہیں، جب وہ بات کرتے ہیں تو سب پر غالب رہتے ہیں اور یہ صفت ان میں اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کی وجہ سے ہے اور وہ شخص جو میری بائیں جانب دیکھا عیسیٰ علیہ السلام ہیں، ہم ان کا اکرام اس لیے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا اکرام کیا اور وہ بزرگ جو میرے سامنے ہیں وہ ہمارے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں، ہم سب ان کی پیروی کرتے اور ان کی اقتدا کرتے ہیں اور وہ اونٹنی جسے تم نے دیکھا، وہ قیامت ہے جو ہم پر قائم ہوگی، میرے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہے (خصائص الکبریٰ فی معجزات خیر الوریٰ جلد اول کا اردو ترجمہ از حکیم غلام معین الدین نعیمی۔ صفحہ ۳۸۱ تا ۳۸۲)۔

۱۰۰۔ دارالعلوم حرم مدرسہ صولعیہ، مکہ معظمہ کے بانی حضرت اقدس مولانا رحمت اللہ کیرانوی نور اللہ مرقدہ کے بعد آپ کے برادر زادہ مولانا محمد سعید صاحب نور اللہ مرقدہ مدرسہ صولعیہ کے ناظم مقرر ہوئے تھے۔ اس کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد سلیم صاحب (متوفی ۲ شعبان المعظم ۱۳۹۷ھ بمطابق ۷ جولائی ۱۹۷۷ء) ناظم مقرر ہوئے، پھر آپ کے صاحبزادے مولانا محمد مسعود شمیم صاحب ناظم بنائے گئے۔ آج کل آپ کے جواں سال صاحبزادے جناب محمد شمیم عثمانی سلمہ مدرسہ صولعیہ کے ناظم ہیں۔ مولانا سلیم صاحب اور مولانا شمیم صاحب مصنف / مولف کتاب ہذا کے بے حد قدردان تھے۔ ۱۹۷۳ء میں جب میں نے حج کیا تو مکہ مکرمہ میں مولانا سلیم صاحب نے مجھے حسب ذیل واقعہ سنایا تھا:

ہندوستانی قونصل مقیم جدہ، خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین انگریز کی ناک کا بال تھے۔ بلا نوش ہونے کے علاوہ دنیا بھر کے عیوب موجود تھے۔ شراب اور اسپرٹ کی بومنے سے اس قدر آتی تھی کہ اگر منہ کے قریب ماچس جلادی جائے تو تمام علاقہ اڑ جانے کا خطرہ تھا۔ مولانا محمد سلیم صاحب کے والد ماجد جناب مولانا محمد سعید صاحب ڈاکٹر صاحب کے خاص دوست تھے۔ دونوں سلطان ترکی کی دعوت پر ترکی گئے ہوئے تھے۔ پانی کے جہاز سے حجاز (عرب) واپس آ رہے تھے اور دونوں کا علیحدہ علیحدہ فرسٹ کلاس کے کمروں میں قیام تھا۔ ہمیشہ کی طرح ڈاکٹر صاحب شراب میں دھت تھے کہ بار بار ان کے کان میں آواز آتی: یا اللہ مجھے بچائیے، یا رسول اللہ (ﷺ) مجھے بچائیے۔ ڈاکٹر صاحب بے قرار ہو کر اپنے کمرے سے باہر آئے تو دیکھا کہ

جہاز کے زینے پر جہاز کا عملہ ایک شخص کی ٹانگیں پکڑے گھسیٹ رہا ہے، اس کا سر بار بار میٹرھیوں سے ٹکراتا ہے اور درد و کرب کی وجہ سے وہ آہیں بھر بھر کر اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی دہائی دے رہا ہے۔ فوراً دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے اور کیا قصہ ہے؟ عملے نے بتایا کہ یہ بھاگا ہوا ترک سپاہی ہے، چپکے سے جہاز میں آگیا، معلوم ہوتا ہے جاسوس ہے، ہم اس کو اذیت دے رہے ہیں تاکہ یہ حقیقت سے پردہ اٹھائے۔ ڈاکٹر صاحب کو جلال آگیا۔ فرمایا: اس شخص کو فوراً ہاربا کر دو اور اس کا فرسٹ کلاس کا جو کرایہ بنتا ہے، مجھے بتاؤ۔ عملے کو علم تھا کہ ڈاکٹر صاحب نہایت ہی اہم شخصیت ہیں۔ اسی وقت آپ کے حکم کے مطابق عمل کیا گیا۔ ادھر ڈاکٹر صاحب نے مولانا محمد سلیم صاحب کے والد بزرگوار مولانا محمد سعید صاحب کو آواز دی، جوں ہی وہ سامنے آئے تو فرمایا: ایک شخص اللہ اور رسول (ﷺ) کی دہائی دے رہا ہے، ان کو مدد کے لیے پکار رہا ہے اور آپ خاموش ہیں، میرے کمرے میں جا کر میری چیک بک لائیں۔ مولانا نے چیک بک لادی تو ڈاکٹر صاحب نے عملہ کو بذریعہ چیک کرایہ ادا کر دیا اور اس شخص کو اپنے کمرے میں لے گئے۔ اس سے تمام احوال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میں ترک فوج کا ریٹائرڈ سپاہی ہوں، تین سال ہو گئے کوشش بسیار کے باوجود اب تک میری پنشن وغیرہ کا کچھ نہیں ہوا، تھک ہار کر چوری چھپے اس جہاز میں آ بیٹھا تاکہ اپنے وطن پہنچ جاؤں، عملے نے مجھے دیکھ لیا اور مجھ پر تشدد کیا اور میری فریاد سننے سے انکار کر دیا، جب مجھے بہت تکلیف دی گئی تو میں نے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کو پکارنا شروع کر دیا کہ آپ تشریف لے آئے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کے زخم صاف کیے، ان پر مرہم لگایا اور اپنے کپڑوں کے سوٹ کیس اس کے سامنے کھول کر ڈال دیئے کہ جو کپڑے اور ٹائیاں پسند ہوں لے لو۔ وہ جھجکا تو خود اچھے اچھے کپڑے منتخب کر کے اس کے حوالے کیئے، کھانا منگوا کر اپنے ساتھ کھلایا اور پھر اس سے کہا کہ اپنے فرسٹ کلاس میں جا کر آرام کرے۔ جب جہاز اس جگہ پہنچا جہاں اسے اترنا تھا تو آپ نے اس کو نقد رقم اور رقعہ دیا کہ اگر کوئی زیادتی کرے تو فوراً مجھے مطلع کرے۔ بوڑھا سپاہی ڈاکٹر صاحب کو دعائیں دیتا رخصت ہوا۔ ڈاکٹر صاحب ہر سال پابندی سے شاہانہ انداز میں جدہ سے حج کرنے جایا کرتے تھے۔ ایک سال روانہ ہوا چاہتے تھے کہ بار بار نحیف سی آواز کانوں میں آئی: ”یا رسول اللہ مدد یا رسول اللہ مدد“۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ایک ضعیف آدمی مدینہ طیبہ سے پیدل چل کر یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ حج کرے، مگر اب ہمت جواب دے گئی ہے، غریب اور کمزور ہے۔ فرمایا: اب وہ ہمارا مہمان ہے، اور اب اسے کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اس کو تمام ارکان حج اپنے ساتھ کرائے اور جتنا بھی آرام پہنچا سکتے تھے پہنچایا۔ بوڑھا آدمی حج کر کے

دعائیں دیتا روانہ ہو گیا۔ ایک طرف شراب و کباب اور دوسری طرف ڈاکٹر صاحب عشق رسول اللہ ﷺ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کا نام سن کر بے قرار ہو جاتے تھے۔ جب ان کی ٹرم ختم ہوئی تو ہندوستان واپس چلے گئے۔ ایک رات خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ڈاکٹر صاحب! آپ ہمارے پاس آجائیے“۔ یہ جملہ سنتے ہی ڈاکٹر صاحب کے اندر انقلاب آ گیا، ہر برائی سے تائب ہو کر مدینہ شریف روانہ ہو گئے اور وہاں جا کر غریب غربا کا مفت علاج شروع کر دیا۔ امر اُسے فیس لیتے تھے۔ تین سال میں کافی دولت کمالی اور کئی مکان خرید کر وقف کر دیئے۔ اس کے بعد وصال ہوا اور اب جنت البقیع میں آرام فرما ہیں (غیر مطبوعہ)۔

۱۰۱۔ حافظ غلام فرید صاحب ڈیرہ غازی خان کے رہنے والے ہیں۔ عمر تقریباً ساٹھ سال، پانچ سال کی عمر میں چچک نکلی جس کے باعث نابینا ہو گئے، حافظ غضب کا ہے، بینظیر حافظ ہیں، قصیدہ بردہ اور لا تعداد اشعار زبانی یاد ہیں، بے مثل عالم ہیں، تقریر میں بڑی کشش ہے، ایک رکعت میں پندرہ پارے بارہا سنائے، گذشتہ ۳۵ سال سے مسجد پتھر والی، راہو جا روڈ سکھر میں امام و خطیب ہیں اور وہیں مقیم ہیں۔ مدرسہ غوثیہ، سکھر میں قرآن و حدیث کے استاد ہیں۔ بارہا حضور اقدس ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہو چکے ہیں اور ہر سال رمضان میں عمرہ کے لیے جاتے ہیں۔ ۱۴۰۸ھ کے رمضان المبارک میں مصنف / مولف کتاب ہذا نے حافظ صاحب کی امامت میں تراویح کے اندر ختم قرآن مجید کی سعادت حاصل کی۔ آخری رات حافظ صاحب نے ایک رکعت میں سوا چار پارے سنائے اور پھر عمرے کے لیے روانہ ہو گئے۔ یوں معلوم ہوتا تھا قرآن پاک نازل ہو رہا ہے۔ ایک رات نبی پاک ﷺ نے حافظ صاحب سے مصافحہ کیا، جب بیدار ہوئے تو ہتھیلی میں ایسی اعلیٰ درجے کی خوشبو تھی کہ اس سے پہلے نہ سونگھی تھی۔ نماز فجر کے لیے وضو جو کیا تو زائل ہو گئی۔ حافظ صاحب جب ذکر کرتے ہیں تو چھا جاتے ہیں کہ کیفیت الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی (غیر مطبوعہ)۔

۱۰۲۔ ۱۸۹۳ء میں مولانا محمد علی مونگیری، خلیفہ اجل حضرت شاہ فضل رحمن گنج مراد آبادی نے خواب دیکھا کہ حضور انور ﷺ ہدایت فرما رہے ہیں کہ لکھنؤ میں عربی کا ایک مدرسہ قائم کرو۔ مولانا نے خان بہادر اطہر علی اطہر سے ذکر کیا، جو عاشق رسول ﷺ تھے اور حکومت میں بھی ان کی بڑی پہنچ تھی کہ وکیل، میونسپل کمشنر، آنریری مجسٹریٹ کیا کچھ نہ تھے۔ اطہر تخلص تھا۔ اچھے شاعر اور ادیب تھے۔ ۱۲۶۳ھ بمطابق ۱۸۴۷ء میں پیدا ہوئے اور جمادی الاول ۱۳۲۶ھ بمطابق ۱۹۰۷ء میں مدینہ طیبہ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ خان بہادر

صاحب نے اس حکم کی بجا آوری اپنے اوپر لازم کر لی اور وائسرائے سے ملے، جس نے کہا کہ یوپی کے گورنر سے ملو۔ گورنر یوپی سر جیمس لائوش سے ملے، جس نے منظوری دے دی اور ندوۃ العلماء کا افتتاحی اجلاس ۱۸۹۷ء میں لکھنؤ میں ہوا جس کے لیے صوبائی حکومت نے ۴۰ ہزار روپے کا اعلان کیا۔ اس موقع پر خان بہادر صاحب نے شاندار خطبہ پڑھا اور یوں ندوۃ العلماء، لکھنؤ کا قیام وجود میں آیا (سنخوران کا کوری از حکیم نثار احمد علوی۔ صفحہ ۷۸۔ میخانہ ادب، ناظم آباد، کراچی)۔

۱۰۳۔ حضرت علامہ سمہودی فرماتے ہیں کہ اس میں قطعاً شک نہیں کہ سید دو عالم ﷺ وصال کے بعد زندہ ہیں اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی یہ زندگی شہدائے کی اس زندگی سے بہتر ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے (وفاء الوفا صفحہ ۴۱۵۔ تسکین الصدور)۔

علامہ شعرانی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے عظیم احسانات میں سے مجھ پر یہ بھی احسان اور انعام ہے کہ سید دو عالم ﷺ کے دربار عالی کا حاضر باش ہوں، اکثر اوقات یوں ہوتا ہے کہ میرے اور روضہ اقدس کے درمیان فاصلہ بہت ہی کم رہ جاتا ہے، میں اپنے ہاتھ کو روضہ اطہر پر پاتا ہوں اور اسی طرح محبوب عالم ﷺ کے ساتھ کلام کرتا ہوں، جس طرح اپنے پاس بیٹھے ہوئے کے ساتھ گفتگو کی جاتی ہے (المنن الکبریٰ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۲) (رحمت کائنات صفحہ ۲۵۶) (سیرت طیبہ جلد سوم از علامہ عبدالعزیز عرفی۔ صفحہ ۳۶ تا ۳۷)۔

۱۰۴۔ مولوی عبدالحق کانپوری مصنف ”البرامکہ“ نے مولانا محسن کا کوری کو ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۰۹ھ کو خط لکھا کہ میں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں کہ جب میں مدینہ طیبہ میں در اقدس پر حاضر تھا، تو اس زمانے میں میرے دوست مولوی مظفر الدین حیدر آبادی نے اپنا خواب سنایا۔ ”ایک شب مجلس بابرکت حضور سرور کائنات ﷺ میں باریابی ہوئی تو دیکھا کہ شہیدی اپنا قصیدہ سنا رہے ہیں۔ اس پر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ”محسن کا سراپا سناؤ، وہ بہت اچھا ہے اور ہمارے یہاں مقبول ہے۔“ (سنخوران کا کوری صفحہ ۳۳۴) (قصیدہ مدح الخیر المرسلین ﷺ)۔

علامہ حاجی مولوی نور الحسن علوی حضرت مولانا محسن کا کوری کے صاحبزادے تھے۔ ۷ شعبان ۱۲۸۲ھ بمطابق ۱۸۶۵ء میں پیدا ہوئے اور ۶ ستمبر ۱۹۳۶ء بمطابق ۱۳۵۵ھ کو وصال فرمایا۔ وکیل تھے، نیر تخلص تھا اور اپنے والد کو ”میاں جان“ کہتے تھے۔ آپ ہی ”نور اللغات“ کے مؤلف ہیں۔ ۱۹۲۶ء میں ”نور اللغات منزل“ میں عالم رویا میں اپنے والد کی زیارت کی، جو

کوٹھی کی روش پر ٹہل رہے تھے اور پسندیدگی کا اظہار فرما رہے تھے۔ آپ کے بیٹے طاہر محسن علوی ۱۹۰۵ء بمطابق ۱۳۲۳ھ میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے وقت کراچی آئے اور وہیں انتقال ہوا۔

میر نذر علی درو کا کوروی قیام پاکستان پر کراچی آ گئے تھے۔ بزرگ تھے اور نہایت احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ ”بزم محسن“ قائم کی ہوئی تھی۔ ۲۷ جون ۱۹۷۲ء کو بمر ۸۲ سال عصر کی نماز ادا کرتے ہوئے بحالت سجدہ خالق حقیقی سے جا ملے۔ بزم محسن اجڑ گئی، میخانہ ادب ویران ہو گیا۔ مزار عزیز آباد، کراچی کے قبرستان میں ہے (سخنوران کاکوروی۔ صفحہ ۳۸۳)۔

۱۰۵۔ شیراز میں شیخ ابوالصائب مالدار تاجر کا انتقال ہوا، جنہوں نے کافی دولت کے ساتھ ایک موئے مبارک بھی چھوڑا۔ بڑے بیٹے نے تمام دولت پر قبضہ کر لیا، جب کہ چھوٹے بیٹے نے موئے مبارک پسند کیا جسے وہ اپنے پاس رکھتا، اسے سونگھتا، بو سے لیتا اور ہر وقت درود شریف پڑھتا۔ بڑے بیٹے کا تمام مال برباد ہو گیا جب کہ چھوٹے بیٹے کے کاروبار میں اضافہ ہوتا رہا۔ موت کے وقت اس نے وصیت کی یہ موئے مبارک میری دائیں آنکھ میں رکھ دینا جس پر عمل کیا گیا۔ (تبرکات کا تاریخی جائزہ از ڈاکٹر سید مجتبیٰ حسن)۔

۱۰۶۔ بشر بن عمران مہمی و مقبری (جے پڑھانے اور قرأت سکھانے والے) نے قرآن شریف سب سے قرأت سے حاصل کیا تھا اور بڑی محنت کی تھی اور بہت نیک سیرت تھے۔ خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ ﷺ نے بشارت دی کہ ”تو سات مقتدر لوگوں کے ساتھ جنت میں جائے گا“ (جمال الاولیا صفحہ ۱۸۳) (النور بابت ماہ صفر ۱۳۶۲ھ)۔

۱۰۷۔ ابو عبد اللہ محمد بن سعید بن معن القرظی فقیہ، عالم صالح بزرگ اور صاحب خیر و برکت تھے۔ علم حدیث کا ان پر غلبہ تھا۔ علم حدیث میں آپ کی متعدد تصانیف ہیں، جن میں سب سے مشہور ”المصنفی“ ہے، جس کو آپ نے کتب سنن سے جمع کیا تھا اور اس پر بہت محنت کی تھی۔ یہ بابرکت کتاب یمنی علما میں بہت رائج ہے۔ شریف ابوالجدر کہا کرتے تھے کہ مکہ مکرمہ کے ایک بزرگ نے حضور انور ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”جس نے کتاب ”المصنفی“ مصنفہ محمد بن سعید پوری پڑھ لی وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ اس کو شرجی نے بیان کیا (جمال الاولیا صفحہ ۱۸۲) (النور بابت ماہ صفر ۱۳۶۲ھ)۔ کاش اس کا اردو ترجمہ عام ملنے لگے تاکہ لوگ مطالعہ کریں۔

ابو عبد اللہ محمد بن سعید نے حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ نے ان کے لیے استقامت کی دعا فرمائی (جمال الاولیا صفحہ ۱۸۲) (النور بابت ماہ صفر ۱۳۶۲ھ)۔

۱۰۸ تا ۱۰۷۔ حضرت سیدہ نفیسہؓ ۱۲۵ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ ۱۷۳ھ میں مع اہل و عیال وارد مصر ہوئیں اور پھر پوری زندگی وہیں گزار دی۔ پیکر زہد و تقویٰ اور مستجاب الدعوات تھیں۔ زندگی میں تمیں حج کیے اور سب پیدل۔ آپ کی وجہ سے بہت سے یہودی داخل اسلام ہوئے۔ پرانے قاہرہ میں آپ کا روضہ مرجع خلائق ہے۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ تک سے لوگ آپ کی زیارت کے لیے مصر آتے ہیں۔ جب بھی کوئی مشکل پیش آئے مصر کے لوگ سیدہ کے پاس دعا کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔

حضرت سیدہ کے والد حسن الانوار پنچی کولے کر حضور انور ﷺ کے حجرے میں داخل ہوا کرتے اور آپ ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتے: اے اللہ کے رسول (ﷺ)! میں اپنی بیٹی سے بہت خوش ہوں۔ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں بھی نفیسہ سے خوش ہوں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ بھی اس سے خوش ہے“ (الجواہر النفیسہ از محمد عبد الخالق سعد)۔ حضرت سیدہ کی عمر جب ۱۵ برس کی ہو گئی تو ان کے زہد و تقویٰ کی وجہ سے بہت سے لوگوں نے شادی کی پیش کش کی، مگر والد محترم نے یہاں تک کہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے اسحاق الموتمن نے شادی کا پیغام بھیجا، مگر سیدہ کے والد نے کوئی جواب نہ دیا۔ جس پر جناب اسحاق حضرت رسول اللہ ﷺ کے حجرہ شریف میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کو مخاطب کر کے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! میں نے نفیسہ کے لیے اس کے باپ کو پیغام دیا مگر وہ خاموش رہے، حالانکہ میرا شادی کا پیغام صرف اور صرف سیدہ کے تقویٰ و زہد کو مد نظر رکھ کر تھا۔ اس کے بعد سیدہ کے والد ماجد نے ایک رات حضور انور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ فرما رہے ہیں: ”اے حسن! اپنی بیٹی نفیسہ کو اسحاق الموتمن کے عقد میں دے دے۔“ انہوں نے حضور اقدس ﷺ کے فرمان کی تعمیل میں اپنی بیٹی کا عقد اسحاق سے کر دیا (الجواہر نفیسہ)۔ حضرت سیدہ قرآن پاک کی عاشقہ صادقہ تھیں، دن کو روزہ رکھتیں اور رات کو عبادت میں گزارتیں۔ تین دن میں ایک مرتبہ کھانا کھاتی تھیں اور جب کھانے کی طلب ہوتی مصلے کے سامنے دسترخوان آن موجود ہوتا۔ فرماتیں الحمد للہ حضرت مریم علیہا السلام کے حصہ میں سے مجھے بھی اللہ نے عطا فرمایا ہے۔

۲۰۱ھ کے ماہ رمضان میں بروز جمعہ شدید بیمار ہو گئیں۔ طبیبوں نے روزہ افطار کرنے کا مشورہ دیا تو فرمایا کہ تیس سال سے اللہ سے دعا کر رہی ہوں کہ بحالت روزہ مجھے وفات دے، اب موقع میسر آیا ہے۔ رمضان کے آخری جمعہ کو حالت خطرناک ہو گئی تو آپ نے سورہ انعام تلاوت کرنے کو کہا اور اسی دوران روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ آپ کا

وصال حضرت امام شافعیؒ سے چالیس سال بعد ہوا۔ وصیت فرمائی کہ تدفین کا بندوبست سوائے میرے شوہر کے کوئی اور نہ کرے۔ خلق کثیر جمع ہو گئی، تمام رات شمعیں روشن رہیں اور ہر گھر سے آہ و بکا کی آوازیں آتی رہیں۔ خاوند نے تابوت بنوایا اور مدینہ طیبہ میں بقیع میں دفن کا ارادہ کیا۔ مصر سے لوگ حتیٰ کہ امیر خود چل کر آیا اور درخواست کی کہ انہیں مصر سے باہر نہ لے جائیں، مگر شوہر نے انکار کر دیا۔ رات ان کو حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اے اسحاق! مصر کو نفیسہ سے محروم نہ کر کیونکہ اہل مصر پر نفیسہ کی وجہ سے برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔“ چنانچہ سیدہ کو اسی قبر میں دفن کر دیا گیا جو انہوں نے خود اپنے لیے تیار کروا رکھی تھی۔ روضہ کے ساتھ شاندار مسجد ہے اور آج تک کرامات کا بکثرت ظہور جاری ہے (الجواہر النفیس) (رویائے صالحہ حصہ اول صفحہ ۴۲) (مشارق الانوار) (سیرت ائمہ اربعہ)۔

سید عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوالموہب شاذلیؒ نے حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ ”جب بھی تجھے کسی چیز کی ضرورت ہو تو نفیسہ کو نذر پیش کر خواہ نذر ایک درہم ہی ہو، اللہ تعالیٰ تیری ضرورت کو پوری کر دے گا۔“

مصنف کتاب ”محمد عبدالحق سعد“ کے والد کے پہلو میں سخت درد اٹھا، جس کی وجہ سے رات دن سونہ سکتے تھے۔ ایک مرتبہ سیدہ کے توسط سے دعا کی جس کا الہام بھی اللہ تعالیٰ نے خود کیا تھا۔ والدہ آرام کر رہی تھیں۔ والد نے حضرت سیدہ کے توسط سے دعا مانگی تو عین عالم بیداری میں دیکھا کہ سیدہ دروازے میں داخل ہوئیں۔ سیاہ چادر اوڑھ رکھی تھی جو جسم کو سر سے پاؤں تک ڈھانپے ہوئے تھی۔ حضرت سیدہ نے تین مرتبہ ان کے بدن کے اس حصہ پر ہاتھ پھیرا جہاں سخت درد تھا کہ یکایک درد کافور ہو گیا، پھر پتہ نہ چلا کہ سیدہ کس طرف چلی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی اور سیدہ کے توسط سے کامل شفا بخش دی (الجواہر النفیسہ)۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے حضرت سیدہ کی تقریباً ۱۵۰ کرامات بیان کی ہیں۔ آپ کی قبر کے قریب اگر اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے تو مقبول ہونے کی شہرت عام ہے، اسے آزمایا بھی کیا گیا ہے۔

۱۱۔ حلیمہ مختار (گجرات) نے خواب دیکھا کہ خانہ کعبہ کی ایک دیوار کے ساتھ حضرت نبی کریم ﷺ بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ نے مجھے ایک کالا کپڑا دیا جس طرح عورتیں سلک کا سکارف پہنتی ہیں اور فرمایا: ”یہ تمہارا ہے۔“ میں واپس جانے لگی تو خیال آیا کہ یہ تو نبی کریم ﷺ ہیں۔ میں پھر واپس مڑ کر آپ ﷺ کے ہاتھوں کو چومتی ہوں۔ اس کی تعبیر بتائیں۔

تعبیر از میاں مشتاق احمد عظیمی: خواب ماشا اللہ اچھا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھنا دنیا کی سب نعمتوں سے افضل ہے۔ اللہ پاک دین و دنیا کی تمام نعمتوں سے آپ کو مالا مال

فرمائے گا۔ باوضو اور بغیر وضو کثرت سے درود شریف کا ورد کیا کریں (فیملی میگزین ۲۳ تا ۲۹ جولائی ۲۰۰۰ء۔ صفحہ ۴۸)۔

۱۱۲۔ پونے دو گھنٹہ کا سفر ۱۶ روز میں طے ہوا۔ پی آئی اے کا بونگ جہاز ۲ مارچ ۱۹۸۱ء کو کراچی سے پشاور جا رہا تھا کہ چار بجے کے قریب تین مسلح ہائی جیکروں نے اسے اغوا کر لیا، جس میں ۱۹ خواتین، ۹ بچے اور ۱۰۹ مرد سفر کر رہے تھے۔ جہاز کے عملے کی تعداد ۱۱ تھی۔ ۶ مارچ کو تمام خواتین اور بچوں کو رہا کر دیا، مگر بیگم انور جہاں جو عمرہ کر کے کراچی آئی تھیں اور اب پشاور جا رہی تھیں وہ اپنے بیٹے جاوید رضا اور دیگر یرغمالیوں کے ہمراہ جہاز ہی میں رہیں۔ کابل ایر پورٹ پر جہاز میں جاوید رضا نے خواب دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ نہایت پیار اور محبت سے تمام یرغمالیوں کے سر پر دست شفقت پھیر رہے ہیں تو اس وقت خواب کی کوئی تعبیر سمجھ میں نہ آئی مگر رہائی کے بعد ۱۶ مارچ کو یہ مسافر عمرہ ادا کرنے سعودی عرب کی حکومت کے مہمان کے طور پر مکہ مکرمہ پہنچے، جہاں انہوں نے عمرہ ادا کیا اور مدینہ منورہ میں روضہ اقدس پر حاضری دی اور ۱۶ دن کے عرصے کے بعد یہ مسافر دوپہر کو اپنی منزل مقصود پشاور پہنچے، جہاں صدر ضیاء الحق اور دیگر معززین نے ان کا استقبال کیا۔

اغوا کے بعد طیارہ کابل لے جایا گیا جہاں مرتضیٰ بھٹو نے کرنسی نوٹوں سے بھرا ہوا چمڑے کا ایک بکس ہائی جیکروں کے حوالے کیا۔ شین گن اور دوسرا اسلحہ بھی فراہم کیا گیا۔ ہائی جیکر باری باری سو لیتے تھے مگر مسافر ۱۳ روز سونہ سکے، بس کبھی کبھی اونگھ لیتے تھے۔ ۶ مارچ کو ہائی جیکروں نے انتہائی بہیمانہ طریقے سے ایک سفارت کار مسٹر طارق رحیم کو گولی مار کر شہید کر دیا اور نعش جہاز سے باہر پھینک دی۔ اس واقعہ سے تمام مسافروں کی کمر ٹوٹ گئی اور موت سروں پر منڈلاتی نظر آنے لگی، کیونکہ ہائی جیکر مسلسل خطرناک نتائج کی دھمکی دے رہے تھے۔ مسافروں کو آپس میں بات چیت کی اجازت نہ تھی پس کبھی کبھار کھڑکی سے باہر جھانک لیتے تھے۔ مسافروں کو مجبور کیا گیا کہ وہ پیپلز پارٹی اور مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کی حمایت میں اور پاکستان کے خلاف نعرے لگائیں۔ ۸ مارچ کو رات گئے طیارہ دمشق روانہ ہوا اور ۹ مارچ صبح ۵ بجے دمشق ایر پورٹ پر اترا۔ حکومت پاکستان نے ہائی جیکروں کا یہ مطالبہ تسلیم کر لیا کہ پاکستان میں مختلف سنگین جرائم میں ملوث ۱۵۴ افراد کو رہا کر کے دمشق پہنچا دیا جائے اور یوں ۱۴ مارچ کو ہائی جیکروں نے یرغمالی مسافروں کو رہا کر دیا (روزنامہ نوائے وقت ۱۹ مارچ ۱۹۸۱ء سے ماخوذ)۔

۱۱۳۔ شرح ”منہاج“ میں تحریر ہے کہ ایک نیک شخص نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ آپ ﷺ کے نزدیک کونسا درود شریف زیادہ پیارا ہے تو

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللهم صل على محمد بن الذي ملات قلبه من جلالك و عينه من جمالك و اذنه من لاديز خطا بك“ (ترجمہ: اے اللہ رحمت نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر وہ ذات کہ جن کا دل تیرے جلال سے پُر ہے اور جن ﷺ کی آنکھیں تیرے جمال سے اور جن کے کان تیرے خطاب سے۔ (خیر الموائس جلد دوم، صفحہ ۱۸۵)۔

۱۱۴۔ حضرت خواجہ حذیفۃ المرعشیؒ جب حضرت نبی کریم ﷺ کے روضہ منورہ پر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو دیدار فائز الانوار سے مشرف فرمایا۔ حضرت حذیفہؒ نے رو کر عرض کیا کہ مجھے ہر وقت خوف لگا رہتا ہے کہ کہیں قہر الہی کا نشانہ نہ بن جاؤں۔ حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اے حذیفہ! ہمت مردانہ رکھ، تو میرے ہمراہ بہشت میں جائے گا اور جو شخص تجھ سے وسیلہ اختیار کرے گا، وہ بھی داخل جنت ہوگا۔“ آپ ہمیشہ روتے رہتے تھے، وجہ پوچھی تو فرمایا: حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر، (سورہ شوریٰ۔ آیت ۷۔ ترجمہ = ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ دوزخ میں) اور میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں سے میں کس فرقے میں ہوں گا۔ (تذکرہ حصہ ثالث۔ صفحہ ۱۳۔ از شیخ محمد صغیر حسن۔ پرنسپل۔ ایم اے (ہسٹری، اکنامکس) آپ کا مولد و مسکن مرعش تھا، جو نواح دمشق میں ایک قصبہ ہے۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ تاریخ وصال ۱۴۸ شوال ۲۵۲ھ (سیر الاقطاب از مولوی محمد علی صاحب)۔

۱۱۵۔ حضرت کلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد مبارک سنایا کہ جو مجھے خواب میں دیکھے وہ حقیقتاً مجھی کو خواب میں دیکھتا ہے، اس لیے کہ شیطان میری شبیہ اختیار نہیں کر سکتا۔ حضرت کلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث شریف کا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر کیا اور یہ بھی کہا کہ مجھے خواب میں زیارت ہادیٰ انام ﷺ ہوئی ہے، اس وقت مجھے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیال آیا۔ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میں نے اس خواب کی صورت کو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت مشابہ پایا۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تصدیق فرمائی کہ واقعی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسول اللہ ﷺ سے بہت مشابہ تھے (شائل ترمذی مع اردو شرح ”خصائل نبوی ﷺ“ از حضرت مولانا محمد زکریا صاحب۔ شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم، سہارنپور (یو۔ پی، بھارت) صفحہ ۳۸۸۔ نور محمد اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ، فریر روڈ، کراچی)۔

۱۱۶۔ حضرت شیخ غلام نقشبند لکھنویؒ کے والد ماجد شیخ عطا اللہ نے حضرت شاہ نقشبندؒ کے

روحانی اشارہ کے بموجب غلام نقشبند آپ کا نام رکھا۔ میر محمد شفیع سے کسب کمالات کیا۔ اٹھار سال کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ ہو گئے۔ ابتدا میں ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے، دیکھا کہ حضور سرور کائنات ﷺ اپنے دست مبارک سے آپ کی اچکن کے بٹن کھول رہے ہیں۔ فوراً تعبیر ذہن میں آئی کہ علم کے دروازے کھل جائیں گے۔ اس کی برکت تھی کہ آپ کے علم و تقویٰ کی شان اس قدر بالا ہوئی کہ خود آپ کے شیخ میر محمد شفیع آپ کا بہت احترام کرتے تھے، حتیٰ کہ آپ اپنے شیخ کے مرشد حضرت شیخ پیر محمد لکھنوی کے جانشین مقرر کیے گئے (علماء ہند کے شاندار کارنامے جلد اول صفحہ ۵۰۳ از مولانا محمد میاں صاحب دیوبندی۔ مطبوعہ دلی پرنٹنگ ورکس، دہلی)۔

۱۱۷۔ حضرت بایزید بسطامیؒ کی ایک حکایت مشہور ہے کہ ایک شخص آپ کے پاس مرید ہونے آیا، تو آپ نے پوچھا کہ کیا پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: آج سے نماز چھوڑ دو۔ وہ ناامید ہو کر چلا گیا کہ میں اس حکم شریعت کو کسی طرح نہیں چھوڑ سکتا۔ چند روز بعد پھر حاضر ہوا اور کہا مجھے اپنے مریدوں میں شامل کر لیجئے مگر آپ نے وہی جواب دیا اور مزید آزمایا کہ نماز کا حکم سرور دو عالم ﷺ کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے، اگر وہ تمہیں فرماتے تو تم نماز چھوڑ دیتے؟ اس نے کہا: جی ہاں فرمایا: اچھارات کو جو بشارت ہو، وہ صبح آ کر بیان کرنا۔ چنانچہ اگلے دن اس نے آ کر بیان کیا کہ آپ کی توجہ سے رات مجھے حضرت نبی امی ﷺ کی زیارت ہوئی تو آپ ﷺ نے نماز کے متعلق تو نہیں بلکہ عام انداز میں فرمایا کہ پیر کے احکام کی تکمیل کرنی چاہیے۔ یہ جواب سن کر حضرت بایزید بسطامیؒ نے اسے بیعت سے مشرف کیا اور فرمایا کہ مجھے تمہارا امتحان لینا مقصود تھا کہ فقرا اختیار کر کے کہیں تم احکام شریعت کو تو نہیں بھول جاؤ گے (اس سے صاف ظاہر ہے کہ تصوف بغیر پابندی شریعت ممکن نہیں) ("جہاد زندگی" مرتبہ عبدالحمید خان صاحب۔ ناشر و طابع: فیروز سنز لاہور، ۱۹۵۹ء۔ صفحہ ۱۷۹ تا ۱۸۰)۔

ابویزید بسطامیؒ جنہیں بالعموم بایزید کہا جاتا ہے، کا اصل نام طیفور بن عیسیٰ تھا۔ آپ کے دادا مجوسی تھے پھر اسلام لائے۔ آپ کا شمار کبار صوفیہ میں ہوتا ہے۔

۱۱۸۔ داعی (۳۲) سید نا قطب خان قطب الدین شہید ابن سید داؤد بن قطب شاہ ۱۰۵۳ھ میں مسند عالی پر رونق افروز ہوئے۔ یہ عہد شاہ جہاں تھا۔ شہزادہ اورنگ زیب گجرات (بھارت) کا گورنر تھا۔ دشمنوں نے سیدنا کی نسبت مختلف قسم کی افواہیں اڑانا شروع کیں اور حکام تک آپ کی شکایتیں پہنچائیں۔ عبد القوی گجراتی قاضی تھے، (یہ وہی عبد القوی ہیں، جنہوں نے دہلی میں سرمد کو قتل کرایا تھا) ان کے حکم سے ۲۹ جمادی الاول کو جیل میں بھیج

دیئے گئے۔ بیس دن جیل میں رہے اور جیل میں بھیجے جانے کی وجہ یہ تھی کہ لوگ ان کو رافضی کہتے تھے، جب کہ یہ خود اس بات سے انکار کرتے تھے۔ ۲۷ جمادی الثانی کو جیل خانے میں سیدنا نے سیدی شجاع الدین سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ حضور اقدس ﷺ مجھے بلاتے ہیں اور شربت پلاتے ہیں۔ پوچھا: کیا تعبیر ہے؟ فرمایا: شہادت..... اور میرے بعد تم منصوص ہو۔ یہ سن کر سیدنا شجاع الدین بہت روئے۔ صبح قاضی عبدالقوی نے قتل کا حکم دے دیا۔ مقتل جاتے وقت سیدنا شجاع الدین کو منصوص کیا اور اپنے سر سے عمامہ اتار کر ان کے سر پر رکھ دیا۔ مقتل جا کر دو رکعت نماز ادا کی اور باواز بلند کلمہ شہادت پڑھا، پھر سجدے میں جا کر ”انی وجہت..... من المشرکین O (سورہ الانعام کی آیت ۷۹۔ ترجمہ = میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا یکسو ہو کر، اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں) پڑھا اور سر اٹھایا تو جلد آنے سے قبل حکم سرتن سے جدا کر دیا۔ دوپہر سے عشتا تک لاش ریت پر پڑی رہی۔ نصف شب بحکم حاکم خانپور باہرندی کے کنارے دفنادی گئی اور سپاہیوں کا پہرہ لگا دیا گیا کہ کوئی اس طرف نہ آئے۔ مومنین پر سخت آزمائش کا وقت تھا اور لوگ بے تاب تھے۔ تیسرا دن تھا کہ محمد جی بن امین جی روتے روتے سو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ سیدنا فرماتے ہیں کہ فوراً مددگار لے جاؤ اور میری نعش نکال کر سرس پور (بی بی پور) میں رکھو۔ بیدار ہو کر چند رفقا کے ساتھ اس جگہ آئے۔ دو سبز پوش عرب موجود تھے۔ یہ کوئی عہدہ دار سپاہی سمجھ کر گھبرائے مگر انہوں نے تسلی دی۔ ساتھ مل کر قبر سے نعش نکالی اور کلمہ دعائیہ پڑھتے سب چلے۔ راستے میں دو عرب سوار اور ملے، جو ساتھ ہو گئے اور سر سپور (گجرات، بھارت) میں دفن کیا، پھر عرب سوار واپس چلے گئے۔ یہ واقعہ پنجشنبہ ۲۷ جمادی الثانی ۱۰۵۶ھ کا ہے۔ ایک برس، آٹھ ماہ اور اٹھارہ دن آپ نے مومنین کو ہدایت کی۔ آج سر سپور میں آپ کا مزار مرجع مومنین ہے (عقد الجواہر فی احوال البواہر یعنی تاریخ داؤدی بوہرا موقفہ مورخ گجرات (بھارت) پروفیسر مولانا سید ابو ظفر ندوی۔ ناشر ایم اے این راجکوٹ والا، لارنس روڈ، کراچی صفحہ ۱۹۰ تا ۱۹۲)۔

۱۱۹۔ مصنف / موقف کتاب ہذا کی ایک نہایت قابل ممانی (نعیم ممانی) نے سنایا کہ علامہ اقبالؒ کسی بزرگ سے ملنے گئے، وہ کسی کام میں مشغول تھے لہذا ملنے سے انکار کر دیا۔ علامہ نے اپنا تعارف نہیں کرایا تھا، پس واپس لوٹ گئے۔ رات ان بزرگ کو حضرت رسول کریم ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”شیفتہ رسول تیرے در پر آیا اور تو نے ملنے سے انکار کر دیا۔“ روتے ہوئے بیدار ہوئے اور تلاش بسیار کے بعد علامہ کی خدمت میں حاضر

ہوئے۔ علامہ یہ خواب سن کر رو پڑے۔ جب طبیعت سنبھلی تو بزرگ نے پوچھا کہ آپ نے مجھے معاف کر دیا تو فرمایا: ہزار بار (اس خواب کی کوئی دوسری سند نہ مل سکی) (غیر مطبوعہ)۔

۱۲۰۔ سردار امیر اعظم خان، سابق وزیر پاکستان ”الاعظم لمیٹڈ کراچی والے“ نے بیان کیا کہ ان کے وطن (میرٹھ، بھارت) کے محلہ قصاباں میں ایک قصائی رہتا تھا۔ اپنے آپ کو قریشی کہتا تھا اور اس کی شہرت اچھی نہ تھی، زانی اور شرابی تھا مگر سخی قسم کا انسان تھا۔ غریب غربا کی مدد کرتا تھا۔ نماز روزہ سے اس کو دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ ایک روز ماہ رمضان شروع ہونے سے پہلے مسجد میں آکر نہایا اور صاف کپڑے پہنے۔ لوگوں نے حیرت کی تو کہنے لگا کہ مجھے حضرت رسول اللہ ﷺ نے بلایا ہے۔ حج کے لیے روانہ ہو گیا اور حج کے بعد مدینہ طیبہ پہنچا جہاں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کا کہنا واقعی سچ ثابت ہو گیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون (غیر مطبوعہ)۔

۱۲۱۔ ایک افغان نوجوان قصور سے حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوا۔ مغرب کے علاقے میں دوران سفر ایک قریہ کی مسجد میں قیام کیا تو امام مسجد سے واقفیت ہو گئی۔ امام نے وقت رخصت کہا کہ جب تم حضور ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کرو تو اس غلام کی طرف سے نہایت ادب اور شوق سے عرض کرنا کہ یا رسول اللہ فلاں شخص آپ ﷺ کی زیارت کا بے حد مشتاق ہے، مگر آپ ﷺ کے ساتھ اس کے دودشمن موجود ہیں جس کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکتا۔ سادہ لوح حاجی اس کے ارادے سے بے خبر حضور اقدس ﷺ کے روضہ نور، علی نور سے مشرف ہوا اور وفائے عہد کے طور پر اس امام جہنم انجام کا پیغام سید خیر الانام ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ وہ اس کے نتائج سے غافل تھا۔ رات خواب میں زیارت سے مشرف ہوا۔ حضور اقدس ﷺ ایک عالی شان محل میں جلوہ افروز ہیں، آپ ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کے گرد حلقہ بستہ بیٹھے ہیں اور حضرات شیخین دائیں بائیں بیٹھے ہیں کہ اسی اثنا میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا مگر آپ ﷺ نے توجہ نہ فرمائی۔ دوسری بار سلام عرض کیا مگر جواب نہ ملا۔ مایوس ہو کر بارگاہ عالیہ میں عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! اس غلام سے کیا غلطی سرزد ہوئی تاکہ استغفار اور توبہ سے معافی حاصل کی جا سکے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے زیادہ اور کیا غلطی ہو سکتی ہے کہ ایک بد طینت میرے صحابہ کو دشمن جانتا ہے اور انہیں برے ناموں سے یاد کرتا ہے اور تم اسے سزا نہیں دیتے۔“ جناب علی کرم اللہ وجہہ یہ سنتے ہی مجلس سے اٹھے۔ ابھی زیادہ وقت نہ گذرا تھا کہ اس بد انجام کا ناپاک سر حاضر کیا۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سلام کا جواب دیا اور بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔ میں بیدار ہوا تو مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور نادام ہو کر معافی کا

خواستگار ہوا۔ اس واقعہ کی تاریخ نوٹ کر لی اور حج سے واپسی پر اسی مسجد میں قیام کیا میں اس بد انجام امام کا حال معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس کے مقتدیوں نے بتایا کہ امام ایک دن دوستوں کے حلقہ میں بیٹھا تھا۔ ناگاہ دیوار سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور امام کا سر کاٹ کر اپنے ساتھ لے گیا۔ حاجی صاحب نے اپنا خواب سنایا اور واقعہ کی تاریخ بتائی یہ واقعہ سن کر گاؤں کے تمام لوگ شیعیت سے تائب ہوئے اور مسلک اہل سنت اختیار کیا (ملفوظات شریفہ صفحہ ۱۰۳ تا ۱۰۴)۔ مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور از حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ (۱۲۰۲ھ بمطابق ۱۷۸۷ء تا ۲۱ ذیقعد ۱۲۷۰ھ بمطابق ۱۸۵۴ء بمر ۶۸ سال بحالت مراقبہ بمقام تصور وصال فرمایا: آپ صدیقی تھے اور حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے مرید تھے۔ یہیں سے خلافت حاصل کی اور اپنے مرشد کے ملفوظات وارشادات جمع کر کے رسالہ ”ملفوظات شریفہ“ مرتب کیا تھا)۔

۱۲۲۔ مولانا خالد رومیؒ روم کے مشہور علماء وفضلا میں سے تھے۔ طلب خداوندی میں وطن سے نکلے۔ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے کمالات سن کر وہلی پہنچے۔ جب پشاور پہنچے تو حضور اقدس ﷺ کی زیارت عالم رویا میں نصیب ہوئی۔ بیدار ہوئے تو لطائف خمسہ کو اپنے سینے میں جاری پایا۔ جو صورت عالم رویا میں پشاور میں دیکھی تھی، وہی وہلی میں دیکھی۔ شاہ صاحب نے آپ پر خصوصی توجہ فرمائی (ملفوظات شریفہ، صفحہ ۸۷ تا ۸۸)۔

دُر المعارف حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے، جسے شاہ رؤف احمد راحت مجددیؒ نے شاہ صاحب کے جانشین شاہ ابو سعید مجددیؒ کی فرمائش پر تحریر کیا تھا۔ شاہ صاحب اپنا نام فقیر عبد اللہ عرف غلام علی لکھتے تھے لیکن عوام میں شاہ غلام علی مشہور ہوئے۔ ۱۱۵۶ھ بمطابق ۱۷۴۳ء بٹالہ (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے اور ۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ بمطابق ۱۸۲۴ء میں دہلی میں وصال فرمایا۔ علوی سادات سے ہیں۔ ۱۱۷۸ھ میں حضرت مرزا مظہر جاں جاناں سے بیعت ہوئے۔ مرزا نجف خان ایرانی تھا۔ (متوفی ۱۷۸۲ء بمر ۴۹ سال بمقام دہلی) اور رافضی تھا۔ ہندوستان آکر مختلف نوابوں کا ملازم رہا۔ جنگ بکسر میں انگریزوں کا ساتھ دیا جس کے صلے میں لارڈ کلایون نے اس کی دو لاکھ روپیہ سالانہ پنشن مقرر کر دی تھی۔ اس کے دور میں شیعیت کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور آپ کے صاحبزادوں پر بڑے مظالم ڈھائے۔ یہ روہیلوں کا جانی دشمن تھا۔ حضرت مظہر جاں جاناں کی خانقاہ روہیلوں کا سب سے بڑا مرکز تھی۔ اس ظالم کے اشارے پر اس کے آدمیوں نے حضرت مظہر جاں جاناں کو گولی مار کر زخمی کر دیا۔ تیسرے دن ۱۰ محرم ۱۱۹۵ھ بمطابق ۱۷۸۱ء آپ نے جام شہادت نوش فرمایا اور حضرت غلام علیؒ آپ کے جانشین مقرر کیے گئے۔

۱۲۳۔ ایک مرتبہ حضرت حسن رسول نما جو نیور تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ قصبہ بہلول میں مقیم رہے۔ وہاں چودھری جلال الدین آپ کا مرید ہو گیا۔ اس نے ایک روز آپ کو خربوزوں کی دعوت دی۔ دریافت فرمایا کہ خربوزوں کے باغ کا کتنا رقبہ ہے؟ کہا ۱۲ بیگھا۔ فرمایا: اگر تین بیگھا حضرت سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کو نیاز کرو تو اس شرط پر چل سکتا ہوں۔ اس نے کہا: ایسا کرنا میرے لیے ممکن نہیں۔ رات خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں کہ ”فلاں شخص جو کچھ کہتا ہے اس پر عمل کرو۔“ چنانچہ علی الصبح چودھری جلال الدین آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خواب بیان کیا اور خود ہی لوگوں کو اپنا باغ لوٹ لینے کی دعوت دے دی۔ جب سب خربوزے لٹ گئے تو حضرت رسول نما نے فرمایا کہ باغ کی زمین کھود ڈالو۔ مٹی میں دہلی کئی اشرفیاں برآمد ہوئیں، جو چودھری جلال الدین کو دے دی گئیں (مناقب الحسن رسول نما ویسی دہلوی یعنی ترجمہ فوارح العرفان مؤلفہ سید محمد ہاشم صاحب خلیفہ سید حسن رسول نما دہلوی بسعی تمام شیخ عمر بخش ایڈوکیٹ ہائیکورٹ، لاہور۔ مطبع گلزار ہند، اسٹیم پریس، لاہور۔ ۱۳۳۹ھ بمطابق ۱۹۲۱ء۔ صفحہ ۲۴ تا ۲۵)۔

۱۲۴۔ حضرت رسول نما بارہ سال نارنول میں رہے۔ ایک رات حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے ارشاد فرمایا: ”بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر شاہ جہاں آباد (دہلی) چلے جاؤ۔“ چنانچہ آپ فوراً دہلی (دہلی) چلے گئے اور بقیہ تمام عمر وہیں گزار دی اور بہت شہرت حاصل کی (مناقب الحسن رسول نما ویسی دہلوی صفحہ ۷۳)۔

۱۲۵۔ حضرت رسول نما کا بیان ہے کہ حضرت اشرف الابرار صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر کے فرمایا کہ ”ایک عرصہ تک اس کی تربیت کرو، اس کے بعد میں خود اس کی تربیت کروں گا۔“ چنانچہ ۲۵ سال حضرت صدیق اکبر نے میری تربیت فرمائی اور اس کے بعد خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنا مرید بنا کر زیر سایہ عاطفت لے لیا (مناب الحسن رسول نما ویسی دہلوی۔ صفحہ ۵۲)۔

۱۲۶۔ ایک مرتبہ حضرت رسول نما کی بیوی کے ہاتھ سے آپ کے حقے کی چلم ٹوٹ گئی۔ آپ نے غل مچا دیا تو بیوی نے کہا اور منگوائے دیتی ہوں، مگر پر نہ مانے۔ رات بیوی کو سرتاج نبی اور سل آپ نے سیدنا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ بیدار ہو کر پاؤں پر گر پڑیں اور کہا: یہ نعمت عظمیٰ جو آپ کی وجہ سے مجھے حاصل ہے اس کا کیسے شکر یہ ادا کروں؟ حضرت رسول نما نے فرمایا: جو میراث ملی ہے وہ اور لڑکی کے جہیز کے کپڑے خیرات کر دو۔ بیوی نے ۱۸ ہزار روپیہ جو میراث میں ملا تھا اور بیٹی کے جہیز کے کپڑے اسی وقت خیرات کر

دیئے اور فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرنے لگیں (مناقب الحسن رسول نماوہیسی دہلوی۔ صفحہ ۶۱)۔
 ۱۲۷۔ ایک مرتبہ پھر حضرت رسول نما کی اہلیہ نے پیغمبر عربی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”شکر کرو کہ ایک ایسے مرد صالحہ کے عقد میں آئی ہو“۔ (مناقب الحسن رسول نماوہیسی دہلوی۔ صفحہ ۶۲)۔

۱۲۸۔ حضرت رسول نما کا ایک اور مخلص خادم میاں لعل محمد تھا جو قدم گاہ (دہلی) کی زیارت شریف کا خادم تھا۔ فقر و سلوک اختیار کر کے تیرہ چودہ سال حضرت رسول نما کی خدمت میں رہا۔ عجیب مکاشفات و حالات حضور پر نور میں بیان کیا کرتا تھا۔ تجلی الہی اور حامل نبوت حضرت رسول اللہ ﷺ کا دیدار اس کو کئی بار ہوا۔ ایک دن بیان کیا کہ میں نے مکاشفے میں دیکھا کہ سرور دو عالم ﷺ مکہ معظمہ میں تشریف رکھتے ہیں۔ چند گھنٹوں تک یہ حالت باقی رہ کر پھر غائب ہو گئی۔ اس قسم کی خوارق عادات حضرت رسول نما کے ہی فیض صحبت کی بدولت حاصل ہوئی تھیں ورنہ دوسروں کو سالہا سال میں بھی یہ سعادت عظمیٰ حاصل نہیں ہوتی (مناقب الحسن رسول نماوہیسی دہلوی۔ صفحہ ۷۲)۔

۱۲۹۔ جامع علوم معقول و منقول میاں جمال خان نے حق سبحانہ تعالیٰ اور حضرت خیر الوری ﷺ کو خواب میں اس طرح دیکھا کہ حضرت رسول نما درمیان میں کھڑے تھے اور ان کے ہاتھ میں نور کا ایک شعلہ تھا، جب ہاتھ کھولتے تو وہ نور ان کے ہاتھ سے نکل کر میرے دل میں داخل ہو جاتا تھا اور اس کو منور کر دیتا تھا اور جب ہاتھ بند کر لیتے تو وہ نور میرے دل سے نکل کر پھر ان کے ہاتھ میں چلا جاتا تھا۔ حضور رسالت مآب ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ”یہ تمہارے ایمان کا نور ہے جو ان کے ہاتھ میں دیا گیا ہے، اگر وہ چاہیں تو یہ نور تمہارے دل میں رہ سکتا ہے اور اگر نہ چاہیں تو یہ نور تم سے زائل ہو جائے“ (مناقب الحسن رسول نماوہیسی دہلوی۔ صفحہ ۱۰۰)۔

۱۳۰۔ جس زمانے میں حضرت رسول نما نارنول میں تھے، آپ کے اکثر مخلصوں کو جمال جہاں آرائے نبوی ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی تھی۔ ملک بیگ نام کا ایک شخص تھا جو اس کا منکر تھا۔ ایک رات وہ بھی اس دولت عظمیٰ سے مشرف ہوا۔ جب وہ حضرت رسول نما کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: جو واقعہ خواب میں تم نے دیکھا ہے اسے تم خود اپنی زبان سے نہ کہو، اُسے میں بیان کرتا ہوں۔ سب ششدر رہ گئے جب ملک بیگ اور آپ کے بیان میں سرمو فرق نہ پایا۔ ملک بیگ اپنے فاسد خیالات سے تائب ہوا اور معافی طلب کی (مناقب الحسن رسول نماوہیسی دہلوی۔ صفحہ ۵۹)۔

۱۳۱۔ میر محمد صالح مولف ”مناقب الحسن رسول نما ویسی دہلوی“ کے خالہ زاد تھے۔ انہوں نے خواب دیکھا کہ اوج آسمان پر ذات باری تعالیٰ ایک انسان کی صورت میں گھوڑے پر سوار تھے۔ اسی طرح حضور سرورد و جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی ایک کثیر تعداد بھی گھوڑوں پر سوار حضرت رسول نما کی شادی کے جلوس میں شریک اور اس کے اہتمام میں مشغول ہیں۔ حضرت رسول نما یہ خواب سن کر آبدیدہ ہو گئے اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی (مناقب الحسن رسول نما ویسی دہلوی۔ صفحہ ۹۹)۔

۱۳۲۔ ایک درویش نے حضرت رسول نما سے آکر کہا کہ جملہ ریاضتیں و وظائف کیے لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب نہ ہوئی۔ یہ سن کر حضرت حسن رسول نما نے فرمایا تم جو کچھ اذکار پڑھنا چاہتے ہو، پڑھو لیکن یہ نیت اس پر اضافہ کرو کہ میں اس ورد کو حسن کی اجازت سے پڑھتا ہوں۔ جب اس نے اس نیت سے ورد پڑھا تو اسی رات اس کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا۔ پتہ چلا کہ حضرت رسول نما سے محض اخلاص رکھنا اس دولت عظمیٰ و نعمت کبریٰ کے حصول کے لیے کافی تھا، چہ جائے کہ کوئی ورد بھی ساتھ کیا جائے (مناقب الحسن رسول نما ویسی دہلوی۔ صفحہ ۱۵۸)۔

۱۳۳۔ ایک مرتبہ حضرت رسول نما نے حضرت سرورد و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ ”تم تھوڑے عرصہ میں اولیس قرنی ہو چاہتے ہو۔“ میں نے عرض کیا کہ میں تو کسی چیز کے قابل نہیں ہوں، البتہ اللہ کا فضل مجھ نالائق پر بہت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکرر اسی قول کا اعادہ فرمایا (مناقب الحسن رسول نما ویسی دہلوی۔ صفحہ ۳۲۸)۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسول نما کو حضرت خواجہ اولیس قرنی کا مرتبہ حاصل تھا، نیز آپ کا اصول حضرت اولیس قرنی کے مشابہ تھا۔ تزکیہ قلب اور اشراق باطن کے واسطے ظاہری تعلیم و تلقین کا کوئی واسطہ نہ تھا۔

۱۳۴۔ حضرت رسول نما نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک منبر پر تشریف رکھتے ہیں۔ منبر کے قریب کھجور کا ایک نہایت اونچا درخت ہے۔ اس درخت کو سہارا دینے کے لیے درمیانی حصہ تک ایک دمدمہ بنایا ہے۔ حضرت شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی انگشت مبارک سے اس درخت کی طرف اشارہ کر کے زبان معجز بیان، فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ یہ درخت اس قدر بلندی تک اس دمدمہ کی مدد سے پہنچا ہے۔ لوگوں نے حضرت رسول نما سے دریافت فرمایا کہ اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مراد ہے؟ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میری تسلی کرنا مقصود تھی یعنی جس طرح اس درخت کو دمدمہ سے مدد ملی ہے اسی طرح تم کو میری تربیت اور نظر رحمت سے علم و مرتبت نصیب ہوگا اور جیسا کہ دمدمہ کی وجہ سے یہ

درخت ہر طرح کے آسیب و آفات سے محفوظ ہے اسی طرح جس کے ہم مددگار ہوں، اس کو ہرگز کسی قسم کا خوف نہیں (مناقب الحسن رسول نماویسی دہلوی۔ صفحہ ۵۳)۔

۱۳۵۔ روح اللہ اپنے زمانے کا بڑا نامور اور ممتاز شخص تھا۔ بادشاہ ہند نے ازراہ عتاب اس کو کابل میں معین کیا۔ اس نے حضرت رسول نما کی خدمت میں آکر صعوبت سفر کا ذکر کیا اور التجا کی کہ آپ توجہ فرمائیں۔ آپ نے دس لاکھ روپیہ نیاز طلب کی، چنانچہ یکا یک بادشاہ نے اس کو واپس بلا لیا۔ ایک مدت بعد حضرت رسول نما نے فرمایا کہ جس وقت میں نے روح اللہ سے دس لاکھ روپے کی نیاز طلب کی، اس وقت مجھے اس کے متعلق کچھ بھی علم نہ تھا لیکن اس کے بعد حضرت رسول اللہ ﷺ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ تشریف لائے ہیں اور اپنا دست مبارک میرے ہاتھ پر مار کر فرماتے ہیں کہ ”ہم نے روح اللہ کو محفوظ رکھا ہے“ (مناقب الحسن رسول نماویسی دہلوی۔ صفحہ ۱۵۸ تا ۱۵۹)۔

۱۳۶۔ ایک عقل مند اور فاضل نوجوان خواجہ لطف اللہ حضرت رسول نما کا عقیدت مند تھا۔ ایک رات اس نے خواب دیکھا کہ حضرت رسول امین ﷺ ایک حویلی میں جلوہ افروز ہیں اور اولیا اللہ کی ایک جماعت بھی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہے۔ اسی اثنا میں یکا یک حضرت حسن رسول نما تشریف لائے، جس پر مخبر صادق شفیق انام ﷺ نے تمام حاضرین سے فرمایا: ”سید حسن آئے ہیں، ان کا استقبال کرو۔“ چنانچہ میں بھی ان کے ساتھ آپ کے استقبال کے لیے کھڑا ہو گیا اور دروازے تک آیا، لیکن ابھی دروازے سے نہیں نکلے تھے کہ میری آنکھ کھل گئی (مناقب الحسن رسول نماویسی دہلوی۔ صفحہ ۱۶۸)۔

۱۳۷۔ حضرت رسول نما نے فرمایا کہ میرے استاد کے متعلقین میں سے ایک شخص پر جن (آسیب) آگیا۔ استاد نے جن کا اثر دور کرنے والے ایک ماہر کو بلایا۔ اس نے دعوت پڑھنا شروع کی اور شاگردوں کو بھی شامل کر لیا۔ مجھے بھی شامل ہونے پر مجبور کیا، جوں ہی دعوت ختم ہوئی مجھے نیند آگئی اور حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص خون ناحق کرے یا اس میں شریک ہو، وہ سخت عذاب میں مبتلا ہوگا۔“ اچانک میری آنکھ کھل گئی اور میں اس مجلس سے اٹھ کر چلا گیا (مناقب الحسن رسول نماویسی دہلوی۔ صفحہ ۱۸۵ تا ۱۸۶)۔

جب تک جن کسی کے قتل کا مرتکب نہ ہو، اس کو مارنا یا جلانا کسی طرح جائز نہیں۔ جو لوگ جنوں کو جلانے کا عمل کرتے ہیں، بہت ہی برا کرتے ہیں اور خون ناحق اپنے ذمے لیتے ہیں۔ جنوں اور پریوں کو اپنے پاس نہ لاؤ، ان کا خون نہ کروور نہ کافر ہو جاؤ گے۔ کوئی حیوان ان

کے نام پر ذبح نہ کرو، ایسا کرنے والا کافر اور اس کی بیوی کو طلاق ہو جاتی ہے۔

۱۳۸۔ حضرت رسول نمائے فرمایا کہ میرے دل میں چند باتوں کی آرزو تھی۔ ایک یہ کہ کسی کے پاس صاحب جمال عورت ہو اور وہ اللہ کی یاد میں مشغول ہونا چاہے تو اس کے دل کی کیا کیفیت ہوتی ہوگی، دوسرے یہ کہ جب انسان کو سانپ کاٹا ہوگا تو اس وقت جسم پر کیا کیفیت گزرتی ہوگی؟ آخر یہ دونوں کیفیتیں میرے اوپر گزریں۔ جب مجھے اپنے اہل خانہ کی وفات کا واقعہ پیش آیا تو میں نے حضرت صادق الوعد الامین علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ فرماتے ہیں: ”تمہارے گھر میں ایک خوبصورت عورت آئے گی۔“ مجھے معلوم ہوا کہ میرے ایک مرید کی بیوی کی ہمیشہ کنواری اور صاحب جمال ہے تو میں نے پیغام بھیجا لیکن لڑکی کے والدین نے سخت کلامی کے ساتھ انکار کر دیا۔ ایک رات اس کے باپ کو خیر الرسل سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ ”اس پیغام کو قبول کر لے۔“ چنانچہ صبح وہ شخص دوڑا آیا اور نسبت کی مبارکباد دی۔ شہر کے تمام حکام شادی میں شریک ہوئے۔ جب وہ لڑکی میرے گھر آئی تو میں اس کے حسن و لفریب پر اس قدر مفتوں ہوا کہ رات دن میری نیند حرام ہو گئی۔ ہر وقت اس کے چہرے پر تکلیف کی بانڈھے رکھتا۔ میں روتا اور کہتا کہ وہ شخص کم بخت ہے جس کی بیوی صاحب جمال ہو کیونکہ وہ بیچارہ اپنی بیوی سے دل لگائے گا یا اللہ کی محبت میں مشغول ہوگا۔ دو سال آٹھ ماہ یہی حالت رہی۔ ایک دن دیکھا کہ ایک شخص نے آسمان سے اتر کر میری بیوی کو چارپائی سے گرا دیا، اس کو فالج ہو گیا اور ابھی تین دن نہ گزرے تھے کہ وہ فوت ہو گئی اور اس کی محبت میرے دل سے نکل گئی، چونکہ حضرت مقصود کائنات علیہ السلام کی بشارت سے مجھے یہ بیوی ملی تھی اس لیے اس کے انتقال کا ملال لاحق تھا۔ اس کے بعد پھر حضرت محسن نوع بشر علیہ السلام نے مجھے بشارت دی کہ تمہارے گھر میں ایک خوبصورت بیوی آئے گی۔ ایک اور جگہ شادی کر لی لیکن جب اسے گھر لایا تو غیب سے آواز آئی کہ معاملہ دگرگوں ہو گیا ہے اور ایک شخص کا نام لیا۔ جب میں بیوی کی طرف جانے لگا تو میرے اور اس کے درمیان ایک حجاب حائل ہو گیا اور اس کی صورت نہ دیکھ سکا۔ پھر قصد کیا تو وہی حالت ہوئی۔ پس میں نے اس کی محبت کا ارادہ ترک کر دیا۔ ایک دن وہ خود میرے پاس آئی لیکن میرے اور اس کے درمیان ایک زینہ حائل ہو گیا۔ میری بیوی یہ دیکھ کر بھاگی اور کانپنے لگی۔ میں نے کہا ٹھہرو لیکن وہ ایک دوسرے مکان میں چلی گئی۔ بعدہ نہ میں اس کے پاس گیا نہ وہ میرے پاس آئی۔ وہ ایک جن تھا، جو مہیب صورت میں ظاہر ہوا (مناقب الحسن رسول نما اولیٰ دہلوی۔ صفحہ ۳۳۱ تا ۳۳۲)۔

دوسری کیفیت کا تجربہ یوں ہوا کہ شکار کے دوران پیر پر سانپ نے کاٹ لیا۔

marfat.com

Marfat.com

عبدالوہاب نامی طبیب جو اپنے فن کا ماہر تھا، مجھے خراطین (گنڈوے۔ کچھوے) گھس کر دو تین دن پلاتا رہا، جس سے زہر معدوم ہو گیا۔ جب غشی ہوتی تھی تو سلطان ذی شان، محبوب سبحانی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار پر انوار ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر دعا پڑھتے (مناقب الحسن رسول نما او ایسی دہلوی۔ صفحہ ۳۳۳)۔

۱۳۹۔ حضرت رسول نما کا آگرہ میں ایک رافضی سے مذہبی مناظرہ ہو گیا۔ آپ نے سختی سے اس کو جواب دیا۔ اس نے غصہ میں کہا کہ صوبیدار سلام خان سے تمہیں کو سزا دلو اوں گا۔ آپ نے فرمایا: میں بادشاہ سے کہہ کر تم کو سزا دلو اوں گا۔ کہنے کو تو کہہ گیا، پھر خیال آیا کہ یا الہی! حضرت امام اعظم سے ہماری عقل اور سمجھ زیادہ نہیں، جو مسلک ہم نے اختیار کیا ہے اگرچہ ہم اس کو حق سمجھتے ہیں پھر بھی حقیقت حال سے بے خبر ہیں، اگر استدلال کریں تو ہر شخص اپنے مسلک کے لیے جداگانہ استدلال کرتا ہے اور سچ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس ہماری دعا ہے کہ جو مسلک تیرے نزدیک پسندیدہ ہو، ہمیں اس پر قائم رکھ۔ اسی فکر میں نیند آگئی۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ ”تیرا ہاتھ ہم نے پکڑ رکھا ہے۔“ اسی حالت میں میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے سمجھ لیا کہ آپ کا یہ فرمانا صریحاً آپ کی رضامندی کی دلیل ہے، ورنہ ظاہر ہے مجھے منع فرما کر کوئی دوسرا مسلک جو آپ کے نزدیک پسندیدہ ہوتا بتا دیتے (مناقب الحسن رسول نما او ایسی۔ صفحہ ۳۳۰)۔

رافضی اہل بیت کی محبت کا دعویٰ ہوتا ہے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالیاں دیتا اور ان سے بغض رکھتا ہے۔ خارجی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طرفدار ہوتا ہے، لیکن اہل بیت سے عداوت رکھتا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ظالم و کافر کہتا ہے۔ اللہ پاک ہمیں رافضی اور خارجی ہونے سے بچائے (آمین) اہل سنت اہل حق ہیں وہ صحابہ کرام اور اہل بیت دونوں کی عزت دونوں سے محبت اور دونوں کی تعریف کرتے ہیں۔

۱۴۰۔ حضرت حسن رسول نما نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ جو شخص تم سے انحراف کرے گا، اس نے مجھ سے انحراف کیا اور جو شخص تمہاری مخالفت کرے گا، وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے گا۔ مؤلف مناقب الحسن رسول نما کہتا ہے کہ ایک دن آپ نے ایک شخص سے بظاہر بلا وجہ روگردانی کی جس کی وجہ سے میرا اعتقاد کسی قدر کمزور ہو گیا اور میں نے دل میں خیال کیا کہ جب آپ کسی کو مرید نہیں کرتے تو آنا نہ آنا برابر ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یکایک فاسد خطرات بارش کی طرح میرے دل پر برسے لگے، ہر چند توبہ و استغفار کرتا مگر لا حاصل، میں سخت غم و اندوہ میں مبتلا ہوا اور روتے روتے سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ ایک وسیع مکان ہے جس میں لوگوں کا اژدھام ہے۔ یکایک ایک شخص سامنے نظر آیا جس کے بغل

میں موزوں کا ایک جوڑا تھا۔ اس نے حاضرین میں سے ایک شخص کو اس طرح خطاب کیا کہ دونوں جہاں کے بادشاہ ﷺ اس مکان میں تشریف فرما ہیں اور یہ موزے آپ ﷺ کے پائے مبارک سے اتارے گئے ہیں۔ اس کے بعد اسی شخص نے ان کو جھاڑا اور جو گرد و غبار ان سے جدا ہوا اس کو بطور تبرک لوگوں میں تقسیم کیا۔ جب میری باری آئی میں نے ہاتھ بڑھایا، لیکن اس نے مجھے یہ کہہ کر ڈانٹ دیا کہ چونکہ تمہارے اعتقاد میں خلل آ گیا ہے پس تم اس تبرک سے محروم رہو گے۔ میں گھبرا کر بیدار ہو گیا اور روتا ہوا حضرت رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس سے پہلے سستی اعتقاد کے دنوں میں آپ کے پاس جاتا تو سلام کا جواب نہ دیتے اور نہ میری طرف التفات و توجہ فرماتے، لیکن اس مرتبہ نہایت عنایت سے پیش آئے اور احوال دریافت فرمایا، اگرچہ میں نے بظاہر اپنے گناہ سے توبہ کا کچھ بھی آپ سے ذکر نہ کیا تھا۔ غرض وہ حالت رفع ہو گئی (مناقب الحسن رسول نما اولیٰ دہلوی۔ صفحہ ۳۳۵)۔

۱۳۱۔ محمد بشیر نے ۱۹۴۷ء میں علی گڑھ یونیورسٹی سے انجینئرنگ کی ڈگری لی اور پاکستان میں محکمہ پی ڈبلیو ڈی (بی اینڈ آر) میں ملازم ہو گئے۔ ۱۹۵۲ء میں جب وہ شیخوپورہ میں ”ایس ڈی او“ تھے، یہ خواب دیکھا:

میں سر اور پاؤں سے ننگا ہوں اور بھاگتا چلا آ رہا ہوں۔ سامنے ایک کمرے کی کھڑکی کھلی ہے، میں اس سے چھلانگ لگا کر کمرے میں داخل ہو جاتا ہوں جہاں سفید لباس میں ملبوس کئی بار لیش بزرگ مثلاً حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی اور مولانا روم وغیرہ بیٹھے ہیں۔ میرا یوں کھڑکی سے چھلانگ لگا کر کمرے میں آنا سب کو سخت معیوب معلوم ہوا اور فرمایا یہ کوئی پلید چیز ہے، اسے باہر نکال دو۔ مجھے ہاتھ پاؤں سے پکڑ کر اٹھا کر باہر پھینک رہے ہیں کہ کمرے کی پشت کی جانب سے ایک دروازہ کھلا، جس سے حضرت رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے۔ میری جانب آپ ﷺ کی پشت مبارک ہے میں آپ ﷺ کا چہرہ انور نہ دیکھ سکا۔ آپ ﷺ کی تعظیم کے لیے سب کھڑے ہو گئے۔ حضور اقدس ﷺ نے اپنا دایاں دست مبارک میرے دائیں کندھے پر رکھ کر زور سے دبا یا اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا: ”اس کو یہاں سے نہ ہٹایا جائے اس کی یہی جگہ ہے“ اور مجھے مجلس میں بٹھا کر تشریف لے گئے۔ میری آنکھ کھل گئی اور وہ صبح کا وقت تھا۔ (غیر مطبوعہ)۔

۱۳۲۔ محمد بشیر ۱۹۶۱ء میں بوجہ بیماری، لاہور کے ایک اسپتال میں تھے کہ یہ خواب دیکھا: میں سمندر کے کنارے خشکی پر کھڑا آسمان کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ یکایک حضور نبی کریم ﷺ عربی لباس میں ملبوس مسکراتے ہوئے ایک لکڑی کے تختے پر کھڑے ظہور فرماتے ہیں۔

آپ ﷺ کا چہرہ انور بوجہ نور چمک رہا ہے۔ آپ ﷺ نے زبان مبارک سے کچھ نہیں فرمایا، بس مجھے دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔ ہوا تیز چل رہی ہے، سمندر میں زبردست تلاطم اور طوفان ہے اور حضرت رسول کریم ﷺ برابر پانچ چھ منٹ مجھے دیکھ کر مسکراتے رہے۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔ ۱۹۵۲ء میں میں نے جو خواب دیکھا اس وقت خواہش کی تھی کہ میں حضور انور ﷺ کا چہرہ اقدس نہیں دیکھ سکا پس اللہ تعالیٰ نے اس دوسرے خواب میں مجھے آپ کا چہرہ مبارک دکھا دیا۔ الحمد للہ (غیر مطبوعہ)۔

یا رب صل وسلم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلہم

۱۲۳۔ مرزا عبدالقادر بیدل ۱۰۵۴ء میں بعہد شاہ جہاں پٹنہ (صوبہ بہار) میں پیدا ہوئے۔ ساڑھے چار سال کے تھے کہ والد مرزا عبدالخالق واصل الی الحق ہوئے اور شفیق چچا مرزا قلندر نے آپ کو آغوش محبت میں لے لیا۔ ابتداً میں تخلص رمزی رکھا بعد کو بیدل۔ پٹنہ (عظیم آباد) چھوڑنے کے بعد ۲۱ سال وہلی، آگرہ اور متھرا کے درمیان چکر لگاتے رہے۔ آخر کار اورنگ زیب کے فرزند شہزادہ اعظم جاہ کی سرکار میں پانصدی منصب پر ملازم ہو کر مستقلاً پر وہلی میں رہنے لگے۔ نواب شکر اللہ خان خاکسار کو بیدل سے بے حد محبت و عقیدت تھی۔ انہوں نے چھ ہزار روپے میں بیدل کے لیے وہلی میں ایک حویلی خریدی اور دو روپیہ یومیہ وظیفہ مقرر کر دیا، جو مرتے دم تک ملتا رہا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب وہلی میں بہترین کاریگر کو پانچ آنہ روز ملتا تھا اور حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی (یعنی دہلوی) جو بیدل کے ہم عصر تھے اور بے حد ممتاز بزرگ، وہ اپنے گھر کا مہینے کا خرچ صرف دو روپے میں چلاتے تھے۔ (اندازہ لگایا آپ نے اس دور کی برکت و خوش حالی کا جب ہر چیز خالص ملتی تھی) بیدل اس حویلی میں ۳۶ برس رہ کر بروز جمعرات ۴ صفر ۱۱۳۲ھ بمطابق ۵ دسمبر ۱۷۲۰ء کو وصال فرما گئے۔ خوش گوئے تاریخ وفات نکالی۔ ”از عالم رفت مرزا بیدل“۔ بیدل کا مرنا گویا ایک جہان کا مرنا تھا۔ علم و فضل، شعر و حکمت، تصوف و اخلاق کا ایک حسین و جمیل پیکر ہمیشہ کے لیے نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ شجاعت و ہمت میں رستم زماں، جذب و سلوک میں بایزید ثانی، اشعار میں مسائل تصوف بیان کرنے کے اعتبار سے حکیم سنائی، فارسی کے ابن العربی، ندرت زبان میں خاقانی، حسن بیان میں سعدی، سوز و گداز میں حافظ، للہیت میں رومی، بلندی کردار میں حکمائے یونان کا مثل۔ ان تمام صفات کے باوصف نہایت منکسر المزاج، سب کا غمگسار، ہر کسی کا دوست اور ہمدرد۔ تمام اشعار کی تعداد ایک لاکھ سے کیا کم ہوگی۔ قصائد، غزل، مثنوی، نعت اور منقبت سب ہی کچھ ہے۔ نثر میں ”چہار عنصر“ اور ”رقعات“ دو مشہور کتابیں ہیں۔

دلی میں دوران قیام بیدل نے ایک رات خواب دیکھا کہ جہاں احدیت کے جمال میں محو ہے، پھر ارواح و اسما کی کیفیات نظر آئیں، اس کے بعد مراتب عقول اور مدارج نفوس کے اسرار کھلے، بروج و ثوابت کی سیر کی، بعد ازاں تزلزلات کا سلسلہ آتش، باد، آب اور خاک پر ختم ہوا۔ عالم جمادات، نباتات اور حیوانات میں سے ہر ایک کی استعداد مریٰ طور پر نگاہوں کے سامنے آئی اور حقیقت انسان واضح ہوئی۔ اس نظارے کے دوران بیدل نے حضور اقدس ﷺ کی ذات گرامی کو سر بالیس دیکھا، اس طرح کہ بیدل کا سر حضور اطہر ﷺ کے زانوئے مبارک پر تھا اور آپ کے سایہ عاطفت میں تمام حقائق کے رموز داہور ہے تھے۔ جب بیدل نے اپنے آپ کو حضور انور ﷺ کی آغوش قدسی میں دیکھا تو سوئے ادب کی بنا پر پانی پانی ہو گیا۔ ہزار جان چاہا کہ اپنا سر آپ کے زانوئے مبارک سے اٹھائے، لیکن وفور شرم و حیا سے وہ بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ سر بدستور کنار رحمت میں رہا، سرور و حضور کا کیا کہنا، تھوڑی دیر بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا اور آپ سے اپنا خواب بیان کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ ہر وقت تیرے احوال پر سایہ فگن رہے گی اور باطن نبوت، تربیت کا دامن کبھی تیرے سر سے نہ اٹھائے گا۔ اپنے خواب کی یہ تعبیر سن کر بیدل اس قدر مسرور ہوئے کہ فرط مسرت سے آنکھ کھل گئی (ماہنامہ اردو ڈائجسٹ، لاہور۔ اکتوبر ۱۹۸۲ء۔ صفحہ ۱۵۸)۔

۱۴۴۔ قاضی محمد ایوب ریاست بھوپال (بھارت) کے قاضی القضاة تھے، نواب صدیق حسن خان کے زمانے میں، جو خود جید عالم تھے۔ قاضی صاحب خواب کی تعبیر بتانے میں بھی شہرت رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک نوجوان نے خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑی جماعت نماز کے لیے کھڑی ہے، جس کے امام نواب صدیق حسن خان صاحب ہیں اور اس کی صف اولیٰ میں حضرت رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ہزاروں لاکھوں آدمی شریک ہیں۔ قاضی صاحب نے خواب سن کر فرمایا کہ نواب صدیق حسن خان صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی نواب صاحب کے انتقال کا اعلان ہوا۔ وہ ایک عرصے سے بیمار چلے آ رہے تھے، تین دن رسماً ماتم رہا، دفاتر بند رہے کہ وائی بھوپال کے شوہر تھے۔ نوجوان نے قاضی صاحب سے خواب کی جب وضاحت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ حضور نبی پاک ﷺ کی موجودگی میں کوئی دوسرا جماعت کی امامت نہیں کر سکتا۔ آپ ﷺ سے جو آگے ہو مردہ ہی ہو سکتا ہے پس میں نے یہ تعبیر دی تھی (خطبات حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب جلد اول، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان)۔

۱۴۵۔ خاتم الخلفاء، امام الاولیاء حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق

اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کرنے کے بعد رات کو جب میں سویا تو حضرت رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر آبدیدہ کھڑے یہ دعا کر رہے تھے: ”اے اللہ! میری امت کے بوڑھوں کو صدیق کے طفیل بخش دے“ (بارغ جنت از حافظ سید عنایت علی شاہ لدھیانوی خلیفہ حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی صفحہ ۳۸۷)۔

۱۳۶۔ مدینہ منورہ میں ایک صاحب نسبت بزرگ نے حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی اور آپ کی طرف سے مفتی محمود صاحب کو ان الفاظ میں پیغام بشارت دیا (عربی پیام کا اردو ترجمہ = میری جانب سے آپ کو سلام کہیں، ہر معاملہ میں اللہ سے قوت و طاقت کے طلب گار ہوں۔ ہمیشہ حق بات کہیں، اللہ تعالیٰ سچ اور حق فرماتا ہے اور وہی صحیح راستے کی رہنمائی کرتا ہے) (قومی ڈائجسٹ ”مفتی محمود نمبر“ فروری ۱۹۸۱ء۔ صفحہ ۱۷۸)۔

۱۳۷۔ مولانا عبید اللہ انور (جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا لاہوری) کو مفتی محمود نے اپنا یہ خواب سنایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ کا روضہ مبارک میرے سامنے کھلا اور اس طرح کہ آپ ﷺ اس میں موجود ہیں۔ میرے اور آپ ﷺ کے درمیان کوئی حجاب نہیں اور آپ ﷺ مجھے بلارہے ہیں۔ مفتی صاحب نے پھر خود ہی اس کی یہ تعبیر بیان کی کہ حضور اقدس ﷺ کا مجھے بلانا اس دنیا سے واپس ہونے کا اشارہ ہے اور آپ ﷺ کے اور میرے درمیان حجاب کا نہ ہونا بھی دوسری دنیا کا نقشہ ہے، جہاں آپ ﷺ کے غلام آپ ﷺ سے بغیر کسی حجاب کے ملتے ہیں۔ مفتی صاحب کو اس سال اپنی موت کا یقین تھا مگر یہ خیال تھا کہ قدرت انہیں فریضہ حج کا ضرور موقع دے گی، جہاں اخروی زندگی کی بہتری کے لیے اس کے گھر جا کر دعائوں گوں گا کیونکہ وہاں ہر دعا قبول ہوتی ہے، مگر موت کے بارے میں ان کی پیش گوئی حج سے پہلے ہی پوری ہو گئی، ان کا کام بھی ختم ہو چکا تھا، انہیں اللہ پاک نے پھر ہمیشہ کے لیے اپنے پاس بلا لیا اور وہ بھی جانے کے لیے بے قرار تھے۔

ع عمر بھر کی بیقراری کو قرار آ ہی گیا (انا لله وانا الیہ راجعون)

دارالعلوم دیوبند (بھارت) سے تکمیل علوم کے بعد اپنے گھر عبدالخلیل اور بعد میں مدرسہ قاسم العلوم، ملتان میں تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی نے ۱۹۳۶ء میں اس کا سنگ بنیاد رکھا تھا اور مفتی صاحب نے ۱۹۵۱ء سے یہاں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ ۱۹۶۳ء تک بالالتزام اور ۱۹۷۵ء تک کسی قدر وقفے سے یہ سلسلہ جاری رہا۔ ۶ ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ بمطابق جنوری ۱۹۱۹ء پیر کی رات پنیالہ میں آپ پیدا ہوئے۔ والد کا نام خلیفہ محمد صدیق تھا، پنیالہ میں آپ کے آباؤ اجداد غزنی سے آکر آباد ہوئے تھے۔ ڈیرہ

اسماعیل خان سے پنیالہ قریب ۴۵ میل دور ہے۔ اس سے سات میل دور ایک چھوٹا سا گاؤں عبدالخیل ہے۔ یہاں سے ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو حج کی نیت کر کے کراچی پہنچے تھے۔ ۱۱ اکتوبر بمطابق ۴ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ بروز دو شنبہ قریب ایک بجے دن کراچی میں وصال فرمایا۔ علما سے باتیں کرتے کرتے یکایک بائیں پہلو صاحبزادہ مولوی محمد بنوری کی گود میں گر گئے۔ ۱۵ اکتوبر کو بذریعہ ہوائی جہاز حج کے لیے روانہ ہونے والے تھے۔ آج تک کسی کو اتنی آسانی سے مرتے نہیں دیکھا (قومی ڈائجسٹ، مفتی محمود نمبر۔ صفحہ ۱۲۰)۔

۱۴۸۔ شوال ۱۳۴۴ھ میں دوسری بار حج کے لیے حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری ثم مدنیؒ کی ہم رکابی میں روانہ ہوئے، مدینہ منورہ میں قیام کا زمانہ ختم ہوا اور رفقا روانگی کی تیاری کرنے لگے تو مولانا محمد الیاس (بانی تبلیغی جماعت) کو عجب بے چینی و اضطراب میں پایا۔ کسی صورت رخصت کے لیے تیار نہ تھے۔ مولانا سہارنپوریؒ نے فرمایا تم ان کے جانے پر اصرار نہ کرو۔ ان پر ایک حالت طاری ہے یا انتظار کرو کہ از خود تمہارے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہو جائیں یا خود چلے جاؤ، یہ بعد آجائیں گے، چنانچہ رفقا چلے گئے۔ مولانا الیاسؒ فرماتے ہیں کہ اس قیام کے دوران مجھے اس کام کے لیے امر ہو اور ارشاد ہوا کہ ہم تم سے کام لیں گے۔ کچھ دن بے چینی میں گزرے کہ میں ناتواں کیا کر سکوں گا؟ کسی عارف نے سنا تو فرمایا کہ پریشانی کی کیا بات ہے، یہ تو نہیں کہا گیا کہ تم کام کرو گے، یہ کہا گیا ہے کہ ہم تم سے کام لیں گے پس کام لینے والے کام لے لیں گے۔ اس بات سے مولانا محمد الیاسؒ کو بڑی تسکین ہوئی اور آپ نے مدینہ طیبہ سے مراجعت فرمائی۔ حرمین شریفین میں پانچ ماہ قیام فرمایا اور ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ کو کاندھلہ واپسی ہوئی (حضرت مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت از مولانا سید ابو الحسن علی ندوی۔ مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد، کراچی نمبر ۱۸۔ صفحہ ۸۴)۔

۱۴۹۔ چراغ سنت از حضرت مولانا سید فردوس شاہ صاحب قسوری پہلی مرتبہ ۶ ربیع الاول ۱۳۷۶ھ بمطابق اکتوبر ۱۹۵۶ء کو شائع ہوئی تھی۔ دیباچہ طبع دوم میں مولف تحریر فرماتے ہیں کہ رسالہ ”چراغ سنت“ ایک وقتی اور فوری ضرورت کے تحت مولف نے قلم برداشتہ ”نذر اولیا“ کی تردید میں لکھا تھا، لیکن حضرات علما کرام اور اہل ذوق عوام کی پسند اور بریلوی عوام اور رسائل کی چیخ پکار اور تردید نے اسے چند دنوں میں وہ مقبولیت اور شہرت عطا فرمائی کہ آج الحمد للہ پاکستان اور ہندوستان کے ہر حلقے اور ہر طبقے سے طبع دوم کے لیے بے شمار مطالبات آچکے ہیں۔ کس زبان سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں کہ ”چراغ سنت“ کی اشاعت کے دوسرے روز اللہ تعالیٰ نے مجھ ناکارہ کو وہ جلیل القدر روحانی انعام عطا فرمایا: جس کی سچی

آرزو ہر مومن کے دل میں تڑپ رہی ہے اور محض فضل الہی کے بغیر اس کا حصول ممکن نہیں: ”من رانی فقد رای الحق“۔ حضور اقدس ﷺ کا یہ دیدار جان بخش ایسی کیفیات مثالیہ کا حامل تھا جس کی تعبیر بس یہی تھی کہ ”چراغ سنت“ ایک خنجر ہے جو بدعت کی کمر میں پیوست ہو چکا ہے۔ فالحمد لله رب العالمین (چراغ سنت اشاعت دوم فروری ۱۹۸۰ء مکتبہ نذیریہ، لاہور۔ صفحہ ۹)۔

۱۵۰۔ حضرت ابوالریاض حافظ شفیق احمدؒ کے پاڑیا نواحی ضلع گجرات (پاکستان) کے رہنے والے تھے۔ گیارہ پشتوں سے اس خاندان میں حافظ قرآن چلے آ رہے ہیں۔ آپ نے اپنے والد ماجد حضرت ابوالشفیق حافظ خیر محمدؒ کے دست حق پرست پر سلسلہ قادریہ میں بیعت کی۔ باقی تین روحانی سلاسل میں بھی مختلف بزرگوں سے فیض حاصل کیا۔ آپ قلیل الکلام، قلیل الطعام اور قلیل المنام تھے (کم خوردن و کم گفتن و کم نختن عادت گیر۔ کم کھانے، کم بولنے اور کم سونے کی عادت ڈالو) روزانہ ایک مرتبہ قرآن مجید کا ختم کرتے تھے اور آپ کا ہر لمحہ یاد الہی میں بسر ہوتا تھا اور بے شمار مرید، جن میں سے صرف لاہور میں ایک ہزار کے قریب تھے، صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ یکم جنوری ۱۹۵۷ء علی الصبح چار بجے محبوب حقیقی سے بلاوا آ گیا اور آپ نے اپنی جان اس کے سپرد کر دی۔ مزار مبارک قبرستان میانی صاحب، لاہور میں ہے۔

گجرات میں گہنانامی ایک شخص رہتا تھا، جو پیروں فقیروں پر جان چھڑکتا تھا۔ ایک دن ایک جعلی پیر کے ہتھے چڑھ گیا لیکن گہنا بہت مخلص تھا۔ اسے اپنے پیر سے بے حد عقیدت و محبت تھی۔ اپنی ساری جائیداد اور زمین اس پر قربان کر دی۔ جب پیر مر گیا تو اس کی قبر پر بیٹھ گیا۔ ایک دن خواب میں حضور انور ﷺ تشریف لائے اور گہنا سے ارشاد فرمایا کہ ”میں نے ایک کاغذ تمہارے تکیے کے نیچے رکھ دیا ہے، اس پر پتہ لکھا ہے وہاں جاؤ۔“ تکیے کے نیچے واقعی کاغذ موجود تھا۔ اس پر حافظ شفیق احمد کا پتہ درج تھا۔ وہ فوراً حافظ صاحب سے ملاقات کے لیے روانہ ہو گیا۔ ادھر حضرت رسول اللہ ﷺ نے حافظ شفیق احمد کو حکم دیا کہ ”گہنا آرہا ہے، ایک سال میں اسے پیر بنا دو۔“ یہ سب اس کے خلوص اور حسن و عقیدت کا نتیجہ تھا۔ ہفتے کا دن تھا اور اس دن آپ عوام سے نہ ملتے تھے، سمجھ گئے کہ یقیناً کوئی راز ہے، تھوڑی دیر بعد گہنا آ گیا، آپ نے اس کی خوب خاطر مدارات کی اور حسب الارشاد اس کی تربیت شروع کر دی۔ چند روز میں گہنا سائیں گہنا ہو گیا اور صرف ایک سال بعد وفات پا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (ماہنامہ ”سیارہ ڈائجسٹ“ لاہور۔ فروری ۱۹۸۳ء۔ صفحہ ۱۱۳ تا ۱۱۶ سے ماخوذ)۔

۱۵۱۔ حضرت شیخ ابوالحسن شاذلیؒ اپنی معروف کتاب ”سراج الجلیل“ میں فرماتے ہیں کہ میں

نے حضرت سرور کائنات ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پاک رکھ کپڑوں کو ناپاکی سے اور رضائے الہی میں قدم مار اور جب تجھے خوف جن وانس سے ہو تو پڑھ ”حسبنا اللہ و نعم الوکیل“ (سورہ آل عمران آیت ۱۷۳، ترجمہ = کافی ہے ہم کو اللہ اور وہ بہت اچھا کار ساز ہے)۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ ”سراجیمیل“ کے نام سے مولانا عبدالصمد رضوی دہلوی نے کیا ہے جس میں آیہ کریمہ ”حسبنا اللہ و نعم الوکیل“ کے بحرب خواص، عملیات و تعویذات ہر مقصد کے واسطے بیان ہیں۔ ناشر = دارالاشاعت۔ مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی)۔

۱۵۲۔ شیخ احمد برہمن اور ان کی بیوی ”تحفۃ الہند“ پڑھ کر مسلمان ہوئے تھے۔ ایک مرتبہ شیخ احمد کو خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت بھی ہوئی تھی (تحفۃ الہند، چوتھا باب۔ صفحہ ۱۲۔ از مولانا عبید اللہ مالیر کوٹلوی، نو مسلم تھے۔ متوفی ۱۳۱۰ھ فیصل کتاب گھر، بلاک ۱۱، سرگودھا) اس کتاب کو پڑھ کر امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی اور دیگر ہزار ہا ہندو اور سکھ مسلمان ہوئے تھے۔ امام انقلاب نے تو اپنا نام بھی عبید اللہ، اس کتاب کے نو مسلم مصنف عبید اللہ کے نام پر رکھا تھا۔

۱۵۳۔ حضرت سیدنا اسد الرحمن قدسی ریاست بھوپال کے مہاجر تھے۔ چکوال کے قریب بھون میں آپ کی خانقاہ ہے اور وہیں وصال فرمایا۔ مصنف / مولف کتاب ہذا تین چار مرتبہ حضرت سے بھون میں ملا اور ساتھ چائے پی۔ آپ کے ایک مرید نے ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۳ء کو مجھے بتایا تھا کہ حضرت کو بحالت بیداری حضرت رسول مقبول ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ آپ حضور ﷺ کے قدموں پر گر گئے اور بعد سلام عرض کیا کہ مجھے کچھ عنایت فرمایا جائے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”قرآن اور حدیث میں سب کچھ موجود ہے۔“ عرض کیا کوئی خاص چیز مجھے عنایت ہو۔ اس پر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ہر کام کے لیے پڑھا کرو: ”اللہم یا سلام سلّم“۔ (ترجمہ = اے اللہ اے سلامتی عطا کرنے والے حضور ﷺ پر سلامتی (رحمت) بھیج اور مجھے بھی سلامتی سے نواز) ایک عورت آپ کے پاس اپنے میاں کا شکوہ کرتے ہوئے آئی۔ اس سے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد ایک تسبیح ”اللہم یا سلام سلّم“ پڑھ لیا کرو۔ اس کے دل کو لگی تھی، روزانہ کئی ہزار بار یہی پڑھنے لگی۔ صرف دس دن میں آوارہ شوہر جو دوسری عورتوں کے پیچھے بھاگتا تھا، تکلا سا سیدھا ہو گیا (غیر مطبوعہ)۔

۱۵۴۔ مسعود العالمین، اغیاث الہند حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ اپنی تصنیف ”سر العبودیت“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۲۵ رمضان المبارک ۶۵۰ھ شب جمعہ، بعد نماز تہجد میں

نے خواب میں اپنے پیر و مرشد قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کو ارشاد فرماتے دیکھا کہ مخدوم علی احمد کو جلد ہمراہ لے چلو۔ بر بنائے عجلت میں نے عالم مثال ہی میں انہیں اپنے ہمراہ لے لیا اور حضرت پیر و مرشد کے عقب میں روانہ ہوا۔ تھوڑی ہی دیر میں عالم ملکوت سے عالم جبروت میں گذر ہوا، جہاں چاروں طرف نور کا عالم تھا اور ایک عالی شان دربار میں حضرت رسول اللہ ﷺ کو رونق افروز دیکھا۔ میرے پیر و مرشد نے مجھے اور علی احمد صابر کو حضور اقدس ﷺ کے روبرو پیش کیا تو آپ ﷺ نے علی احمد صابر کی پشت کی جانب دائیں شانے پر بوسہ دے کر فرمایا: ”ہذا ولی اللہ“۔ پھر اس جگہ مبارک باد کی آوازوں کی گونج سے میں بے اختیار جاگ گیا، باہر نکل کر دیکھا تو لیلۃ القدر کے تمام آثار نظر آئے۔ میں علی احمد صابر کے حجرے کی طرف گیا تو دیکھا کہ خلاف معمول حجرے کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور انوار کی بارش ہو رہی ہے اور مخدوم علی احمد صابر عالم استغراق میں ہیں اور جو عالم جبروت میں میں نے دیکھا تھا اسی طرح ہو رہا تھا۔ تمام رُقباء، نقباء، نُجباء، ابدال، اقطاب، اغیاث، رجال الغیب اور بادشاہ جنات آ کر مخدوم علی احمد صابر کی مہر ولایت کو بوسہ دے دے کر ”ہذا ولی اللہ“ کہہ رہے ہیں اور مجھے مبارک باد دے رہے ہیں (سر العبودیت) (تذکرہ انوار صابری از حاجی محمد بشیر انبالوی صفحہ ۸۳ تا ۸۶۔ شیش محل روڈ، انبالہ بک بائینڈنگ ہاؤس، لاہور)۔

حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر بن سید عبدالرحیم کی والدہ محترمہ بی بی ہاجرہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کی حقیقی ہمشیرہ تھیں۔ حضرت مخدوم صابرؒ ۱۹ بیج الاول ۵۹۲ھ شب پنج شنبہ بوقت نماز تہجد پیدا ہوئے تھے اور ۱۰ جمادی الثانی ۶۹۹ھ بروز چہار شنبہ بعد نماز عصر وصال فرمایا۔ سلسلہ چشتیہ صابریہ آپ ہی سے جاری ہوا۔ کلیر شریف (ضلع سہارنپور، یوپی، بھارت) میں آپ کا شاندار روضہ مرجع خلائق ہے۔ تذکرہ انوار صابری آپ کے حالات زندگی پر ایک نہایت حسین و جمیل کتاب ہے، جس کو دیکھ کر اور پڑھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔

۱۵۵۔ بھلوال ضلع سرگودھا سے ایک مریض لکھتا ہے: چار سال سے مرض بھکندر (Fistula) میں مبتلا ہوں۔ پاخانہ کی جگہ دونوں جانب ناسور ہے جس سے ہر وقت پیپ رستی رہتی ہے، کبھی کبھی خون بھی آجاتا ہے، کافی علاج کئے کوئی آرام نہیں، زندگی عذاب بن چکی ہے، براہ کرم کوئی دوا، عمل، دعا، وظیفہ غرض جو بھی مناسب سمجھیں تجویز فرمائیں تاکہ اس مصیبت سے نجات حاصل ہو۔

جواب = نیم کی لکڑی جلا کر کوئلہ بنا لیں اور اس کو اس قدر پیسیں کہ سرمہ بن جائے، کوئی ذرہ باقی نہ رہے، سرمہ کی طرح اس باریک سفوف میں شہد ملا کر مرہم بنا لیں اور

رات سوتے وقت ناسور پر لگا لیا کریں۔ یہ نسخہ میرے ایک عزیز کو حضور اکرم ﷺ نے خواب میں عنایت فرمایا تھا، جس سے ان کو آرام آ گیا تھا (روحانی ڈائجسٹ، صفحہ ۱۰۶ تا ۱۰۷۔ کراچی۔ جلد ۱۰ شماره ۱۰۔ جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ بمطابق مئی ۱۹۷۹ء مدیر اعلیٰ جناب خواجہ شمس الدین عظیمی۔) (بشکر یہ جناب واحد رضا شمشی)۔

۱۵۶۔ شیخ محمد علی حکیم الترمذی پر ایک شخص اعتراض کیا کرتا تھا۔ آپ کا ایک مکان بغیر دروازے کے تھا، جب آپ حج سے واپس آئے تو گھر میں ایک کتیا نے بچے دے رکھے تھے۔ آپ نے اسے اپنی مرضی سے نکالنا نہ چاہا کہ خود نکل جائے تو بہتر ہے۔ آپ اس روز ۸۰ مرتبہ اس کتیا کے پاس گئے کہ شاید خود اٹھ کر چلی جائے اور اس کے بچوں کو تکلیف نہ ہو۔ اسی رات اس معترض شخص کو حضور انور ﷺ نے خواب میں فرمایا: ”تو ایسے شخص کی برابری کرتا ہے، جس نے ایک کتیا سے ۸۰ مرتبہ نرمی برتی، اگر تو ابدی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے تو جا کر اس کی خدمت کر۔“ وہ زاہد شخص محمد علی حکیم کے سلام کے جواب دینے کو بھی باعث شرم سمجھتا تھا، لیکن پھر اس نے تمام عمر شیخ صاحب کی خدمت میں بسر کر دی (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۴۱۹۔ از عطا الرحمن صدیقی دہلوی۔ کشمیری بازار، لاہور ۱۱۲ اپریل ۱۹۲۵ء)۔

شیخ محمد علی حکیم الترمذی صاحب اسرار و کشف تھے۔ حکمت میں اعلیٰ درجے پر تھے، چنانچہ حکیم الاولیاء کہلائے جاتے تھے۔ آپ نے ابو تراب خضرویہ اور ابو عبد اللہ جلا ابن جلا کی صحبت حاصل کی تھی اور حضرت یحییٰ معاذ سے باتیں کی تھیں۔ آپ کی تصانیف بے شمار ہیں۔ ترمذ میں کوئی شخص آپ کی باتوں کو سمجھ نہ سکتا تھا اور اہل شہر سے آپ چھپے رہتے تھے۔ بقول صاحب سفینۃ الاولیاء آپ کا وصال ۲۵۵ھ میں ہوا۔ جمعہ کا دن تھا، صاف کپڑے پہنے جامعہ مسجد جارہے تھے کہ لونڈی نے غلاظت سے بھرا تھاں اوپر سے آپ کے سر پر ڈال دیا، غصہ آیا مگر پی گئے۔ اسی وقت حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا، جنہوں نے کہا اس تحمل کی وجہ سے تم نے مجھے دیکھا۔ اس قدر ادب تھا کہ کبھی اہل و عیال کے سامنے ناک تک صاف نہ کرتے تھے۔

۱۵۷۔ شیخ محمد علی حکیم الترمذی نہایت حسین اور وجیہہ جوان تھے۔ آپ کی خواہش ایک مالدار عورت نے کی، مگر آپ نے توجہ نہ دی۔ بڑھاپے میں ایک روز سوچنے لگے کہ کاش میں اس عورت کی حاجت روائی کر کے بعد میں توبہ کر لیتا، پھر خود ہی افسوس کیا کہ اب بڑھاپے میں گناہ نہ کرنے پر افسوس ہے۔ تین روز غمگین بیٹھے رہے کہ اس عمر میں ایسا خیال کیوں آیا؟ چوتھے روز حضور اقدس ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”تو غم نہ کر، کیونکہ اس وجہ سے تجھ سے باز پرس نہیں ہوگی۔ جو کچھ تو نے دیکھا ہے، یہ ہماری مدت

مفارقت کی زیادتی کی وجہ سے ہے نہ یہ کہ تیری صفت میں نقصان آگیا ہے (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ ۴۲۰)۔

۱۵۸۔ دس بارہ ضخیم جلدوں میں ”درس قرآن“ کے مولف مولانا محمد احمد، کراچی کا مفصل خط بتاریخ ۱۴ ستمبر ۱۹۸۱ء میرے سامنے ہے، جس میں آپ نے ڈاکٹر عبدالحی صاحب (خلیفہ ارشد حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ) کی نہایت مقبول تالیف ”معمولات یومیہ“ کی نسبت ایک خواب جو ایک بزرگ نے ڈیرہ اسماعیل خان میں دیکھا تھا، بیان کیا ہے اور جو کچھ اس طرح ہے:

رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ مسجد نبوی ﷺ میں متعدد اکابر معتکف ہیں جن میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ بھی ہیں۔ ڈاکٹر مولانا عبدالحی ستون توبہ کے پاس ”استغفار“ کی اہمیت پر تقریر کر رہے ہیں۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے پاس مجمع کثیر ہے اور کتاب ”معمولات یومیہ“ کثیر تعداد میں آپ کے سامنے رکھی ہے۔ حضور اقدس ﷺ حجرہ مبارکہ سے باہر تشریف لا کر مولانا گنگوہیؒ اور مولانا تھانویؒ کے درمیان تشریف فرما ہو جاتے ہیں۔ معتد اکابر نے حضور انور ﷺ سے مصافحہ فرمایا۔ اتنے ہی میں ڈاکٹر عبدالحی صاحب بھی آ کر آپ ﷺ سے مصافحہ کرتے ہیں۔ حضور اطہر ﷺ آپ کو دعایتے ہیں اور کتاب ”معمولات یومیہ“ اٹھا کر ڈاکٹر صاحب سے فرماتے ہیں کہ ”آپ نے یہ کتاب بہت اچھی لکھی ہے، اس کتاب میں امت کے فائدے اور روحانی کامیابی مضمون ہے۔“ پھر مولانا اشرف علی تھانویؒ کو مخاطب کر کے فرمایا: ”اشرف یہ کتاب تقسیم کر دو، مسلمانوں کو دو جہاں میں کامیابی نصیب ہوگی، اگر عقیدت و محبت سے پڑھتے اور عمل کرتے رہے“..... خاتمہ پر صاحب خواب لکھتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے حکم سے کتاب ”معمولات یومیہ“ کی تقسیم حضرت تھانویؒ نے شروع فرمائی اور جب صاحب خواب کو کتاب دی اور انہوں نے ہاتھ بڑھا کر کتاب پکڑی تو آنکھ کھل گئی اور یوں خواب ختم ہوا۔

۱۵۹۔ ایک مرتبہ شیر شاہ سوری نے خواب میں دیکھا کہ دربار نبوی (ﷺ) میں حاضر ہے اور بادشاہ ہمایوں بھی وہاں موجود ہے۔ حضرت رسول اقدس ﷺ نے تاج شاہی ہمایوں کے سر سے اتار کر شیر خان کے سر پر رکھ دیا اور ارشاد فرمایا: ”شیر شاہ! عدل و انصاف سے حکومت کرنا“ (ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ، لاہور، صفحہ ۱۶۳۔ مئی ۱۹۸۲ء)۔

شیر خان بابر کے عہد میں ایک معمولی سردار تھا۔ اس کے بیٹے ہمایوں کے عہد میں بھی اس کے دربار میں شامل رہا۔ ایک دن جشن نور روز میں ہمایوں مینار تغلق پر جلوہ افروز تھا کہ اپنی فوج کی کثرت دیکھ کر ہمایوں کے منہ سے بے اختیار نکلا: ”اِس قدر لشکر کہ من دارم

خدا داشتہ باشد (جتنا لشکر میرے پاس ہے، خدا ہی کے پاس ہو تو ہو)۔ یہ پر غرور الفاظ سن کر شیر خان کی غیرت دینی نے جوش مارا اور وہ بولا: ”از امروز مرا ہریے تو بر من حرام شد“ (آج سے میرا تیرے ساتھ رہنا حرام ہے)۔ یہ کہا اور نماز کے بہانے مینار سے اتر اور گھر جا کر اپنے بھائیوں سے کہا: اپنے گھوڑے اور آدمی تیار کرو، آج سے شاہ ہمایوں کی ہمراہی مجھ پر حرام ہے کیونکہ اس کی زبان سے میں نے کلمہ کفر سنا ہے۔ اس کے بعد وہ ہمایوں سے برابر برسر پیکار رہا اور بالآخر اسے شکست دے کر تخت سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ ایک مرتبہ ہمایوں کا فرستادہ سلطان الہند شیر شاہ سوری کے پاس آیا۔ اس نے دیکھا کہ شیر شاہ اپنے سپاہیوں کے ساتھ خندق کھودنے میں مصروف ہے، ڈاڑھی اور سر کے بال گرد آلود ہیں اور سنت نبوی ﷺ کی پیروی ہو رہی ہے۔ قاصد نے ہمایوں سے آکر کہا: ”آپ شیر خان سے عہدہ بر آ نہیں ہو سکتے۔“ بادشاہ جہانگیر کے عدل و انصاف کے واقعات کی طرح شیر شاہ سوری کے عدل و انصاف کے واقعات بھی مشہور ہیں۔ شیر شاہ سوری، سلطان الہند نے ۱۲ بیج الاول ۹۵۲ھ کو وفات پائی۔ انا لله وانا اليه راجعون۔ ہمایوں سلطان الہند ۱۲ بیج الاول ۹۶۳ھ کو مغرب کی اذان سن کر اترنے لگا تو زینے سے گرا اور چند دن بعد وفات پا گیا۔

شیر شاہ سوری ہندوستان کا مثالی بادشاہ تھا، جس نے صرف ساڑھے پانچ سال کی قلیل مدت حکومت میں حیرت انگیز کارنامے کر دکھائے۔ امن و امان کا یہ عالم کہ ایک بڑھیا جنگل میں تن تنہا اپنا مال و متاع لے کر سفر کرتی اور پوری سلطنت میں اسے کوئی گزند پہنچانے والا نہ ہوتا۔ وہ فرمایا کرتا تھا: ”بڑا آدمی وہ ہے جو اپنے اوقات کی قدر کرے اور انہیں ضروری امور میں صرف کرے۔“ شیر شاہ سوری کی بنائی ہوئی گرینڈ ٹرنک روڈ (جی ٹی روڈ) کے نام سے آج بھی مشہور ہے جس کی مسافت تین ہزار میل ہے۔ ہر دو میل کی مسافت پر ایک سرائے (مسافر خانہ) تعمیر کرائی جس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے لیے کھانے کا علیحدہ انتظام ہوتا۔ ہر دو میل پر ایک مسجد جس میں بااختواہ مؤذن، امام اور ایک قاری ہوتا تھا۔ ہر مسافر خانے میں دو گھوڑے ڈاک کے لیے متعین ہوتے جو ہر روز ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک خبریں پہنچاتے۔ شاہراہ کے دونوں طرف سایہ دار اور پھلدار درخت تھے۔ یہ اس زمانے کا کارنامہ ہے جب آج کی سی محیر العقول ایجادات نہ تھیں۔ جہاں برسوں کا کام مہینوں اور مہینوں کا کام دنوں میں ہوتا ہے۔ اس کے قبضے میں جنات نہ تھے، الہ دین کا چراغ نہ تھا بلکہ نیک نیتی اور خدمت کا جذبہ تھا۔ خلوص تھا جس نے راستے کے جنگلات صاف کر دیئے اور شاہراہ کی ندیوں اور نالوں پر پل تعمیر کرنا آسان بنا دیئے۔ شیر شاہ نہ صرف عدل و انصاف اور مظلوموں کا

فریاد رس تھا بلکہ وہ نہایت نیک، دیندار، باجماعت نماز ادا کرنے والا، تہجد گزار اور قیام لیل کا پابند تھا۔ احسان دانش نے اپنے اس شعر میں حکمرانی کرنے کا گڑ بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

اس پہ لازم ہے محمد (ﷺ) کی غلامی دانش جس کی تحویل میں مخلوق خدا دی جائے
معا جلیل مانگپوری کی غزل کا ایک شعر یاد آ گیا جسے میں نعتیہ شعر کہتا ہوں۔ فرماتے ہیں:
نگاہ برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں وہ آدمی ہے مگر دیکھنے کی تاب نہیں
مولای صل و سلم دائماً علی حبیبک خیر الخلق کلہم

۱۶۰۔ اللہم صل و سلم علی سیدنا محمد بن الذی ہو ابھی من الشمس والقمر و صل و سلم علی سیدنا محمد عدد حسنات ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و صل و سلم علی سیدنا محمد عدد نبات الارض و اوراق الشجر۔

ترجمہ = اے اللہ صلاۃ و سلام بھیجئے ہمارے آقا محمد (ﷺ) پر، جو سورج اور چاند سے زیادہ روشن ہیں اور صلاۃ و سلام بھیجئے ہمارے آقا محمد (ﷺ) پر، ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیکیوں کی تعداد کے برابر اور صلاۃ و سلام بھیجئے ہمارے آقا محمد (ﷺ) پر، زمین کی نباتات اور درختوں کے پتوں کی تعداد کے برابر۔

مذکورہ بالا درود شریف حضرت شیخ علی نور الدین الشوئی کا مرتب کردہ ہے جسے آپ اسی برس جامع الازہر میں حضرت رسول اللہ (ﷺ) کے درودوں کی مجلسوں میں پڑھتے رہے۔ آپ کی حیات میں اور بعد وصال اطراف مصر، یمن، شام، بیت المقدس، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں اس درود شریف کی شہرت پھیل گئی اور یہ ”مصباح الظلام“ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ حضرت شیخ امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے مصر کی ایک شارع عام پر کسی کو صدا دیتے سنا، جب کہ میں سو رہا تھا کہ حضرت رسول اللہ (ﷺ) حضرت شیخ علی نور الدین شوئی کے پاس تشریف فرما ہیں، جو آپ (ﷺ) کو دیکھنا چاہے وہ شیخ نور الدین شوئی کے مدرسہ سیوفیہ میں جائے۔ پس میں خواب میں دوڑتے ہوئے مدرسہ پہنچا، دروازے پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پایا، میں نے انہیں کو سلام کیا اور اندر چلا گیا۔ دوسرے دروازے پر حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظر آئے، ان کو بھی سلام کر کے اندر کی طرف بڑھ گیا۔ تیسرے دروازے پر ایک شخص کو دیکھا جنہیں پہچان نہ سکا۔ جب حضرت شیخ شوئی کے حجرہ شریف کے دروازہ پر پہنچا تو میں نے حضرت شیخ شوئی کو تشریف فرما پایا، لیکن حضرت رسول اللہ (ﷺ) کو نہیں دیکھا۔ میں حضرت شیخ شوئی کے سامنے مہبوت کھڑا رہ گیا اور آپ کے چہرہ کو غور سے دیکھا رہا۔ اتنے میں سرور دو عالم (ﷺ) کے رخسار مبارک اور پورے

جسم اقدس کو، صاف و شفاف پانی کی سطح پر جس طرح صورت چمکتی ہے، میں نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا۔ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے مجھے مرحبا فرمایا اور اپنے طریقے کی کچھ باتیں بطور وصیت و نصیحت مجھ سے فرمائیں، اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے فوراً حضرت شیخ نور الدین شوئی کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ پورا خواب سنا دیا۔ حضرت شیخ شوئی نے یہ سن کر فرمایا: اللہ کی قسم! آج جیسی خوشی و مسرت مجھے زندگی بھر نصیب نہیں ہوئی۔ بعدہ زار زار رونے لگے اور اس قدر آنسو بہائے کہ ان کی ریش مبارک سے قطرے ٹپکنے لگے (تحفہ درود شریف: صل علی محمد ﷺ) مؤلفہ واعظہ سحر البیان شیخ الحدیث حضرت علامہ حبیب البشر خیری رنگون۔ صفحہ ۱۲۶ تا ۱۲۸۔ مرکزی مجلس رضا، نعمانیہ بلڈنگ، اندرون نکسالی گیٹ، لاہور۔

(میں اس کتاب مستطاب کے لیے جناب پروفیسر محمد سرور شفقت اور ان کے صاحبزادے جناب زاہد سرور قادری کا شکر گزار ہوں)۔

۱۶۱۔ ۵ نومبر ۱۹۸۳ء کو کراچی سے گوہر بانو (بیگم ایڈمرل (ر) مظفر حسن صاحب) لکھتی ہیں کہ یہ ستمبر کے دوسرے ہفتے کا خواب ہے، نہایت مختصر مگر اس قدر مبارک کہ اپنی قسمت پر خود بھی یقین نہیں آتا، دیکھا کہ ایک کمرہ ہے، حضور اقدس ﷺ ایک کرسی پر تشریف فرما ہیں، آپ ﷺ کے ایک ہاتھ میں ایک سکتہ ہے جو چوٹی کے برابر اور زنگ آلود ہے، مجھے وہ دکھا کر بیٹی کہہ کر کچھ سمجھا رہے ہیں اور میں نہایت ادب سے سامنے کھڑی ہوں۔ چند ساعت بعد کمرے سے باہر نکل جاتی ہوں اور باہر نکلتے ہی دل خوشی سے بے قابو ہو جاتا ہے کہ ہمارے سرکار (ﷺ) نے مجھے بیٹی کہہ کر خطاب فرمایا ہے (بس اور تفصیل اس خواب کی ذہن سے نکل گئی ہے) (غیر مطبوعہ)۔

محترمہ لکھتی ہیں بارہ سال پہلے ۱۹۷۱ء میں حج کیا تھا، جو جمعہ کا تھا۔ اب ۱۹۸۳ء میں پھر حج کیا، یہ بھی جمعہ کا ہے۔ آپ کے بڑے بیٹے عبدالرحمن ناصر نے بھی یہ حج کیا، مبارک ہو۔ (افسوس کہ ۱۸ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ بمطابق ۲۱ جولائی ۲۰۰۰ء بروز جمعہ بوقت صبح ۸ بجے بمقام کراچی بھر پچاس سال میرا یہ بیٹا بھی مجھے داغ مفارقت دے گیا۔ انا لله و انا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کی قبر کو جنت کی کیاری بنا دے اور ہم پس ماندگان، مرحوم کی بیوہ اور تینوں بیٹوں (عبد اللہ، عبید اللہ، عباد اللہ) کو صبر جمیل عطا فرمائے اور خوب پروان چڑھائے، آمین ثم آمین۔ مرحوم نے اگلے سال ۱۹۸۴ء میں اپنی والدہ مرحومہ مرضیہ خاتون کی جانب سے بھی حج کیا تھا۔ اللہ پاک قبول فرمائے)۔ تین سال قبل چھوٹا بیٹا عبدالرحیم یا سر بھر

۳۰ سال لاہور میں حادثے کا شکار ہو چکا ہے۔ مرضی مولیٰ ازہمہ اولیٰ۔

۱۶۲۔ اللہم صل و سلّم علی سیدنا محمد قد ضاقت حیلتی ادر کنی یا رسول اللہ ﷺ (ترجمہ = اے اللہ صلاۃ و سلام بھیج ہمارے آقا محمد ﷺ پر، میرے تمام حیلے اور کوششیں ناکام ہو چکی ہیں، اے اللہ! حضرت رسول اللہ ﷺ کے صدقے میری مدد فرمائیے)۔

شیخ ابن عابدین اپنے شیخ سید محمد شاکر العقاد دمشقی سے نقل فرماتے ہیں کہ مفتی دمشق شیخ علامہ حامد آفندی العمادی کو بادشاہ وقت کے بعض وزیروں نے قید کرنے کا ارادہ کیا۔ مفتی صاحب اس خبر سے سخت پریشان ہوئے۔ رات عالم پریشانی میں جو سوئے تو حضرت رسول معظم ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان کو تسلی دی اور مذکورہ بالا درود شریف عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا: ”جو کوئی اس کا ورد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف اور غم کو رفع فرمادے گا۔“ مفتی صاحب بیدار ہو کر اس کا ورد کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے وزیروں کے خیالات بدل ڈالے اور وہ جو مقلب القلوب بھی ہے، اس نے وزیروں کی بیدردی کو ہمدردی میں تبدیل فرما کر مفتی صاحب کو سکون عطا فرمادیا۔ شیخ مذکور نے مزید فرمایا کہ ان کو ایک مرتبہ بڑی مصیبت پیش آئی تو انہوں نے چلتے چلتے اس درود پاک کا ورد شروع کر دیا۔ ابھی سو قدم سے زیادہ طے نہ کیے تھے کہ مسبب الاسباب نے ان کی مصیبت رفع فرمادی۔

شیخ ابن عابدین فرماتے ہیں کہ دمشق میں ایک بار زبردست بلوہ ہوا تو میں نے مذکورہ بالا درود پاک کا ورد شروع کر دیا۔ ابھی دو سو مرتبہ ہی پڑھا تھا کہ ایک آدمی نے آکر مجھے مطلع کیا کہ فتنہ فساد نے دم توڑ دیا ہے۔ میرے اس بیان کا اللہ گواہ ہے (تحفہ درود شریف: صل علی محمد ﷺ) صفحہ ۱۳۹ تا ۱۴۰)۔

۱۶۳۔ پاکستان کے مشہور و معروف پبلشر ”فیروز سنز، لاہور“ کے بانی حضرت مولانا فیروز الدین کو دو مرتبہ خواب میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی شبیہ مبارک نظر آئی، مگر دونوں مرتبہ صورت مبارک میں فرق تھا۔ حضرت مولانا نے میاں غلام باری سجادہ نشین حضرت اخوند رامپوری جو شریعت و طریقت کے رموز و غوامض کو بہت اچھی طرح جانتے تھے، سے اس کی وجہ دریافت فرمائی اور یہ بھی کہا کہ میں نے حدیث پاک پڑھی ہے کہ شیطان حضرت رسول اللہ ﷺ کی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ اس پر میاں صاحب نے فرمایا کہ یہ ٹھیک ہے مگر انسانی خیال تو صورت بنا لیتا ہے۔ زیارت کی پوری تسلی جب ہوتی ہے کہ انسان خواب سے بیدار ہو تو اپنے بستر اور تنفس میں خوشبو محسوس کرے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے بھی یہی معیار زیارت مقرر فرمایا ہے۔

حضرت رسول نما او یسی دہلوی فرماتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ کے دیدار سے مشرف ہونا ایک عظیم سعادت ہے۔ شیطان کے لیے آپ ﷺ کی صورت میں نمودار ہو کر دھوکہ دینا ممکن نہیں کیونکہ وہ مبدأ ضلالت ہے اور آنحضرت ﷺ سرچشمہ ہدایت ہیں۔ دونوں میں تضاد اور منافات ہے لیکن اللہ تعالیٰ دونوں صفات کا جامع ہے۔ پس کوئی خدائی کا دعویٰ کرے تو اس سے خارق عادت کا ظہور ہونا ممکن ہے، لیکن اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ معجزہ ہرگز نہیں دکھا سکتا۔

امام محی الدین نووی فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کو دیکھنا خواہ کسی لباس یا صفت میں جلوہ فرما ہوں، آپ ﷺ ہی کو دیکھنا ہے۔ دیکھنے والے نے آپ ﷺ ہی کو دیکھا۔ آپ کی ذات گرامی تحقیقی صورت اور تمثیلی صورت دونوں میں ایک ہے۔ تغیر صفات یا تغیر صورت سے تغیر ذات لازم نہیں آتا۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی زیارت کسی حالت میں بھی باطل اور غلط نہیں ہو سکتی، خواہ آپ ﷺ اپنی اصلی صورت کے علاوہ کسی اور صورت میں نظر آویں اس لیے کہ شکل بھی منجانب اللہ تعالیٰ بنائی جاتی ہے (جمع الوسائل مصنف ملا علی قاری۔ جلد ۲ صفحہ ۲۹۸)۔ ۱۶۴۔ جس نے ایمان کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی اس پر دوزخ حرام ہوئی اور آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنا بمنزلہ بیداری کے ہے۔

مولانا حکیم محمد یسین ابن مولانا واحد بخش ساکن کرم علی والہ تحصیل شجاع آباد فرماتے ہیں کہ میرے مربی مرشدی و ہادی پیر طریقت حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلولی ثم شجاع آبادی نے فرمایا کہ اتباع شریعت پر عمل کرنے سے خود بخود زیارت پاک کا شرف حاصل ہو جائے تو یہ سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل ہے۔ اس کے بعد عملیات کے ذریعہ استقامت علی الدین لازم پکڑے۔ چنانچہ اسی مضمون کے تحت خاتم الحمد ثین حضرت سیدنا مولانا محمد انور شاہ کاشمیری کو جس دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نہ ہوتی تھی تو آپ بیمار ہو جاتے تھے اور لوگ آپ کی بیمار پرسی کے لیے آتے تھے۔ یہ سب اتباع شریعت کا ثمر تھا۔ پس جس دن آپ نے وصال فرمایا تو آسمان سے رونے کی آواز سنی گئی۔ سبحان اللہ (ضمیمہ ”شمس المعارف“ مرتبہ مولانا حکیم محمد یسین خواجہ۔ صفحہ ۶۲۲ تا ۲۲۳۔ ناشر = دارالاشاعت، کراچی)۔

۱۶۵۔ سید محمد کرمائی مدت تک حضرت گنج شکر کی خدمت میں رہے جہاں حضرت نظام الدین اولیاء سے بھی رابطہ بڑھ گیا، مگر کسی وجہ سے ان دونوں کے دلوں میں غبار پیدا ہو گیا اور ایک مدت اسی حالت میں گزر گئی۔ ایک رات حضور اقدس ﷺ نے خواب میں حضرت نظام

الدین کو فرمایا کہ ”سید محمد ہمارا فرزند خاص ہے، اس کی دوستی کو ناخوشی کے ساتھ بدلنا نہیں چاہیے۔“ علی الصبح حضرت نظام الدین حضرت سید محمد کرمانی کے پاس گئے اور عذر معذرت کر کے صلح کرنی چاہی۔ سید مسکرائے اور فرمایا: جب تک بھیجے نہ گئے نہ آئے۔ یہ کہہ کر کمال خوشی اور صفائی کا اظہار کیا اور پھر تازیت دوستی قائم رہی۔ ۱۰۷۰ھ میں وصال فرمایا (اذکار ابرار صفحہ ۷۹)۔

”گلزار ابرار“ مصنف محمد غوثی شطاری ماٹھوی فارسی میں ہے جو بجد جہانگیر ۱۰۱۳ھ تا ۱۰۲۲ھ میں تیار ہوئی اور اسی بادشاہ کے نام معنون ہے۔ اولیا اللہ کے حالات پر مشتمل معلوماتی کتاب ہے۔ اس کا اردو ترجمہ ”اذکار ابرار“ کے نام سے جناب فضل احمد نے ۱۳۲۶ھ بمطابق ۱۹۰۸ء میں کیا تھا جسے اسی زمانہ میں مطبع مفید عام آگرہ نے طبع کیا تھا۔ اذکار ابرار (۱۳۲۶) اس کتاب کا تاریخی نام ہے۔ ۱۳۹۵ھ میں اسے پاکستان میں اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور (المعارف، گنج بخش روڈ، لاہور) نے شائع کیا تھا۔

۱۶۶۔ شیخ شمس اتاولہ (ہندی میں جلد باز کو اتاولہ کہتے ہیں) حضرت نظام الدین اولیا کی خدمت میں ایسی باتیں کرتے تھے، جو ایک درویش کے لیے موزوں نہ تھیں مگر حضرت نظام الدین اولیا جواب ہی نہ دیتے تھے۔ اسی اثنا میں ایک رات خواب دیکھا کہ حضرت نظام الدین اولیا حضرت رسالت مآب ﷺ کے زانو مبارک پر سر رکھے سو رہے ہیں۔ اسی وقت سے زبان طعن گویا کاٹ کر پھینک دی اور پھر ہمیشہ ادب و لحاظ ملحوظ رکھا۔ حضرت نظام الدین اولیا فرماتے تھے کہ جس کو اپنی مراد پر جلد پہنچنا ہو وہ ہمارے شمس کی ملازمت کرے۔ اس بنیاد پر آپ کو اتاولہ کہتے ہیں۔ دہلی میں مدفن ہے (اذکار ابرار، صفحہ ۱۰۹)۔

۱۶۷۔ سید حسین خٹک سوار نہروالہ (۶۶۸ھ تا ۹۸۳ھ) حضرت نظام الدین اولیا کے خلیفہ تھے۔ آپ نے گجرات (کاٹھیاواڑ، بھارت) میں رشد و ہدایت کے چراغ روشن کیے۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت خاتم نبوت ﷺ نے اپنی کلاہ خاص سے آپ کو سرفرازی بخشی اور فرمایا کہ ”ہر دور میں ایک شخص اولیا کا مدار ہوتا ہے، اس زمانے میں نظام الدین بدایونی مدار ہیں، ان کے پاس جاؤ۔“ جب آپ حضرت نظام الدین اولیا کی خدمت میں دہلی حاضر ہوئے تو انہوں نے اسی وقت سر سے کلاہ اتار کر آپ کو دے دی۔ آپ نے عرض کیا کہ میں حضرت رسول اللہ ﷺ سے بیعت ہو چکا ہوں تو جواب دیا: یہ محبت کی کلاہ ہے نہ کہ بیعت کی۔ اس پر آپ نے کمال عجز و انکساری سے کلاہ قبول کر لی۔ جب کمالات میں کامل ہو گئے تو مرشد نے خلافت عطا کر کے آپ کو گجراتیوں کی ہدایت کے واسطے رخصت کیا۔ نہروالہ (موجودہ پٹن، گجرات) میں آپ کی خواب گاہ ہے (اذکار ابرار صفحہ ۱۱۶ تا ۱۱۷)۔

۱۶۸۔ قاضی عطا اللہ چشتی جب سفر حجاز سے ہندوستان واپس آئے تو بیوی انتقال فرما چکی تھیں۔ بیٹی کی پرورش کرنے لگے۔ جب اس کی عمر دس سال سے تجاوز کر گئی تو حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”عطا اللہ! تمہاری لڑکی بروز ازل شیخ بہاؤ الدین صدیقی کو نامزد ہو چکی ہے، جو مانڈو (ضلع گجرات، بھارت) میں گوشہ نشین ہیں، لہذا مانڈو جاؤ اور تعمیل کرو۔“ پس آپ مانڈو آئے اور شیخ بہاؤ الدین صدیقی کو تلاش کر کے بیٹی کی نسبت ان سے کر دی۔ خود بھی بقیہ زندگی وہیں گزار کر وصال فرمایا۔ شیخ نجم الدین ابن بہاؤ الدین، شاہ میاں جو چشتی منڈوی کے والد ہیں، آپ ہی کی لڑکی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے (اذکار ابرار صفحہ ۱۶۰ تا ۱۶۱)۔

۱۶۹۔ مولانا لطف اللہ ختلانی مولانا برہان الملہ ختلانی کی بہن کے بیٹے تھے۔ علوم شریعت و طریقت کے ماہر اور اپنے دور کے جید عالم تھے۔ فرماتے تھے کہ خواجہ احرار الاولیاء کی خدمت میں میری بیعت ہونے کا سبب یہ تھا کہ ایک رات میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو ایک دلربا صورت اور جان بخش ہیبت کے ساتھ عالم مثال میں دیکھا اور دل و جان سے اس نورانی شکل مبارک پر فریفتہ ہو گیا۔ چند روز بعد جب حضرت خواجہ کی ملازمت اختیار کی تو آپ نے ایک روز فرمایا: جو سعادت مند لوگ ہیں وہ حضور اقدس ﷺ کو خواب میں مختلف لطیف لطیف صورتوں کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ اس دوران نگاہ میری طرف فرمائی تو حضور اقدس ﷺ کی اسی مثالی صورت کا جلوہ میری نظر میں آ گیا، جو مجھے عالم خواب میں نظر آیا تھا، یہ تھا قصہ جو میری گرفتاری کا سبب بنا (اذکار ابرار صفحہ ۱۷۴)۔

۱۷۰۔ مولانا محمد روحی مولانا سعد الدین کا شعری کے مرید تھے۔ آپ کی والدہ نہایت صالحہ تھیں۔ فرماتی ہیں: میں امید سے تھی کہ ایک رات میں نے عالم مثال میں حضور انور ﷺ کی زبان مبارک سے نوید پسر سنی۔ اس کے بعد یہ لڑکا پیدا ہوا اور اس واقعہ کی بنیاد پر محمد نام رکھا گیا۔ آپ نے تمام عمر راست روی اور اتباع شریعت میں گذاری۔ صاحب کرامات و مقامات تھے (اذکار ابرار، صفحہ ۱۹۱)۔

۱۷۱۔ شیخ ساء الدین دہلوی، حضرت شیخ فخر الدین کے صاحبزادے تھے۔ فرماتے ہیں جب میں تفسیر لکھ رہا تھا تو بسم اللہ کی ب سے والناس کی س تک نبی مکرم ﷺ کا حلیہ اقدس طرفتہ العین کے لیے بھی ظاہری نگاہ سے دور نہیں ہوا (اذکار ابرار صفحہ ۲۱۲)۔

۱۷۲۔ میاں پیار جی دریائے شہود و کشف کے تیراک تھے۔ آپ کے رونے میں اتنا اثر تھا کہ دو ذرخ کی آگ بجھ جائے اور تبسم سے باغ ارم میں شگفتگی پیدا ہوتی تھی۔ تمام عمر درد و سلام بھیجنے میں گذاری اور حضور اطہر ﷺ کا حلیہ مبارک آپ نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تھا۔

سلام اور جواب سلام کے شرف سے بھی مشرف تھے۔ آپ حضرت شاہ شہبازؒ کے خلیفہ تھے (اذکار ابرار، صفحہ ۲۱۸)۔

۱۷۳۔ قاضی محمود کی پیدائش احمد آباد (گجرات، بھارت) میں ہوئی اور وصال بمر ساٹھ سال ۱۳ ربیع الثانی ہجری سن کچھ اوپر نو سو تھا۔ آپ کے جد امجد کا نام قاضی محمد تھا، چھ بیٹیاں ہو چکی تھیں، بیٹا کوئی نہ ہوتا تھا پس دوسری عورت سے نکاح کا عزم کیا۔ پہلی بیوی نے بخوشی اجازت دے دی، آپ نے استخارہ کیا تو خواب میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، نئی شادی کی ضرورت نہیں، اسی پاک دامن بی بی سے تمہارے یہاں تین صاحب کمال لڑکے ہونگے اور حرف (حا) علیحدہ علیحدہ قاضی جی کی ہتھیلی پر لکھ دیا۔ اس بنیاد پر پہلے لڑکے کا نام حامد، دوسرے کا حماد اور تیسرے کا حمید رکھا (اذکار ابرار، صفحہ ۲۳)۔

۱۷۴۔ شیخ سلیمان ابن عفان حاجی کا وطن دہلی ہے۔ آپ کے اجداد کا سلسلہ حضرت ابراہیم ادھم کو پہنچتا ہے۔ بڑے بڑے قاریوں نے علم تجوید آپ سے حاصل کیا اور خود آپ نے علم قرأت حضور رسول پاک ﷺ سے حاصل کیا تھا۔ شیخ محمد عیسیٰ چشتی جو نیورئی کے شاگرد تھے۔ آپ کی قبر حوض شمسی کے پاس دہلی میں ہے۔ عمر بہت طویل پائی (اذکار ابرار صفحہ ۲۴)۔

۱۷۵۔ حافظ عثمان ہروی صاحب ولایت اور جامع انواع علوم تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے عالم مثال میں حضور انور ﷺ کی تعلیم سے کسی اور وہی علوم کی مشکلات حل کی ہیں اور چالیس سال خواجہ نضر کی صحبت سے اکتساب کمالات کیا ہے (اذکار ابرار صفحہ ۲۶)۔

۱۷۶۔ شیخ حسن بدلیہ پیدائشی مجذوب تھے۔ ننگے بدن رہتے تھے۔ دہلی کے بزرگ زادوں میں سے تھے۔ بعض بزرگوں نے آپ کو خواب میں اس طرح دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں کھڑے دست مبارک پر پانی ڈال رہے ہیں اور بعض نے آپ کو حرم کعبہ میں طواف کرتے پایا۔ آپ کے بول و براز میں بدبو بالکل نہ تھی۔ آپ جس طرف جانے کا ارادہ کرتے اس طرف والوں کا دماغ پہلے سے معطر ہو جاتا تھا۔ ۹۶۰ھ کے قریب دہلی میں وصال فرمایا (اذکار ابرار، صفحہ ۲۷)۔

۱۷۷۔ شیخ حسین پور ملک محمد برسوں عالم بے خودی میں رہے۔ پرندوں کی طرح ایک درخت پر دن رات چڑھے رہتے تھے۔ اسی حالت جذب میں خشکی کی راہ حجاز روانہ ہو گئے۔ ایک رات خواب میں حضور انور ﷺ نے آپ کو ہندوستان جانے کی اجازت مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ”سرکار قنوج میں جو سائی پور مقام ہے وہاں جا کر شیخ زماں صغی الدین چشتی سے بیعت ہو جاؤ۔“ آپ نے ایسا ہی کیا (اذکار ابرار صفحہ ۳۱)۔

۱۷۸۔ شیخ محمد ابن ابی اللطف شافعی المذہب تھے۔ انوار شافعی پر مسبوط شرح لکھی۔ شیخ قطب الدین پنواری کہتے ہیں کہ میں نے ایک روز شیخ سے عرض کیا کہ ہر چند دعا کی، وظیفہ پڑھا، تعویذ لکھے، اس امید پر کہ ایک بار خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہو جائے مگر ناکام رہا۔ جواب ملا کہ یہ سعادت اس جانب کی عنایت سے وابستہ ہے نہ کہ اس جانب کی افسوس پردازی سے۔ میں نے دریافت کیا: کیا کبھی اس سعادت سے آپ بھی مشرف ہوئے؟ فرمایا کئی بار، اور بیان کیا کہ ایک رات خواب میں مجھے خبر ملی کہ حضور انور ﷺ نے مسجد اقصیٰ کو اپنے قدموں سے منور فرمایا ہے، میں دوڑ کر حاضر ہوا تو آپ ﷺ کو بیٹھے دیکھا، صلوٰۃ و سلام کا جواب مجھے ملا اور فرمایا: ”شیخ محمد! خوش ہو؟“ میں نے عرض کیا جی ہاں اب جو آپ ﷺ کا دیدار کر لیا ہے۔ جب میں نے آپ ﷺ کے دست مبارک کا بوسہ لیا تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی: ”اللہ تعالیٰ تمہارے علم اور اولاد میں برکت دے“ (اذکار انوار صفحہ ۳۳۸) آپ کا وطن اور خواب گاہ قدس خلیل ہے۔

۱۷۹۔ شیخ افضل محمد شیخ یوسف تمیمی کے بیٹے، مرید اور خلیفہ تھے۔ کئی مرتبہ خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے (اذکار ابرار، صفحہ ۴۲۵)۔

۱۸۰۔ ایک رات عالم مثال میں حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”محمد تمہاری نشست شریعت کی مسند پر ازل میں پسند کی گئی اور شرعی لقب عنایت ہو اور اسی سبب سے قاضی محمد شرعی کے نام سے موسوم و مشہور ہوئے“ (اذکار ابرار، صفحہ ۳۵۷)۔

۱۸۱۔ سید صبغۃ اللہ کا مولد بہر وچ (گجرات، بھارت) شطاری مشرب، وجہ الملت احمد آبادی کے شاگرد اور صاحب ولایت خلیفہ تھے۔ مدینہ منورہ میں دوران قیام ایک رات حضور اقدس ﷺ نے اپنے خدام کو ہدایت فرمائی کہ ”سید صبغۃ اللہ ہمارا فرزند ارجمند ہے، عرب اور عجم کے دیگر زائرین کی طرح اس کو ہمارے حرم سے باہر نہ کرنا، چھوڑ دینا کہ شب جمعہ ہماری خدمت میں رہ کر صلوٰۃ و سلام صبح کی سفیدی نمودار ہونے تک ادا کرتا رہے اور اپنے یاروں میں سے جس کسی کو چاہے اپنے ہمراہ رکھے۔“ غرض اس طرح آپ اس خاص انعام سے سرفراز فرمائے گئے۔ ۱۰۱۵ھ مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں (اذکار ابرار، صفحہ ۵۸۸)۔

۱۸۲۔ حضرت سید محمود حضوری قادریؒ نے گڑھی شاہو (مصطفیٰ آباد) لاہور میں درس و تدریس اور پیری مریدی کا سلسلہ شروع کیا۔ جو شخص آپ سے بیعت ہوتا، وہ حضور انور ﷺ کا خواب میں دیدار ضرور کرتا۔ اسی وجہ سے آپ حضرت رسول اللہ ﷺ کے حضوری مشہور

ہوئے۔ بادشاہ ہمایوں کے زمانے میں ۹۲۳ھ بمطابق ۱۵۳۶ء میں وصال فرمایا۔ مزار علامہ اقبال روڈ، بالمقابل مین بازار مصطفیٰ آباد، لاہور میں واقع ہے۔ آپ کے مقبرہ میں دوسری قبر آپ کے صاحبزادے سید شاہ نور حضورؒ کی ہے (مدینۃ الاولیاء یعنی لاہور میں ۶۳۶ مد فون اولیا اکرام کا مستند و عظیم تذکرہ از محمد دین کلیم قادری۔ صفحہ ۸۵ تا ۸۶)۔ اسے اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور نے شائع کیا۔

۱۸۳۔ داراشکوہ، سکینۃ الاولیاء میں لکھتا ہے کہ ایک دن مجھے رویت حق کے مسئلے میں تردد ہوا تو میں حضرت ملا شاہ بدخشانی قادریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، مگر آپ کے رعب و دبدبہ کی وجہ سے کچھ کہہ نہ سکا۔ آپ کی مجلس سے واپس ہوا تو اس وقت بھی دل میں شبہ تھا۔ اسی وقت حضرت رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پاک ارواح جلوہ گر ہوئیں اور ارشاد فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے، جس طرح چاہے اور اس کی قدرت متقاضی ہو تو وہ اپنے بندوں کو اپنا دیدار کرائے گا“ جس سے میرا عقدہ حل ہو گیا۔ جب میں دوبارہ حضرت ملا شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے متبسم ہو کر فرمایا کہ تجھے مسئلے کا حل مل گیا، جنہوں نے تجھے اپنا دیدار کرایا، مجھے بھی مطلع کر دیا (مدینۃ الاولیاء، صفحہ ۱۶۵)۔

مولانا ناصر مفتی کی نگاہ سے ایک روز مشکوٰۃ شریف کی یہ حدیث گزری: اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اپنا بے مثل دیدار اس شخص کو دکھائے گا، جس کی ظاہری آنکھ بری اور ناجائز چیز دیکھنے سے آلودہ نہ ہوئی ہوگی، پاک ہوگی۔ آپ نے اسی مجلس میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے کہ آنکھوں کی ضرورت نہیں، فوراً نابینا ہو گئے۔ اس کے بعد تیس سال درس دے کر طلباء کو فیض پہنچاتے رہے۔ ۹۹۰ھ میں وصال فرمایا۔ آپ جمالی سادات ہروی میں سے تھے، عشق و عرفان میں اونچا درجہ تھا، آپ کی سند حدیث و فقہ میں بلند تھی اور خواب گاہ غالباً آگرہ میں ہے (اذکار ابرار، صفحہ ۳۱۶ تا ۳۱۷)۔

۱۸۴۔ شیخ احمد نرنولی قاضی مجد الدین کے فرزند تھے۔ نسل میں امام محمد شیبانیؒ کو پہنچتے ہیں، جو حضرت امام اعظمؒ کے دوست تھے۔ شیخ حسین ناگوری کے شاگرد اور مرید تھے۔ ۲۵ صفر ۹۲۷ھ میں عالم علوی کو کوچ فرمایا۔ ایک رات خواب دیکھا کہ شرف الاولیاء شیخ شرف احمد یحییٰ منیریؒ، بہار اور بنگال کے مشائخ کبار کے ساتھ دریائے گنگا کے کنارے کھڑے ہیں اور مجھے بلاتے ہیں۔ فرمایا: ہمارے ساتھ ناگور تک چلو۔ میں نے بہانہ بنایا جسے قبول نہ کیا اور فرمایا: آج قطب زماں شیخ احمد مجد خلیفہ شیخ حسین ناگوری نے وصال فرمایا ہے اور حضرت رسالت مآب ﷺ نماز جنازہ کے لیے تشریف لائے ہیں، مشائخ کے پہنچنے کا انتظار فرما رہے ہیں۔ یہ سن کر

مجھے انکار کی گنجائش نہ رہی۔ شرف الاولیاء نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہو کہا۔ ہم فوراً دہلی پہنچ گئے۔ وہاں کے تمام مشائخ موجود تھے۔ سب نے ایک ساتھ جو ہو کہا تو ناگور کی حدود میں پہنچ گئے۔ حوض برتلے کے کنارے ایک تابوت نظر آیا جس کے نزدیک حضور اقدس ﷺ تشریف فرما تھے اور بزرگان دین مشرق و مغرب گروہ در گروہ کھڑے تھے۔ مجھے صف اول میں بلایا اور شیخ فرید الدین عطارؒ سے فرمایا کہ ”اپنے فرزند سے کہو امام بنے۔“ کمال ادب اور ڈر سے بدن میں ریشہ پیدا ہو گیا۔ عرض کیا گیا: یہ ڈرتا ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور ذی جسم اس جگہ موجود بھی نہیں۔ فرمایا: ”کہو امامت کرے۔“ میں نے عرض کیا: نماز جنازہ کی نیت اور دعا مجھے یاد نہیں۔ فرمایا: ”نماز جنازہ میں کسی خاص نیت اور دعا کی شرط نہیں، بس توجہ اور تکبیر کافی ہے۔“ میں نے ترکیب کی تعلیم کے لیے عرض کیا۔ فرمایا: ”کہو الصلوٰۃ لله و الثواب للمیت۔ اللہ اکبر اور ہر بار آنکھ بند کر لو اور کھولو اور اللہ اکبر کہو یہاں تک کہ چار تکبیریں پوری ہو جائیں۔“ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ جب میت کو سپرد گور کر دیا تو حضور اکرم ﷺ نے تحفہ سلام درویشاں حاضر و غائب کو پہنچا کر کوچ فرمایا، پھر شرف الاولیاء نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے تکیے میں لے آئے۔ جب آنکھ کھلی تو میں اپنے مقام پر تھا (اذکار ابرار صفحہ ۲۲۰) فرماتے تھے سادات کے ساتھ از روئے مروت پیش آنا چاہیے نہ کہ از روئے شریعت۔

۱۸۵۔ حاجی عطا محمد صاحب نقشبندی جماعتی (حضرت جماعت علی شاہؒ سے ارادت رکھنے والے یاران طریقت اپنے کو ”جماعتی“ کہتے ہیں) ساکن رنگ پورہ، سیالکوٹ نے بیان کیا کہ ایک رات خواب میں سڑک پر چلا جا رہا ہوں کہ یکا یک ایک جماعت جس میں ۱۳ نفوس تھے، میرے سامنے آ کر رک گئی۔ ان میں ایک نہایت باوقار شخصیت جو حسن و جمال اور صباحت و ملاححت میں لاجواب تھی، نے مجھ سے دریافت کیا کہ ”کیا تم مجھ کو جانتے ہو؟“ میں نے جواب دیا: جی نہیں، لیکن علی پور شریف میں شاید آپ کی زیارت ہوئی ہو۔ میرا جواب سن کر اس نورانی پیکر کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی اور فرمایا: ”میں ہی محمد رسول اللہ ﷺ ہوں۔“ تین بار اس جملے کی تکرار فرمانے کے بعد ارشاد کیا: ”ہم ۱۳ آدمیوں کا آج کا کھانا تمہارے پاس ہوگا۔“ اس مبارک خواب میں محو تھا کہ میری اہلیہ نے مجھے نماز تہجد کے لیے جگا دیا۔ نماز فجر کے بعد حکم کی تعمیل میں میں نے گھر والوں کو کھانے پکانے کی ہدایت کی۔ نماز عصر دکان پر پڑھی اور مراقبہ کیا تو دل میں خیال آیا کہ حضور سر اپانور ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں کھانا تیار ہو چکا ہے، اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟ جوں ہی مراقبے سے سر اٹھایا ایک مجذوب سائیں لوٹا (اس شخص سے میں واقف تھا، یہ مہینوں و برسوں میں کبھی مجھ سے ملنے کے لیے آجایا کرتا تھا) دکان

پر آیا اور کہنے لگا سرکار (ﷺ) نے ۱۳ آدمیوں کا کھانا طلب فرمایا ہے۔ میں اس کے اس طرح آنے اور سوال کرنے پر حیران رہ گیا۔ میں اس کے اشارے پر کہ سرکار (ﷺ) نے طلب فرمایا ہے، میں فوراً گھر گیا اور اپنے ملازم کو کھانا دے کر سائیں لوٹا کے ہمراہ روانہ کر دیا اور چلتے وقت اسے تاکید کی کہ برتن واپس لے آئے لیکن رات کے دس بجے وہ خالی ہاتھ واپس آ گیا اور کہا کہ سائیں لوٹا مجھے پیر شعلہ شہید کے مقبرے واقع سیالکوٹ چھاؤنی لے گیا تھا، وہاں سے مجھے یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ برتن وہ خود لے آئے گا۔

دوسرے دن سائیں لوٹا میرے پاس برتن لے آیا اور کہا کہ حضور (ﷺ) نے فرمایا ہے کہ کھیر بہت پسند آئی، اس لیے اسی بھوری بھینس کے دودھ کی تیار کر کے بھیجو۔ میری حیرت کی حد نہ رہی کہ سائیں لوٹا جس بھینس کی نشاندہی کر رہا ہے اس نے خود تو اسے کبھی دیکھا نہیں اور نہ وہ کبھی میرے گھر آیا تھا۔ یہ بھینس عادتاً صرف ایک وقت یعنی شام کو دودھ دیتی تھی، مگر حضور (ﷺ) کا حکم پہنچنے پر میں نے بھینس کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر حضور (ﷺ) کا حکم ہے تو دودھ دے۔ چنانچہ اس نے اتنا ہی دودھ خلاف عادت دن کو دیا جتنا شام کو دیا کرتی تھی۔ چنانچہ جب میں نے علی پور شریف جا کر یہ خواب اور واقعہ حضور قبلہ عالم کو سنایا تو آپ نے تصدیق فرمائی اور مبارک باد دی (تذکرہ شاہ جماعت از الحاج حافظ پیر سید حیدر حسین شاہ علی پوری جماعتی۔ مکتبہ شاہ جماعت، میٹلیکن روڈ، لاہور۔ صفحہ ۲۴۲ تا ۲۴۶)۔

۱۸۶۔ جناب محمد اقبال جماعتی نے روایت کیا کہ ایک رات مسجد میں نماز عشا کے بعد حضور قبلہ عالم کے تلقین کیے ہوئے وظائف پڑھ رہا تھا کہ اسی حالت میں مجھ پر غنودگی طاری ہو گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور قبلہ عالم کے ساتھ ایک نہایت ہی مقدس شکل و صورت کے بزرگ ہیں، جو میرے قریب تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور حضور قبلہ عالم ان کے پیچھے موذبانہ کھڑے ہو گئے۔ میں جلدی سے حضور قبلہ عالم کی قدم بوسی کے لیے آگے بڑھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ حضور اقدس (ﷺ) تشریف فرما ہیں، پہلے آپ (ﷺ) کی قدم بوسی کرو۔ میں نے فوراً حضور انور و اقدس (ﷺ) کی طرف بڑھتے ہوئے عرض کیا: ”یا رسول اللہ السلام علیکم“۔ آپ (ﷺ) نے تبسم فرمایا اور کچھ فرمانے ہی والے تھے کہ میری آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد میں نے ہر چند اٹھنا چاہا، لیکن مجھ سے ہلا تک نہ گیا اور سخت سردی کے باوجود میرے تمام جسم سے پسینہ جاری تھا (تذکرہ شاہ جماعت، صفحہ ۲۴۹)۔

۱۸۷۔ حضرت علامہ الحاج حافظ پیر سید اختر حسین شاہ نے فرمایا حافظ غلام حسن سرگودھا کا رہنے والا تھا اور علی پور شریف کے مدرسہ میں پڑھتا تھا۔ ابتدا میں میرا ہم سبق تھا پھر چھوڑ کر

چلا گیا تھا۔ حضور قبلہ عالم سے بیعت تھا، اس وجہ سے اکثر علی پور شریف حاضر ہوا کرتا تھا، لیکن روزے نماز سے اسے کوئی تعلق نہ تھا۔ شراب اور بھنگ پیتا تھا۔ جب علی پور شریف آتا تو چرس ساتھ لاتا اور راستے میں کسی کھیت میں چھپا آتا تھا۔ ایک مرتبہ سیدھا میرے پاس آیا اور کہا ایک مسئلہ بتائیے۔ میری جو حالت اور کیفیت ہے آپ کو خوب معلوم ہے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ کنوئیں کی طرف سے حضور قبلہ عالم ایک بہت بڑے بزرگ کے ساتھ تشریف لارہے ہیں۔ جب میں نے حضور کے قریب جا کر دست بوسی کرنی چاہی تو انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ کی دست بوسی کرو، یہ حضور پاک ﷺ ہیں۔ میں نے تعمیل حکم کی، اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ سیدھا گھر سے یہ مسئلہ پوچھنے آیا ہوں کہ میں تو ایسا گنہگار انسان ہوں، پھر مجھے حضور انور ﷺ کی زیارت کیسے نصیب ہوئی۔ میں نے اسے جواب دیا کہ اس مسئلے کی سچھلی بات تو میں بتاتا ہوں کہ شریعت کا مسئلہ ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کی زیارت کرتا ہے تو درحقیقت وہ آپ ہی کی زیارت کرتا ہے اس لیے کہ شیطان آپ کی شکل مبارک میں نہیں آسکتا، رہی اس مسئلے کی اگلی بات تو چلو حضور قبلہ عالم سے چل کر پوچھیں۔ پس ہم دونوں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پہلے میں نے حضور کی دست بوسی کی تو حضور نے مجھ سے دریافت فرمایا: تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ میں نے کہا غلام حسن۔ حضور نے فرمایا: بھئی غلام حسن تمہاری طرف بارش ہوئی ہے؟ غلام حسن نے جواب دیا: نہیں۔ حضور نے فرمایا: لندن میں دن رات بارش ہوتی ہے اور مدینہ شریف میں ایک بوند بھی نہیں پڑتی۔ یہ سن کر ہم دونوں خاموش رہے۔ مسئلہ حل ہو گیا (یعنی مدینہ شریف جیسے مقدس مقام پر بارش نہ ہونا اور لندن جیسے بدکاری کے شہر میں رات دن بارش کا ہونا کرشمہ قدرت الہی ہے۔ حضور ﷺ کی زیارت سے ایک گنہگار کا مشرف ہونا باعث حیرت نہیں)۔ ایک دو دن بعد غلام حسن چلا گیا، پھر چند ماہ بعد آیا اور کہنے لگا کہ دو مہینے سے میرے دل میں یہ خیال آرہا ہے کہ حضور اگر ولی ہوتے تو میری حالت درست فرمادیتے، اب یہ خیال جتنا جارہا ہے، میں اس لیے آیا ہوں کہ کہیں گمراہ نہ ہو جاؤں، لیکن حضور قبلہ عالم سے یہ عرض کرنے کی مجھ میں ہمت نہیں۔ میں نے کہا: چلو میں چل کر کہے دیتا ہوں۔ جب حضور کی خدمت میں پہنچ کر غلام حسن نے دست بوسی کی تو آپ نے پنجابی میں فرمایا: غلام حسن! مسجد سے صلح ہو گئی؟ غلام حسن نے عرض کیا: حضرت آپ کو ادیس گے تو ہو جائے گی۔ غلام حسن کے ساتھ اس کا ایک دوست بھی تھا۔ حضور نے اپنے خادم حاجی عبدالعزیز سے فرمایا: ان کو چار آنے دے دو۔ پھر غلام حسن سے فرمایا: تم دونوں صابن خرید کر اپنے کپڑے پاک کر لو اور نہالو۔ غلام حسن نے بتایا کہ ہم دونوں نئے کپڑے

پہن کر آئے ہیں، لیکن حضور کے فرمانے سے ہم نے اپنے کپڑے دھوئے اور نہائے اور تہجد کے وقت حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے پوچھا: غلام حسن! تم نے اپنے کپڑے پاک کر لئے؟ عرض کیا: جی حضور پاک کر لئے۔ اس پر حضور نے فرمایا: تم نے کپڑے پاک کر لئے رب نے تمہیں پاک کر دیا۔ حضور کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے یہ الفاظ گولہ سا بن کر دل پر لگے اور دونوں کی حالت یکسر بدل گئی۔ اب یہ دونوں پرہیزگار اور عبادت گزار ہو گئے ہیں اور ہر رات دو بچے کے بعد نماز تہجد کے لیے مسجد میں چلے جاتے ہیں (تذکرہ شاہ جماعت)۔

۱۸۸۔ بانہال (علاقہ کشمیر) کے پہاڑوں میں ایک رشی (ہندو عبادت گزار) رہتا تھا۔ اس کو حلقہ بگوش اسلام کرنے کا حکم سرکار عرش مدار صلی اللہ علیہ وسلم نے رویائے صادقہ کے ذریعہ حضور قبلہ عالم کو دیا اور آپس میں دونوں کا تعارف بھی کر دیا۔ اس رشی کی تلاش میں آپ بانہال پہلی بار تشریف لے گئے، وہ اپنی کٹیا میں آپ کا منتظر تھا۔ حضور کو دیکھا تو خیر مقدم کے لیے باہر آیا اور حضور کو اپنی کٹیا میں لے گیا۔ اس نے حضور سے تواضعاً پوچھا کہ آپ کیا شوق فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا: خربوزہ کھلاؤ۔ اس نے فوراً اپنی گردن جھکالی اور کافی دیر کے بعد سر اٹھا کر کہا کہ زمین پر تو نایاب ہے۔ آپ نے فرمایا: آسمان پر دیکھو۔ اس نے کہا: وہاں تک میری رسائی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: پڑھو کلمہ شریف، پھر وہاں تک رسائی ہو جائے گی۔ پھر آپ نے اسے کلمہ طیبہ پڑھایا۔ جوں ہی اس کی زبان سے نکلا ”محمد رسول اللہ“ کسی غیبی طاقت نے وہاں ایک خربوزہ لا کر رکھ دیا جس کی خوشبو مشک سے زیادہ لطیف، ذائقہ شہد سے زیادہ شیریں اور رنگ پھولوں سے زیادہ دلکش تھا۔ یہ خربوزہ دونوں نے کھایا۔ حضور نے فرمایا کہ کلمہ شریف کی برکت سے رب العزت نے یہ خربوزہ جنت سے بھیجا ہے (تذکرہ شاہ جماعت صفحہ ۲۷۶)۔

۱۸۹۔ جناب محمد یوسف بی اے، بی ٹی سابق ہیڈ ماسٹر ”الغنی شیمینسی ہائی اسکول“، سیالکوٹ راوی ہیں کہ میرے عم محترم حضرت الحاج مولانا مولوی محمد امام الدین رائے پوری خلیفہ مجاز سرکار علی پوری کا وصال رجب ۱۳۷۱ھ بمطابق ۱۱۳ اپریل ۱۹۵۲ء کو ہوا۔ اس حادثہ جانکاہ کے بعد مجھے ان کا دیدار رمضان المبارک ۱۹۷۱ء کی ایک رات رویا صادقہ میں نصیب ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے دنیائے قانی میں بڑی تکالیف اٹھائی تھیں، اب نہایت آرام سے ہوں۔ میں نے دریافت کیا کہ اب آپ کس کام پر مامور ہیں؟ تو فرمایا کہ اب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کا دربان ہوں۔ اس کے بعد آپ نے اشارہ فرمایا کہ وہ دیکھو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار آراستہ ہے۔ جب میں نے اس طرف نظر کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ واقعی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار آراستہ ہے اور ایک صاحب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کھڑے

مورچھل (مور کے پروں کا پنکھا) ہلا رہے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: پہچانا کہ وہ کون صاحب ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ آپ کے پیر و مرشد جناب سید جماعت علی شاہ صاحب ہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ میں شاہ مکی و مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کا دربان ہوں اور میرے شاہ صاحب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور مصاحب ہیں۔ صلوة اللہ علیہ و آلہ وسلم (تذکرہ شاہ جماعت، صفحہ ۲۹۷)۔

علی پور سیداں تحصیل ناروال، ضلع سیالکوٹ میں سید جماعت علی شاہ نقشبندی مجددیؒ اندازاً ۱۲۵۷ھ بمطابق ۱۸۴۱ء میں پیدا ہوئے۔ نام جماعت علی، عرف حافظ جی، لقب امیر الملت، والد حضرت سید کریم شاہ، سلسلہ نسب طرفین سے حضرت امام حسینؑ تک پہنچتا ہے۔ ۱۲۹۱ھ بمطابق ۱۸۷۴ء میں قرآن مجید حفظ کیا۔ تشنگی علم بچانے کے لیے اپنے دور کے نہایت قابل اور نامور اساتذہ سے علوم معقول و منقول، تفسیر، فقہ و حدیث وغیرہ علوم متداولہ حاصل کیے۔ مظاہر العلوم سہارنپور (یوپی، بھارت) میں بھی طالب علم کی حیثیت سے رہے، جہاں مدرس اول مولانا محمد مظہرؒ سے علم حاصل کیا۔ یہ سب بھی آپ کے اساتذہ تھے: مولانا فیض الحسن سہارنپوری، مولانا محمد علی ناظم دارالعلوم ندوہ اعظم گڑھ، مولانا احمد حسن کانپوری، مولانا میر محمد عبداللہ، مولانا عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی، مولانا عبدالعلی محدث پانی پتی، مولانا قاری عبدالرحمن پانی پتی، علامہ محمد عمر ضیاء الدین استنبولی، مولانا عبدالقادر لاہوری اور مولانا محمد عبداللہ پروفیسر اور ٹیلی کالج، لاہور مادر زاد ولی تھے۔ عقد آپ کے ماموں سید موکل شاہ کی دختر نیک اختر سے ہوا۔ تین بیٹے اور ایک بیٹی تولد ہوئی۔ تحصیل علم کے بعد علی پور سیداں میں مقیم تھے کہ چک قریشیاں متصل علی پور میں اعلیٰ حضرت امام الکاملین بابا فقیر محمد، المعروف باباجی صاحب چوراہی نقشبندی تشریف لائے۔ آپ خدمت میں تشریف لے گئے اور بیعت سے مشرف ہوئے اور ایک ہفتے کے اندر آپ کو خرقہ خلافت عطا ہو گیا اور اجازت اشاعت سلسلہ نقشبندیہ عطا فرمادی۔ فرمایا: حافظ جی اپنے ہمراہ شمع، بتی، روغن، دیا سلائی لایا ہے، میرا کام صرف یہ ہے کہ اسے روشن کر دوں۔ فرمایا جماعت علی آج میری خدمت کرتا ہے کل دنیا اس کی خدمت کرے گی۔ خود چند لقمے کھاتے مگر مہمانوں کو پر لطف کھانے کھلاتے تھے، سبز رنگ کا بہت احترام فرماتے کہ گنبد خضر کا یہی رنگ ہے۔ حضور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سنتے ہی آپ کی پلکیں بھیگ جاتیں، رنگ زرد ہو جاتا اور سرد آہوں اور ہچکیوں کا لانتا ہی سلسلہ شروع ہو جاتا۔ ساری دنیا میں خطہ حجاز سے آپ کو سب سے زیادہ محبت تھی۔ عربوں سے صرف زبانی ہمدردی ہی نہ تھی، بلکہ ان کی خدمت کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ حجاج کے ذریعہ ہر سال لاکھوں روپیہ ان کے درمیان تقسیم کراتے تھے۔ کثرت

سے حج کیے جن کی صحیح تعداد کا علم نہیں۔ پہلا حج ۱۳۱۰ھ بمطابق ۱۸۹۳ء اور آخری حج ۱۳۶۹ھ بمطابق ۱۹۴۹ء میں کیا تھا۔ ہزاروں غیر مسلموں کو مسلمان کیا۔ فرماتے: مجھے غیر مسلموں کو مسلمان بنانے سے اتنی خوشی نہیں ہوتی جتنی مرزائیوں، چکڑالویوں، خارجیوں اور وہابیوں وغیرہ کو راہ راست پر لانے اور صحیح العقیدہ مسلمان بنانے سے ہوتی ہے۔ تمباکو سے سخت نفرت تھی اور اپنے متوسلین کو تمباکو سے پرہیز کرنے کی شدید تاکید کرتے تھے۔ آپ مسلم لیگی تھے اور اپنی جماعت کے ساتھ قیام پاکستان کے لیے خوب کام کیا۔ فرماتے: جناح تو ولی اللہ ہے۔ آپ کی رفاہی خدمات بے مثال ہیں۔ بہت سے مدرسے، مسجدیں، یتیم خانے، تبلیغی انجمنیں قائم کیں، جن کی وجہ سے محی الدین ثانی بھی آپ کو کہا جاتا ہے۔ اسلام کے فروغ کے لیے دل کھول کر روپیہ خرچ کرتے تھے۔ لاہور سے ۶۳ میل دور علی پور ہے، جسے اب علی پور شریف کہا جاتا ہے۔ وہیں آپ کا مزار مقدس مرجع خلایق ہے، ہر سال شاندار انداز میں عرس منایا جاتا ہے اور ساتھ ہی آپ کی سنگ مرمر سے بنائی ہوئی ”مسجد نور“ ہے جس کے جنوب میں آپ کی آخری آرام گاہ ہے۔ آپ کے روحانی تصرفات اور باطنی فیوض کا سلسلہ برابر جاری ہے اور آپ کی بے شمار کرامات ہیں۔ ساڑھے دس بجے شب جمعہ ۲۶ ذیقعد ۱۳۷۰ھ بمطابق ۳۰ اگست ۱۹۵۱ء کو آپ کا وصال ہوا جس کی خبر ۳۱ اگست صبح کی خبروں میں ریڈیو پاکستان سے نشر ہوئی۔ پروفیسر قادری (کراچی) نے آپ کے سانحہ ارتحال کو ”نمود قیامت صغریٰ“ (۱۹۵۱) سے تعبیر کیا اور آیت قرآن مجید سے تاریخ برآمد کی: یا ایہا النفس المطمئنہ O ارجعی الی ربک = ۱۳۷۰ + مولانا ضیا القادر (کراچی) نے فرمایا: پیر جماعت حق آگاہ زاہد و عارف ظل اللہ = ۱۳۷۰ + سید محی الدین گلشن حیدر آبادی نے تاریخ نکالی: چراغ دین محمدی = ۱۳۷۰

(سید عبدالرشید تھوئی نے اس آیت سے اورنگ زیب عالمگیر کے جلوس کی تاریخ نکالی = اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم اور اس آیت سے عالمگیر کی تاریخ وصال نکالی = روح وریحان و جنت نعیم۔ امیر تیمور کی فتح روم کی تاریخ اس آیت سے نکالی = غلبت الروم فی ادنی الارض۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کی تاریخ رحلت ”قل ان صلوتی ونسکی و محیای و مماتی لله رب العالمین O“ (سورہ الانعام آیت ۱۶۲) (۱۳۷۷ھ)۔

۱۹۰ تا ۱۹۷۔ یہ سب خواب مولانا سید محمد زکریا کے ہیں، جنہیں آپ کے صاحبزادے جناب مولانا یوسف بنوری نے بیان کیا:

”ماہنامہ البینات“ ماہ اگست ۱۹۷۵ء میں مولانا یوسف بنوریؒ نے اپنے والد کی وفات پر ”بصائر و عبر“ کے عنوان کے تحت ان کے کمالات کا ذکر کیا ہے۔ ۵ جون ۱۹۷۵ء بمطابق ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ مولانا سید محمد زکریا نے وصال فرمایا۔ آپ نے جوانی میں جب ریاضت شروع کی تو روزانہ صرف ساڑھے تین ماشے غذا پر سالہا سال زندگی بسر کی۔ پندرہ دن میں بمشکل اجابت کی ضرورت پڑتی تھی۔ روپائے صادقہ و مبشرات کا سلسلہ شروع ہوا تو ۱۶ سال کی عمر سے ۲۰ سال تک سو مرتبہ سے زیادہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے۔ ایسی نسبت کے وہ کمالات حاصل ہوئے کہ عقل حیران ہے۔ یہ سلسلہ آخر عمر تک جاری رہا۔ آپ کے والد سید میر منزل شاہ کا وصال ہو گیا تھا۔ والدہ حیات تھیں جن کا اصرار تھا کہ ازدواجی زندگی اختیار کریں اور ایک روپائے صالحہ کے نتیجے میں نکاح کر لیا۔

مرشد کامل کی تلاش و جستجو کے لیے جب استخارہ کیا تو خواب میں حضرت محسن انسانیت ﷺ کو دیکھا اور ۱۹۰۶ء میں تلاش کرتے ناسک (صوبہ بہمنی) کے جنگل میں شیروں اور چیتوں کے درمیان تکمیل ریاضت کی اور ایک مرتبہ ۸ ماہ اور دوبارہ ۹ ماہ کی گوشہ نشینی اختیار کر کے چنوں اور پتوں پر گزارا کیا۔ غرض آپ کے مجاہدات حیرت انگیز ہیں۔ جب علم کی طرف توجہ کی اور علم استحضار اور ارواح میں قدم رکھا تو روحانی قوت کے وہ کرشمے دیکھے اور عالم ارواح کے وہ عجائبات منکشف ہوئے کہ عقل حیرت میں ہے۔ جب سلب امراض کا ارداہ کیا تو اس میں کمال حاصل کر لیا۔ علم اسرار الحروف و عملیات و تعویذات کی وادی میں قدم رکھا تو انتہا کر دی۔ طب میں ایسے محیر العقول علاج کیے کہ جرمنی، فرانس اور لندن سے آئے ہوئے مایوس مریض شفا یاب ہوئے۔ تجارت اور ٹھیکیداری کی تو ڈنگے بجا دیئے۔ غرض جس سمت قدم اٹھایا کمال کی انتہا کو پہنچ کر رکے۔ سب سے زیادہ کمال یہ کہ اپنی ہستی کو مٹا ڈالا اور کسی کو ان باتوں کی ہوانہ لگنے دی۔ آخری تیس سال میں سب چیزیں بالکل ترک کر کے مسلسل یاد الہی میں گزارے حتیٰ کہ ذریعہء معاش سے بھی بے نیاز ہو گئے۔ جلالی مزاج ہونے کے باوجود ہر وقت خوش مزاج اور خوش طبع نظر آتے تھے۔ عربی، فارسی اور دو تینوں زبانوں کے عمدہ مصنف تھے۔ اپنے خوابوں کو جمع کیا اور ”المبشرات“ نام رکھا اور ان کی تعبیرات ”عبر المشرات“ کے نام سے لکھی۔ فرمایا: مجھے تین چیزوں سے محبت ہے: ۱۔ اللہ تعالیٰ ۲۔ حضرت رسول اللہ ﷺ ۳۔ اور اپنے خواب۔ فرمایا: اگر شرعاً جائز ہوتا تو اپنے ان خوابوں کی کتاب کو اپنے ساتھ قبر میں دفن کرنے کا حکم دیتا۔

ایک مرتبہ افغانستان میں امیر نصر اللہ خان، نائب السلطنت کابل کا ترکہ فروخت

ہوا۔ مولانا سید محمد زکریا نے سمور کی ایک پوسٹین ۱۴ ہزار افغانی روپیہ (برابر دس ہزار برطانوی روپیہ) میں خریدی۔ رات آپ کو حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔ محبت آمیز لہجے میں عتاب فرمایا کہ ”جب تمہارے پاس دولت ہوتی ہے تو ایسا اسراف کرتے ہو کہ ہزاروں کی پوسٹین خریدتے ہو۔“

ایک مرتبہ ایک بلی پالی، اس نے جگہ ناپاک کر دی تو اسے مار کر گھر سے باہر نکال دیا۔ رات حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے عتاب فرمایا کہ ”تم نے بلی کو کیوں مارا؟ کیا وہ عقل و شعور رکھتی ہے؟ خبردار دوبارہ ایسا نہ کرنا۔“ مولانا سید محمد زکریا صبح بلی کو تلاش کر کے گھر لائے۔ ایک مرتبہ ایک پڑوسی نے مولانا سید محمد زکریا سے پانچ روپے قرض مانگا۔ اتفاق سے قرض دینے سے انکار کر دیا۔ شب کو حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے عتاب فرمایا کہ ”سائل کو کیوں روپیہ نہ دیا؟ اس کے گھر جا کر دو۔“ غرض اس نوعیت کی روحانی تربیت اور عظیم ترین تعلق کا سلسلہ قائم تھا۔ کتنے ہی مبشرات ایسے ہیں جن میں حضرت رسول اللہ ﷺ انتہائی محبت اور مولانا سید محمد زکریا سے ایسے تعلق کا اظہار فرما رہے ہیں کہ جس کی نظیر عالم میں نہ ملے گی۔

بیمار ہو گئے تو خواب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زکریا جب تم بیمار ہوتے ہو تو میں بھی بیمار ہوتا ہوں، جب تمہارے سر میں درد ہوتا ہے تو میرے سر میں بھی درد ہوتا ہے۔ غرض اس قسم کے حیرت انگیز منامات و مبشرات کتنے ہی ہیں۔

وسوسہ دل میں آیا کہ سكرات موت میں کیا حالت ہوگی؟ شیطان بہت پریشان کرے گا۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جہاں میں ہوں، وہاں شیطان کا کیا کام۔“ چند دن حیات کے باقی تھے۔ مولانا بنوری اپنے والد ماجد مولانا سید محمد زکریا کے پاس حسب معمول اذان فجر سے قبل یا بوقت اذان، رات کی حالت معلوم کرنے پہنچے تو فرمایا: آگے۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آج حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔

مولانا زکریا نے ان ہی ایام میں خواب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ سے کہہ رہے ہیں: یا رسول اللہ (ﷺ)! میں نے خواب میں دیکھا کہ حق تعالیٰ کرسی پر جلوہ گر ہیں اور میں ان کا طواف کر رہا ہوں۔ جب یہ بیان شروع کیا وہی حالت و صورت سامنے ہے اور حضرت رسول اللہ ﷺ خواب کی تعبیر دے رہے ہیں۔

بچپن سے مولانا بنوری اپنی داوی اور پھوپھی مریم سے سنا کرتے تھے کہ تمہارے والد کی عمر ایک سو سال ہوگی اور یہی ہوا کہ ٹھیک سو سال کی عمر پا کر مولانا سید محمد زکریا نے وصال

فرمایا اور مسکراتے ہوئے نور کے شعلوں میں داخل بحق ہوئے۔

۱۹۸۔ مولانا یوسف بنوریؒ کی چھوٹی پھوپھی صاحبہ خوارق و کرامات تھیں۔ واردات و احوال غریبہ طاری ہوتے تھے۔ اس حال میں جو بات کہتی تھیں ہو جاتی تھی۔ بچپن سے دونوں بھائی، بہن (زکریا و مریم) میں خونی رابطہ سے زیادہ روحانی رابطہ تھا۔ مکاشفات اور واردات میں جب حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوتی تو ایک دوسرے کے لیے سفارش کرتے تھے۔ ان کا معاملہ فطری تھا، بغیر سابقہ ریاضات کے حالات طاری ہوتے تھے جب کہ مولانا سید محمد زکریاؒ کا معاملہ ریاضات کے بعد شروع ہوا (ماہنامہ البیتات، کراچی ماہ اگست ۱۹۷۵ء)۔

۱۹۹۔ اس گنہگار کو الحمد للہ پہلے بھی دو مرتبہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی قبر انور کی خواب میں زیارت نصیب ہو چکی ہے۔ ایک رات خواب دیکھا کہ میرے سامنے ملبوس ایک جنازہ ہے اور لوگوں کا اس قدر ہجوم ہے، گویا پوری امت جمع ہو گئی ہے۔ ہر قسم کے لوگ دیندار، بے دین، لاپرواہ، بے شمار بے پردہ عورتیں اپنے بچوں کے ہمراہ موجود ہیں۔ دنیا داری میں مصروف، انہیں موقع کی اہمیت کا احساس ہی نہیں۔ میں نے دیکھا کہ اس شخصیت کو کچھ لوگ اٹھا کر غسل دے رہے ہیں یا کفن پہنا رہے ہیں یا کفن درست کر رہے ہیں۔ میرے دل اور ذہن میں سو فیصد یہ احساس پیدا ہوا کہ یہ تو میرے آقا ﷺ کا جسم اطہر ہے، مگر بالکل پتلا کپڑے یا کاغذ کی طرح اور ذہن میں آپ ﷺ کے جسد مبارک کا جو نقشہ تھا اس کے بالکل برعکس! یہ دیکھ کر آنکھوں سے اشکوں کی لڑیاں بہنے لگیں اور دل دھڑک دھڑک کر جسم سے باہر نکلنے کے لیے بے تاب ہو گیا۔ نماز جنازہ کی تیاری ہو رہی ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوتا ہے کہ کچھ لوگ جسم اطہر کو ہاتھ لگا رہے ہیں اور اپنی طرف سے بہت عقیدت کا اظہار کر رہے ہیں۔ مگر مجھے ان کا انداز بڑا غلط نظر آ رہا ہے۔ میں سوچتا ہوں انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے لیکن ان کو احساس ہی نہیں کہ وہ غلط طریقہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے چند لوگوں کو میں جانتا ہوں وہ ہماری مسجد کے نمازی ہیں۔ بظاہر اچھے لوگ ہیں اور حضور اقدس ﷺ سے بے حد محبت رکھتے ہیں۔ پھر میری آنکھ کھل گئی، عجب کیفیت تھی، سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کس قسم کا خواب دیکھا ہے اور اس کا کیا مطلب ہے۔ دل و دماغ میں بہت ڈر اور خوف تھا۔ (غیر مطبوعہ)

صاحب خواب سعید احمد صاحب، فیروز سنز، راولپنڈی برانچ میں ملازم ہیں۔ نہایت نیک، پابند صوم و صلوة، اور باشرع نوجوان ہیں۔ شاعری کا شوق ہے اور عموماً نعت کہتے ہیں۔ ان کے چند نعتیہ اشعار ملاحظہ فرمائیے:

اُن کی محبت میں خود نمائی نہ ہو کہ جذبہ عشق کی رسوائی نہ ہو

جو ذکر نبی ﷺ میں خلوص دل نہ ہو
 عشق رسول ﷺ کے یہ زبانی دعوے
 مہمان اس دل کا ہوتا نہیں خدا
 در نبی ﷺ کی اسیری ہی زندگی ہے
 میں کیا ان ﷺ کے کرم کے سوا مانگوں
 وہ ﷺ آرزو میری اور مطلوب حق بھی
 میری ہر کنوں میں رہتی ہو صدائے نبی ﷺ

۲۰۰۔ شیفتہ رسول ﷺ غازی مرید حسین شہید ۱۹۱۵ء میں بھلہ کیریاہ (تخصیل اب ضلع

چکوال) کے مشہور کہوٹ قریشی خاندان میں گاؤں کے نمبردار چوہدری عبداللہ خان کے یہاں
 پیدا ہوئے۔ پانچ برس کے تھے کہ یتیم ہو گئے۔ ماں نے لخت جگر کو بڑی محبت سے پالا۔ پندرہ
 سولہ برس کی عمر میں میٹرک پاس کیا اور ۱۹۳۵ء میں شادی ہو گئی۔ دنیا داری اور نمبر داری سے
 شروع ہی سے بیزاری تھی۔ صوم و صلوٰۃ کی پابندی کے ساتھ درد مند دل رکھتے تھے۔ حضور
 سرور کونین ﷺ سے بے پناہ محبت تھی۔ انہی ایام میں آپ کو حضور اقدس ﷺ کی زیارت با
 برکت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ ﷺ نے مرید حسین کو ایک گستاخ کافر کا حلیہ دکھایا، جسے
 مرید حسین نے اپنی ڈائری میں لکھ لیا۔ ان ہی ایام میں روزنامہ زمیندار، لاہور میں ”پول کا
 گدھا“ کے عنوان کے تحت یہ خبر شائع ہوئی کہ قصبہ پول ضلع گٹر گانواں میں جانوروں کے
 ڈاکٹر رام گوپال نامی نے اسپتال میں موجود ایک گدھے کا نام محسن انسانیت ﷺ کے اسم گرامی
 پر رکھا ہے۔ اس خبر نے پورے ہندوستان کے مسلمانوں میں اضطراب کی لہر دوڑادی۔ ادھر
 حکومت نے اس ڈاکٹر کا تبادلہ ضلع حصار کے قصبہ ناروند میں کر دیا، جو خالص ہندوؤں کا قصبہ
 تھا۔ مقصد ڈاکٹر کا تحفظ تھا۔ غازی مرید حسین پہلے ہی راجپال، شار دھانند، نتھور رام اور
 دوسرے متعصب ہندوؤں کی گستاخانہ حرکتوں پر رنجیدہ اور کبیدہ خاطر رہتے تھے۔ اس خبر نے
 جلتی پر تیل کا کام کیا۔ آپ اس گستاخ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور ڈھونڈ نکالا۔ سخت
 گرمی پڑ رہی تھی اور اگست کا مہینہ تھا۔ ڈاکٹر کا مکان اسپتال سے ملحق تھا۔ آپ نے دیکھا کہ
 کروڑوں مسلمانوں کی نیند حرام اور چین لوٹنے والا موذی ڈاکٹر درختوں کے سایہ میں نیند کے
 مزے لے رہا ہے۔ قریب ہی دوسری چارپائی پر اس کی بیوی کشیدہ کاری میں مصروف ہے۔
 اسپتال کا ہندو عملہ بھی دور نہ تھا لیکن آپ جان ہتھیلی پر رکھ کر بے خوف و خطر نعرہ زن ہوئے:
 اللہ اکبر! پھر ملعون کو مخاطب کر کے للکارا: او گستاخ زمانہ اٹھ، اج محمد دا پروانہ آگیا ای۔ ادھر

معاملے کو بھانپ کر رام گوپال کی بیوی زور زور سے چلانے لگی: وے رام گوپالا اٹھ کوئی مُسلا آیا ای۔ رام گوپال دھوتی سنبھالتے آنکھیں ملتا اٹھا، مگر دوسرے ہی لمحہ غازی مرید نے خنجر اس کے پیٹ میں اتار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ ہر طرف قتل قتل کا شور مچ گیا۔ مرید حسین کو گرفتار کر لیا گیا۔ جب مسلمان وکلاء جن میں بیر سٹر سلیم، بیر سٹر محمد علی، ڈاکٹر عالم لاہوری خاص طور پر قابل ذکر ہیں، نے دلائل دیئے تو پنجاب ہائی کورٹ کے چیف جسٹس، مسٹر یگ (Young) نہایت متاثر ہوئے، لیکن جب غازی صاحب نے حسب سابق قتل کا واضح الفاظ میں اعتراف کیا اور اپنے وکلاء کے دلائل کو خود ہی جھٹلادیا تو جج ششدر رہ گیا اور کہا: مسٹر سلیم کے دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ ”ملزم“ بے گناہ ہے لیکن ملزم کے بیان کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، جو مقدمے میں ابتدائے سے اب تک تبدیل نہیں ہوا۔ نتیجہ وہی نکلا جس کی توقع تھی۔ ہائی کورٹ نے اپیل خارج کر دی اور سزائے موت بحال رکھی۔ جہلم کی جیل کی جس کو ٹھری میں غازی صاحب کو رکھا گیا، اس کے ساتھ والی کو ٹھری میں قتل کا ایک ہندو مجرم منڈی بہاؤ الدین کا تھا۔ اس کو بھی سزائے موت سنائی گئی تھی اور وہ پھانسی کا منتظر تھا۔ غازی صاحب سے اس قدر متاثر ہوا کہ مسلمان ہو گیا۔ غلام رسول نام رکھا گیا اور پھانسی کے بعد مسلمانان جہلم نے نہایت عزت و احترام کے ساتھ جہلم کے قبرستان میں اسے سپرد خاک کیا۔

۱۸ رجب ۱۳۵۶ھ بمطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۳۷ء بروز جمعہ علی الصبح وہ ساعت آگئی جس

کا شیفتر رسول غازی مرید حسین کو بے تابی و بے قراری سے انتظار تھا۔ جب شہادت کا لمحہ آیا تو ڈیوٹی پر موجود مجسٹریٹ نے کہا: آپ زبان کو حرکت نہ دیں۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ میں اپنا کام کر رہا ہوں، آپ اپنا کام کریں۔ کہتے ہیں ایک خفیف سے جھٹکے اور یادگار مسکراہٹ کے ساتھ دیکھتے دیکھتے آپ کی روح نفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ عشق کی ایک جست نے آپ کو آخرت کی ہمیشہ زندہ رہنے والی دنیا میں پہنچا دیا۔ سچ ہے بقول قدسی مقال علامہ اقبال

سے مومن کے جہان کی حد نہیں ہے مومن کا مقام ہر کہیں ہے

آپ کے نورانی چہرے پر وہی تبسم تھا جس کا علامہ مذکور نے یوں ذکر فرمایا ہے

سے نشانِ مرد مومن با تو گویم چوں مرگ آید تبسم برب اوست

صبحِ نوبے جہلم جیل سے حضرت رسالت مآب ﷺ کے اس جانثار کا جنازہ اٹھایا

گیا۔ جہلم کے گلی کوچے درود و سلام سے گونج رہے تھے اور انسانوں کا ٹھانٹھیں مارتا سمندر تھا،

جو غازی صاحب کی آخری آرام گاہ ”غازی محل“ تک ساتھ رہا۔ راستے میں کئی مرتبہ نماز

جنازہ پڑھائی گئی۔ مختلف نعروں اور اشعار کے ہمراہ مولانا ظفر علی خانؒ کے یہ اشعار بھی پڑھے

جاتے رہے:

سہ جیت گیا اسلام کا غازی ہار گئی کفر کی بازی
جھک نہ سکا توحید کا پرچم صلی اللہ علیہ وسلم

سہ پہر کو بھلہ شریف کے شمال کی جانب لب شاہراہ انتہائی موزوں مقام پر شمع رسالت ﷺ کے اس پروانے کو انتہائی عقیدت و والہانہ انداز میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ سینکڑوں حفاظ کرام، علمائے کرام اور دیگر فرزند ان توحید اس وقت قرآن مجید کی آیات، کلمہ طیبہ اور درود شریف پڑھ رہے تھے۔ ایسا ایمان افروز سماں جو زبان قلم سے بیان نہیں ہو سکتا، اس سے پہلے نہ دیکھا گیا تھا۔ مختلف شعرا کے اشعار پڑھے جا رہے تھے۔ مثلاً مولانا محمد علی جوہر جو بیت المقدس میں مسجد عمر کے قریب دفن ہیں۔ ان کا شعر:

سہ رشک ایک خلق کو ہے جوہر کی موت پر یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے
(یہاں جوہر کی جگہ غازی کر دیا گیا تھا)۔

کوئی علامہ اقبال کی زبان میں رطب اللسان تھا:

سہ شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی
عاشق رسول غازی مرید حسین شہید شاعر بھی تھے، اسیر تخلص تھا کوئی ان کے یہ
اشعار پڑھ رہا تھا:

دنیا سے دل لگا کے تجھے کیا ملا اسیر اب عشق مصطفیٰ میں بھی جاں دے کے دیکھ لے
یا الہی اس اسیر خستہ جاں کو دار پر خواہش دیدار احمد ﷺ کے سوا کچھ بھی نہیں
کوئی یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

زندگی کیا ہے؟ محمد ﷺ پہ فدا ہو جانا
سعادت ہے کتنی سعید اس بشر پر
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
پی جام شہادت کا میداں میں نکل مسلم
بنا کر دند خوش رسے بخاک و خون غلطیدن
شہادت پا کے ہستی زندہ جاوید ہوتی ہے
مسلمان لاکھ بودے ہوں مگر نام محمد ﷺ پر
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ طیبہ کی عزت پر
غازی ملت نبی ﷺ کے جانثار
موت کیا ہے؟ اسی جذبہ کا فنا ہو جانا
محمد ﷺ پہ جو بھی فدا ہو گیا
اللہ اللہ موت کو کس نے مسجا کر دیا
جنت میں صلہ اس کا محبوب ﷺ خداویں گے
خدا رحمت کنداں عاشقاں پاک طینت را
یہ رنگیں شام صبح عید کی تمہید ہوتی ہے
خوشی سے اب بھی حاضر ہیں وہ اپنے سر کٹانے کو
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا
رحمتیں تجھ پر خدا کی صد ہزار

تو فدائی احمد رضی اللہ عنہ مختار ہے یاد تیری کیوں نہ آئے بار بار
غازی صاحب جام شہادت نوش کر کے زندہ جاوید ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایمان
کی حرارت والوں نے ”غازی محل“ تعمیر کر دیا جس میں تین ہستیاں ابدی نیند سو رہی ہیں۔
مزار کے درمیان میں غازی مرید حسین شہیدؒ، مغرب کی طرف آپ کی والدہ محترمہ غلام
عائشہ (متوفی ۱۹۶۲ء) اور مشرق میں آپ کی اہلیہ محترمہ امیر بانو (متوفی ۱۹۴۳ء)۔ مزار کے
سامنے کعبہ کی بیٹی یعنی مسجد ہے۔ ہر سال غازی محل میں غازی صاحب کے یوم شہادت پر
شاندار انداز میں عرس منایا جاتا ہے اور دور دور سے لوگ شرکت کے لیے آتے ہیں (عاشق
رسول غازی مرید حسین شہیدؒ از ملک محمد منیر نوابی ایم اے۔ مکتبہ نسیم، بازار کلاں، جہلم سے ماخوذ)۔
مسلمان ایک فراخ دل قوم ہے مگر اس کی فراخ دلی کا مذاق اڑا کر جب بھی کسی نے
ان کے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو مسلمانوں نے موت کو زندگی پر ترجیح دی
اور مسلمانوں کی یہ غیرت آج بھی قائم ہے..... اگرچہ انگریزی تعلیم نے مسلمانوں میں بے
حمیتی پیدا کر دی ہے پھر بھی عوام الناس و جمہور مسلمان آج بھی اس گناہ کو برداشت سے نہیں
کر سکتے۔ (ڈاکٹر سید محمد عبداللہ۔ سابق پرنسپل اور نیشنل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور)۔

۲۰۱۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں سنا کہ کوئی شخص کہہ رہا
ہے کہ جو آدمی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا متمنی ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مدرسہ
سیلوفیہ میں شیخ نور الدین شوئی کے ہاں کر سکتا ہے، چنانچہ وہاں گیا تو میں نے مدرسے کے پہلے
دروازے پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسرے پر حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور
تیسرے پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کھڑا پایا۔ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کمرے میں تخت پر جلوہ
افروز ہیں۔ میں نے اس جگہ شیخ نور الدین شوئی کو بیٹھے ہوئے پایا۔ جب ان سے حضرت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا تو وہ مسکرا کر خاموش ہو گئے۔ میں ابھی اس تلاش میں
سرگرداں تھا کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے مبارک شیخ نور الدین شوئی کے چہرے میں ظاہر ہوا،
جو سراپا نور بن گیا اور شیخ کا اپنا چہرہ چھپ گیا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام کہا۔

صبح میں نے یہ خواب شیخ نور الدین شوئی کے سامنے بیان کیا تو آپ نے بے حد
مسرت کا اظہار فرمایا اور کہا کہ اگر یہ خواب درست ہے تو میرا جسد خاکی میری موت کے بعد
خراب نہ ہوگا۔ چنانچہ شیخ کے وصال کے ۲۱ ماہ بعد ان کی لاش کو دیکھا گیا تو بالکل صحیح و سلامت
تھی (الیواقیت و الجواہر جلد ۲ صفحہ ۱۳۴) وہ خوش بخت ترین انسان ہے جس کی شکل میں حضور

اقدس ﷺ ظہور فرمائیں، اس کی لاش محفوظ رہے گی اور اسے مٹی نہ کھاسکے گی۔ علامہ شعرانی نے فرمایا کہ میرے والد ماجد میرے دادا جان کے ۲۱ برس بعد فوت ہوئے۔ دفن کے بعد کسی وجہ سے میرے دادا جان کی قبر کھل گئی تو سب نے دیکھا کہ ان کا جسم اسی طرح صحیح سلامت تھا۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی زیارت کسی بھی حالت میں باطل اور غلط نہیں ہو سکتی، چاہے آپ ﷺ اپنی اصل صورت کے علاوہ کسی دوسری صورت ہی میں نظر آئیں، اس لیے کہ شکل بھی منجانب اللہ بنائی جاتی ہے (جمع الوسائل مصنفہ ملا علی قاری جلد ۲ صفحہ ۲۹۸)۔

قاضی عیاض امام نووی اور ابن حجر عسقلانی متفق البیان ہیں کہ جس صورت میں بھی کسی نے حضرت رسول اللہ ﷺ کا دیدار کیا وہ آپ ﷺ ہی کا دیدار ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، گفت از رسول اللہ ﷺ شنیدم ہر کہ مراد خواب دید حق دیدہ باشد کہ من رانی فقد رای الحق فان الشيطان لا يتمثل بی خواب کی حالت میں اگر کوئی شخص حضرت رسول اللہ ﷺ کا کلام سماعت کرے، اگر سنت کے موافق ہو تو بالکل صحیح ہے، اگر سنت و سیرت نبوی ﷺ کے خلاف ہو تو یہ سننے والے کی سماعت کا فتور ہے۔

۲۰۲۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی عوارف المعارف میں پیران پیر محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اس وقت تک نکاح کا ارادہ نہ کیا جب تک کہ حضور اقدس ﷺ نے مجھے نکاح کرنے کا حکم نہ دیا۔

۲۰۳۔ کنگر شریف کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ محمد گل رحمان المعروف باباجی بادشاہ صاحب (متوفی ۱۹۲۸ء) نے اپنے بیٹے کا نام غلام رسول رکھا۔ شیر خوارگی کا عالم تھا۔ یہ نام رکھے ساتواں دن تھا کہ حضور اقدس ﷺ کی سواری کنگر شریف تشریف لائی۔ آپ ﷺ نے بادشاہ صاحب کی گود سے صاحبزادے کو اپنی گود میں لے لیا اور اپنا لعاب دہن بچہ کے منہ میں ڈالتے ہوئے اپنی زبان مبارک اسے چوسانہ شروع کر دی، کافی دیر بعد حضور انور ﷺ نے غلام رسول کو بادشاہ صاحب کی گود میں واپس کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اس کا نام ”پیر محمد“ رکھو۔“ پھر آپ ﷺ تشریف لے گئے۔ پیر محمد کنگروی المعروف باباجی صاحب ”۱۵ ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ بروز جمعرات بمطابق ۱۹۰۷ء کو پیدا ہوئے اور ۲۹ جمادی الثانی ۱۴۱۶ھ بروز جمعرات بمطابق ۲۳ نومبر ۱۹۹۵ء کو وصال فرمایا۔ آپ مادر زاد ولی تھے (صفحہ ۵۲ تا ۵۳)۔

یہ سارا گھرانہ جنہیں پیران کنگر کہا جاتا ہے چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ سلسلے کے یگانہ روزگار بزرگ گزرے ہیں۔ صوبہ سرحد میں ضلع مانسہرہ کا ایک دور دراز چھوٹا سا غیر معروف گاؤں کنگر کہلاتا ہے، یہاں جنگل اور پہاڑ ہی ہیں۔ دور سے ان پہاڑوں کی چوٹیاں ایسی لگتی ہیں

جیسے کسی بہت بڑے محل کی دیواروں کے کنگرے ہوں پس اس گاؤں کا نام کنگر پڑ گیا اور جسے مذکورہ بالا بزرگوں نے کنگر شریف بنا دیا۔ دربار عالیہ پیران کنگر شریف (فیض آباد، بٹ دریاں، مانسہرہ) پر پہلی مرتبہ ۱۴۲۱ھ بمطابق ۲۰۰۰ء میں ”فیوضات پیران کنگر“ کے نام سے ایک رسالہ جناب سید محمد عارف شاہ المعروف فقیر ناظری نے مرتب کیا ہے۔ آج کل یہاں کے سجادہ نشین ولی کامل جناب محمد جمیل الرحمان المعروف میاں صاحب ہیں۔ اس رسالے کے صفحہ ۷۴ پر تحریر ہے کہ جب کبھی کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو تو تین سو مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھ کر پیران کنگر کے وسیلے سے دعا مانگے، انشاء اللہ فوراً نتیجہ ظاہر ہوگا۔

(مذکورہ بالا رسالے کے لیے میں جناب پروفیسر محمد سرور شفقت کا ممنون ہوں)۔

۲۰۴۔ تقریباً تیس سال قبل کی بات ہے حاصل پور (پنجاب، پاکستان) میں ایک نہایت محنتی بزرگ تھے جو پتھروں کو تراش کر ڈیکوریشن (برائے سجاوٹ) کی اشیا بناتے تھے۔ آمدنی اتنی محدود تھی کہ بمشکل دو وقت کی روٹی مہیا ہوتی تھی۔ آپ عشق مصطفیٰ ﷺ میں ہر وقت مستغرق رہتے تھے، ہر وقت فکر دامن گیر رہتی تھی کہ کون سا طریقہ ہو جس سے حضرت امام الانبیاء ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضری دی جائے۔ ایک رات درود شریف کا ورد کرتے ہوئے جو سوئے تو خواب میں حضرت رحمۃ اللعالمین ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے۔ آقائے دو جہاں ﷺ نے روضہ اطہر کی چھت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ”وہ جو دو پھولوں میں سے ایک ٹوٹ گیا ہے، اسے آکر لگا جاؤ۔“ جب انہوں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو سنگ مرمر کے دو نہایت خوشنما پھول لگے تھے جن میں سے ایک نیچے گر گیا تھا، ادھر حکم ملا ادھر آنکھ کھل گئی، نہایت ہی مسرت کا عالم تھا۔ اس پھول کا مکمل عکس ذہن میں بسا کر درود شریف کے ورد کے ساتھ شکرانہ ادا کیا، پھر انتہائی لگن اور محنت سے اسی طرز پر اسی شکل اور سائز کے دو پھول با وضو اور درود شریف کے ورد کے ساتھ اپنے ہاتھ سے بنائے، پھر انہیں ایک تھیلے میں ڈال کر چند ضروری اوزار لے کر چل پڑے اور کراچی پہنچ گئے۔ کسی پوچھنے والے نے پوچھا کہ اسباب کیا ہونگے؟ فرمایا کہ آقا (ﷺ) نے بلایا ہے۔ بس! بحری جہاز میں سوار ہو گئے۔ کسی نے ٹکٹ کے لیے پوچھا نہ چینگ کی۔ حرم محترم مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ کیا، پھر مدینہ منورہ پہنچ گئے، عجیب کیفیت تھی، عشق مصطفیٰ (ﷺ) میں شرابور دل لیے روضہ اقدس پر حاضری دی۔ وہاں کے منتظم سے ملاقات کی اور اپنا مدعا بیان کیا اور کہا اندر چھت کی فلاں سائڈ پر دیکھ لیا جائے، اگر وہاں واقعی پھول ٹوٹا ہوا ہے تو یہ میرے پاس موجود ہے۔ جب دیکھا گیا تو وہاں سے پھول ٹوٹ کر نیچے گرا ہوا تھا، اجازت مل گئی، سیڑھی کا انتظام ہو گیا۔ جب کام سے فارغ ہو

ئے تو درود شریف پڑھتے ہوئے واپس اتر رہے تھے کہ سیڑھی سے نیچے قدم رکھتے ہی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ ”فداک ابی وامی“ لاکھوں جانیں آپ ﷺ پر قربان کی جائیں تو بھی حق ادا نہ ہوگا۔ جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ باللہ رب العزت ہم سب کو ایسی موت نصیب فرمائیے۔ (آمین) (غیر مطبوعہ)۔

یہ خواب اور واقعہ حافظ عبدالباسط صاحب، راولپنڈی نے مجھے عنایت فرمایا جو انہیں حاصل پور (ضلع رحیم یار خان) کے نہایت عزیز دوست اور بھائی شبیر صاحب نے دیا تھا۔
۲۰۵۔ جناب محمد اسلم، جناب ڈاکٹر مقبول الہی (سابق ممبر CBR) راولپنڈی کے نہایت عزیز دوست ہیں۔ انہوں نے اپنے یہ خواب ڈاکٹر صاحب کو تحریر کر کے دیئے اور ان کے ذریعے مجھ تک پہنچے، جنہیں شامل کر رہا ہوں۔ (مورخہ ۱۵ نومبر ۲۰۰۰ء)۔

بھٹو صاحب کے عہد میں مفتی محمود صاحب ”صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ تھے۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا دربار لگا ہوا ہے، ایسا لگتا ہے جیسے شاہی مسجد، لاہور ہو۔ حضور انور ﷺ سفید لباس میں ملبوس ہیں اور آپ ﷺ مسجد کے محراب میں تشریف فرما ہیں، کچھ حضرات مسجد کے اندر ہیں کچھ باہر، نماز تہجد کا وقت ہے اور میں حضور اقدس ﷺ کے سامنے کھڑا ہوں جبکہ مفتی محمود صاحب ”سب سے پیچھے باہر بیٹھے ہیں۔ حضور پر نور ﷺ فرماتے ہیں: ”مفتی صاحب! آپ آگے آجائیے۔“

میں نے اپنا یہ خواب اپنے ایک کرم فرما بزرگ اور صوفی دوست حضرت مولانا محمد اکرم چشتی کو سنایا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ نے رویائے صادقہ دیکھا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ مفتی صاحب نے صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے شراب پر پابندی عائد کی ہے اور حضور ﷺ کو ان کا یہ فعل پسند آیا ہے۔

۲۰۶۔ قریباً بیس برس کی بات ہے، میں نے خواب دیکھا کہ ایک پہاڑی ہے جس میں بندر، ریچھ اور دوسرے درندے موجود ہیں، میں خوفزدہ ہو کر برق رفتاری سے اڑنا شروع کر دیتا ہوں اور جب پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو چمکاڈر کی مانند سیاہ رنگ کی کوئی چیز میرے تعاقب میں ہے، میری رفتار اور تیز ہو جاتی ہے، کئی بار مڑ کر دیکھتا ہوں، وہ چیز برابر میرے تعاقب میں ہے مگر فاصلہ برقرار رہتا ہے، مجھے خدشہ ہے کہ یہ کہیں مجھے پکڑ نہ لے، یکایک دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا گنبد ہے، جس کی چھت پر ایک بزرگ سفید لباس میں ملبوس تشریف فرما ہیں، ان کے قریب جا پہنچا ہوں اور اس طرح کہ میرے گھٹنے ان کے گھٹنوں کو چھو جاتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: ”شکر ہے کہ تم منزل مقصود پر آ پہنچے ہو۔“

صبح صدر بازار، راولپنڈی کے مشہور طبیب جناب سید ہارون الرشید جو میرے پیر بھائی بھی ہیں، کو اپنا خواب سنایا۔ اُس زمانے میں ایک صد سالہ بزرگ ڈھوک دلال میں رہتے تھے اور بابا تاج الدین قلندر ناگپوری کے سلسلہ سے تھے، انہوں نے مجھ سے کہا کہ آج قلندر بابا کے پاس جا رہا ہوں، آپ بھی چلیے۔ قلندر بابا بیٹھے تھے اور بڑی مشکل سے بات کر پاتے تھے۔ انہوں نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: ”کل رات نبی (ﷺ) کے قدموں میں سر تھا، کاش کہ وہیں موت آجاتی۔“ پھر صد سالہ بزرگ نے مجھ سے فرمایا: بابا آپ کا خواب بیان کر گئے ہیں اور وہ بزرگ ہستی جنہیں آپ نے خواب میں دیکھا تھا حضور نبی اکرم (ﷺ) تھے۔“

۲۰۷۔ ۱۹۸۷ء کی بات ہے جب مجھ پر حج بیت اللہ شریف کا شوق غالب تھا۔ خواب دیکھتا ہوں کہ حضور اقدس (ﷺ) مسجد نبوی میں جلوہ افروز ہیں، کھدر کے سفید لباس میں ملبوس ہیں، پگڑی بھی کھدر کی ہے، آنکھیں نہایت خوبصورت ہیں، ریش مبارک سیاہ ہے البتہ ٹھوڑی کے اوپر چند بال سفید ہیں۔ میں ایک کمرے میں کھڑا ہوں جس کا دروازہ مسجد میں کھلتا ہے۔ حضور انور (ﷺ) کو دیکھ کر مجھ پر کچھی طاری ہو جاتی ہے۔ پہلے آپ (ﷺ) دائیں جانب دیکھتے ہیں جس طرح نماز میں سلام پھیرتے ہیں اور پھر بائیں جانب، پھر اٹھ کر میرے پاس آجاتے ہیں اور میں آپ (ﷺ) کے دست مبارک کو بوسہ دیتا ہوں۔ پھر آپ (ﷺ) مسجد کے اندر تشریف لے جاتے ہیں۔ خواب میں ہی مجھے خیال آتا ہے کہ میں اس قابل کہاں کہ حضور اقدس (ﷺ) کے دست مبارک کو بوسہ دیتا، مجھے تو آپ (ﷺ) کے پاؤں چومنے چاہئیں تھے۔

دوسرا منظر دیکھتا ہوں کہ کمرہ وغیرہ غائب ہو گیا، مجھے حضور (ﷺ) کا زمانہ لگا کہ اسی دور کے گھر ہیں اور کھجوروں کے درخت ہیں۔ حضرت رسالت مآب (ﷺ) کو جاتے ہوئے پیچھے سے دیکھتا ہوں کہ آپ (ﷺ) نے پنڈلیوں تک تہ بند پہن رکھا ہے جو سلا ہوا ہے۔

تیسرا منظر دیکھتا ہوں کہ وہی کمرہ ہے اور میرے ساتھ مشہور عالم دین اور مفسر قرآن حضرت مولانا امین احسن اصلاحی کے صاحبزادے ابو سعید اصلاحی کھڑے ہیں۔ جنہیں میں ایک مدت سے نہیں ملا تھا۔ حضور اقدس (ﷺ) اس کمرے کا دروازہ باہر سے کھولتے ہیں اور سر مبارک اندر کر کے فرماتے ہیں: ”کیا آپ ہمارے ساتھ کھانا نہیں کھائیں گے؟“ میں ادب اور خوف کے ملے جلے جذبات کے ساتھ جواب دیتا ہوں: ”حضور (ﷺ) بہت اچھا، حضور (ﷺ) بہت اچھا“ اور ساتھ ہی عرض کرتا ہوں: حضور (ﷺ) یہ مولانا امین احسن اصلاحی کے بیٹے ہیں (مولانا اصلاحی صاحب کو دیکھے ہوئے بھی مجھے ۲۵ برس بیت چکے تھے)۔ حضور (ﷺ) فرماتے ہیں: ”اچھا اچھا، مولانا کو بھی میرا سلام کہنا“ اور اتنا کشادہ تبسم فرمایا کہ آپ (ﷺ) کے

سفید چمکدار دندان مبارک صاف طور پر نمایاں ہو گئے۔

میں نے اپنے بزرگ دوست حضرت پیر محمد یونس صاحب (وہ اس وقت زندہ تھے)، کو اپنا یہ خواب سنایا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کو حضور اقدس ﷺ کا سلام مولانا تک پہنچانا چاہیے۔ پس میں نے مولانا اصلاحی صاحب کو خط کے ذریعہ حضرت رسول اللہ ﷺ کا سلام پہنچایا تھا اور ان کا جواب بھی مجھے مل گیا تھا۔

۲۰۸۔ میں ۱۹۸۸ء میں حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں تھا۔ خواب دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ بہت تیزی سے گزر رہے ہیں اور میں صرف آپ ﷺ کے پاؤں مبارک دیکھتا ہوں اور فوراً انہیں چوم لیتا ہوں، جس کے لیے خواب مذکورہ بالا میں میں نے خواہش ظاہر کی تھی۔

وہاں مجھے نقشبندی سلسلے کے ایک بزرگ ملے جن سے میں نے اپنا یہ خواب بیان کیا مگر وہ سن کر خاموش رہے۔ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ آپ کا خواب پورا ہو گیا، کیونکہ حضور اقدس ﷺ نے آپ سے خواب میں فرمایا تھا کہ کیا آپ ہمارے ساتھ کھانا نہیں کھائیں گے؟ ہم مدینہ منورہ میں جو کھانا کھاتے ہیں، وہ حضور انور ﷺ کی جانب سے ہوتا ہے اور آپ ﷺ ہمارے میزبان ہوتے ہیں۔

۲۰۹۔ ۱۹۸۴ء میں میرے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ میں اس زمانے میں راولپنڈی کینٹ میں رہتا تھا۔ دن کے تقریباً ساڑھے دس بجے میں اپنے کمرے میں سو رہا تھا کہ اچانک اٹھ کر بیٹھ گیا۔ ایک آواز میرے سینے کے اندر سے نکل رہی ہے اور میں کہہ رہا ہوں: ”لبیک یا رسول اللہ ﷺ“۔ یہ الفاظ جاگنے کی حالت کے ہیں۔

پھر یہ واقعہ میں نے جناب حکیم سید ہارون الرشید سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا یہ بہت اچھی حالت ہے مگر اس وقت مطلب سمجھ میں نہیں آ رہا۔ اس کے بعد اچانک میری شادی کا سلسلہ بن گیا۔ جولائی کا مہینہ تھا اور جانے سے پہلے میری یہ حالت ہوتی تھی کہ میں بیوی کے ہمراہ گاڑی میں بیٹھتا تو مجھ پر گریہ طاری رہتا تھا اور سر زمین حجاز پہنچ کر مجھ پر سوز و گداز بہت غالب آ جاتا تھا، ہر نماز کی ہر رکعت پر مجھ پر گریہ طاری رہتا تھا۔ یہ حالت مجھ پر میرے شیخ حضرت سید محمد علاؤ الدین جیلانی نقشبندی مجددیؒ کے وسیلے سے حضور ﷺ ہی کی نگاہ کرم سے تھی۔ پہلی مرتبہ جب ہماری بس مدینہ منورہ کی جانب جا رہی تھی تو میری قلبی بے قراری ناقابل بیان تھی۔ جب دور سے گنبد خضرا نظر آیا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ میرا دل سینے سے باہر آ جائے گا اور میں برابر روتا چلا جا رہا تھا۔

۲۱۰۔ جب میں دسویں جماعت میں پڑھتا تھا تو مجھے خواب میں پتہ چلا کہ حضور ﷺ کی

نگاہ کرم احقر الناس پر ہے۔ میرے بزرگ دوست اور کرم فرما جناب سید اشتیاق حسین گنگوہی نے مجھے فرمایا: اسلم صاحب جب آپ ماں کے پیٹ میں تھے، اس وقت بھی حضور اقدس ﷺ کی نگاہ مبارک آپ پر تھی۔

۲۱۱۔ مجدد العصر حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گیلانی قدس سرہ العزیز کو مناظرہ کی دعوت دے کر مرزا غلام احمد قادیانی کا مناظرے کے لیے نہ آنا، ایک تاریخی واقعہ ہے جس سے مرزا کے جھوٹے دعوؤں کی قلعی کھل گئی تھی اور اسے انتہائی رسوائی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

سیدنا پیر مہر علی شاہؒ تحریر فرماتے ہیں کہ ان دنوں میں اپنی آنکھیں بند کئے بیداری کی حالت میں حجرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ آنحضرت ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ تشہد کی حالت میں بیٹھے ہوئے ہیں اور چار بالشت کے فاصلے پر یہ نیاز مند بالکل محاذات میں ایسے بیٹھا ہے جیسے کہ مرید شیخ کے سامنے۔ غلام احمد مشرق کی طرف رخ کیے رسول پاک ﷺ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھا ہوا ہے۔ اس مشاہدے کے بعد میرا طمینان قلبی اور زیادہ ہو گیا اور میں احباب کے ہمراہ لاہور پہنچا۔ اپنے وعدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی لاہور نہ آیا۔ یہ بات واضح رہے کہ غلام احمد قادیانی نے اپنے اشتہارات میں اعلان کیا تھا کہ جو فریق اس مناظرے سے فرار ہوگا اس پر اللہ کی لعنت ہوگی۔ وہی ہوا کہ وہ خود مناظرے سے فرار ہو گیا اور لاہور نہیں آیا، حالانکہ تمام علما اور دوسرے رفقاء نے تین دن تک لاہور میں اس کا انتظار کیا تھا۔ اسی دوران مرزا قادیانی نے تفسیر نویسی کا چیلنج دیا جسے حضرت مہر علی شاہؒ نے قبول فرمایا اور اعلائے کلمۃ الحق کے لیے یوں فرمایا کہ قلم و کاغذ رکھ دیئے جائیں، جس کا قلم قرآن پاک کی تفسیر خود بخود لکھے وہی حق پر ہوگا۔ آپ نے بعد میں فرمایا کہ میں نے جو بات کہی تھی، وہ یوں ہی نہیں تھی، مجھے مکمل طور پر تائید ایزدی اور حمایت نبوی (ﷺ) حاصل تھی، اگر میں اس سے بھی بڑا دعویٰ کرتا تو اللہ تعالیٰ مجھے ضرور سرخرو فرماتا۔ مجھے اس لیے اس بات پر یقین تھا کہ بحالت رویا و بیداری میں نے جو کچھ دیکھا تھا وہ سر بسر حق تھا (ضیائے مہر یعنی سوانح حیات حضرت پیر سید غلام محی الدین گیلانی (بابو جی قدس سرہ العزیز) از جناب مولانا مشتاق احمد چشتی، درگاہ عالیہ غوثیہ مہریہ، گولڑہ شریف صفحہ ۷۲۳ تا ۲۳۸)۔

(میں اس کتاب کے لیے جناب پروفیسر محمد سرور شفقت کا ممنون ہوں)۔

۲۱۲۔ مدینہ منورہ میں حضرت لالہ جی صاحبان (حضرت پیر سید غلام معین الدین گیلانی اور آپ کے چھوٹے بھائی حضرت پیر سید شاہ عبدالحق گیلانی مدظلہ العالی) تلاوت قرآن پاک فرما رہے تھے اور ایک درویش قریب بیٹھا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ سے ملنے کے انتظار میں

ہے۔ جب آپ تلاوت سے فارغ ہوئے تو کہنے لگا: اپنے بابا (بابو جی) سے بولو حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں پاکستان میں سوشلزم نہیں آئے گا۔ چنانچہ بڑے لالہ جی صاحب نے یہ بات جب قبلہ بابو جی (حضرت پیر سید غلام محی الدین گیلانی قدس سرہ) کو بتائی تو آپ اس ارشاد سے مطمئن ہو گئے اور واقعی سوشلزم کے داعی بالآخر اس سے دست کش ہو گئے اور پاکستان بابو جی کی دعاؤں اور سرکار مدینہ ﷺ کے کرم سے سوشلزم سے محفوظ ہو گیا (ضیائے مہر، صفحہ ۷۵ تا ۷۶)۔

۲۱۳، ۲۱۴۔ سیدی و مرشدی (حضرت پیر سید غلام محی الدین گیلانی قدس سرہ العزیز) آپ نے مجھ (السید احمد محضار العطاس المدنی) سے استفسار فرمایا ہے کہ ”محبوب الرسول“ کا خطاب آپ کو عالم رویا میں یا عالم بیداری میں بتایا گیا۔ سیدی اس کی تفصیل یہ ہے کہ ۷ ارجب ۱۳۶۵ھ کو میں روضہ مبارک پر حاضر ہوا تھا کہ آپ کی نیابت میں صلوٰۃ و سلام کا ہدیہ پیش کروں۔ میں روضہ نبویہ کے سامنے کمال عجز اور خشوع و خضوع کے ساتھ کھڑا تھا کہ میرے دل میں خیال آیا کہ کاش رسول کریم ﷺ مجھے اپنے مشاہدے سے نوازیں اور اپنی مبارک آواز سنائیں، لیکن میں نے اپنے آپ کو اس عظمت کے لیے بہت حقیر اور چھوٹا سمجھا۔ اس وقت غیب سے گریہ طاری ہوا اور مجھے کپکپی محسوس ہوئی۔ اچانک میں نے رسول پاک ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کے ساتھ پانچ اشخاص تھے، جنہیں میں نہیں جانتا۔ تھوڑے فاصلہ پر بائیں جانب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بن جراح کھڑے تھے۔ اچانک اے میرے سید! آپ سیدہ خاتون جنت کے حجرے کی طرف سے آئے اور حضرت ابو عبیدہ کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ حضرت رسول پاک ﷺ مسکرائے اور فرمایا اے عامر! یہ میرا محبوب ہے اور آپ کی طرف اشارہ فرمایا۔ پھر حضرت ابو عبیدہ چلے تو آپ بھی ان کے پیچھے روضہ مطہرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس وقت جو لوگ وہاں بیٹھے تھے وہ سب کھڑے ہو گئے اور انہوں نے آپ سے مصافحہ کیا اور پھر وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ اس وقت حضرت رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے میری جانب اشارہ کیا۔ کافی دنوں تک یہ منظر میری آنکھوں کے سامنے رہا اور میں سوچتا رہا کہ کیا واقعی مجھے یہ شرف حاصل ہوا اور میں نے عالم بیداری میں آپ ﷺ کی زیارت کی ہے۔ تقریباً دو ماہ بعد جبکہ رمضان المبارک کا دسواں روزہ تھا، ظہر کے بعد میں تھوڑی دیر کے لیے اپنے بستر پر لیٹا اور مجھے نیند آگئی۔ میں نے اپنے آپ کو مدینہ منورہ میں ”باب شامی“ کے باہر دیکھا، بہت سے لوگ جمع تھے، ایک پکارنے والے نے کہا: حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لانے والے ہیں۔ میں اٹھا، دوسرے لوگ بھی اٹھے کہ اتنے میں حضرت رسول اللہ ﷺ مسجد کے دروازے کے قریب آکر ٹھہرے، باقی لوگ

بھی وہیں رک گئے کہ اچانک ان کے درمیان سے ایک آدمی سامنے آیا، وہ آپ تھے (قبلہ بابو جی)۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اپنے قریب بلایا اور سرگوشی فرمائی جسے کوئی اور نہیں سن سکتا تھا۔ اس کے بعد حضرت رسول پاک ﷺ نے فرمایا ”یہ میرا محبوب ہے“ اور اپنے دست مبارک سے آپ کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کے بعد حضرت رسول اللہ ﷺ، سیدنا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف روانہ ہو گئے اور میں بیدار ہو گیا۔ مجھے انتہائی خوشی ہوئی کہ دو ماہ پہلے روضہ اقدس کے سامنے بیداری میں جو کچھ دیکھا تھا وہ درست تھا اور یہ رویا بھی صحیح ہے (ضیائے مہر، صفحہ ۱۹۳ تا ۱۹۴)۔

۲۱۵۔ جمعرات شعبان ۱۳۷۱ھ میں سویا تو اپنے مرشد سیدنا غلام محی الدین کو دیکھا کہ آپ کے ساتھ بہت مخلوق ہے، میں بھی ساتھ ہوں، ہم مدینہ شریف کے بازاروں میں پھرتے رہے، جاگا تورات کا سوا ایک بجاتا تھا، پھر سو گیا، دوبارہ سیدی قبلہ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا، آپ کے پاس کراچی والے حافظ صاحب بھی تھے اور میں بھی ساتھ تھا۔ میں مدینہ شریف میں ایک دکان پر کچھ چیزیں خریدنے رکا، پھر حضرت صاحب آگے نکل کر نظروں سے غائب ہو گئے اور میں پیچھے رہ گیا۔ میں نے گھڑی دیکھی تورات کے پونے تین بجے تھے، میں خوش ہو کر اٹھا اور غسل کر کے چار رکعت نماز پڑھی اور بیٹھ کر کچھ پڑھنے لگا۔ پھر آنکھ لگ گئی اور میں نے شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زیارت کی اور عرض کیا: یا سیدی! میں رسول پاک ﷺ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں، آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ میری طرف سے سید غلام محی الدین کو جزائے خیر فرمائیے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر فرمایا کہ ”تم دو مرتبہ زیارت کر چکے ہو۔“ میں خاموش رہا اور پھر عرض کیا کہ میں نے تو ”اپنے مرشد سیدنا غلام محی الدین کو دیکھا ہے۔“ اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا کہ ”وہی تو ہیں رسول پاک ﷺ) کا مظہر، کیا تم نے محبوب سے نہیں سنا (ترجمہ) تیرا گوشت میرا گوشت اور تیرا جسم میرا جسم۔“ پس میں سمجھ گیا کہ اصل ایک ہے (ضیائے مہر صفحہ ۱۹۴ تا ۱۹۵)۔

۲۱۶۔ مصنف / مولف کتاب ہذا کی نواسی عائشہ امتیاز دختر امتیاز احمد خان مرحوم نے حسب ذیل پانچ خواب دیکھے:

حضور انور ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف مجھے سب سے پہلے اس وقت حاصل ہوا جب والد صاحب کی وفات کو سوا دو سال گزرے تھے اور میں اکثر اس رہتی تھی، مگر والدہ کی موجودگی اور بہن بھائیوں کو دیکھ کر ہمت بندھ جاتی تھی۔

ستمبر ۱۹۹۶ء کی ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ میری چھوٹی بہن اور چھوٹا بھائی

سعد مسجد اقصیٰ میں کھڑے ہیں، وہاں ایک کمرہ ہے جس میں کئی منزلہ ایک بستر ہے، اس کی سب سے اوپر والی منزل پر گائے کا گوشت رکھا ہے اور حضور اقدس ﷺ اسے اٹھا اٹھا کر زمین پر جو چٹائی بچھی ہے اس پر رکھ رہے ہیں اور فرماتے جاتے ہیں کہ ”یہ مسلمانوں کے لیے ہے۔“ وہ مہینہ بھی حج کا تھا پھر میری آنکھ کھل گئی (غیر مطبوعہ)۔

۲۱۷۔ سال ۱۹۹۶ء ستمبر کا دوسرا ہفتہ ہے۔ علی الصبح خواب دیکھا کہ والد مرحوم سخت بیمار ہیں اور پولی کلینک، اسلام آباد میں داخل ہیں۔ شام کا وقت ہے، تاریکی چھا رہی ہے اور والد مسلسل ”نمکو“ مانگ رہے ہیں چنانچہ میرے بھائی، چچا، ماموں سب نمکو لینے جا چکے ہیں مگر کسی دکان پر نہ مل سکا۔ ہم مایوس کھڑے ہیں کہ عین اس وقت حضور اکرم ﷺ ایک ٹرے میں نمکو اور پنیر کے پیکٹ رکھے ہوئے کمرے میں تشریف لاتے ہیں، جہاں صرف میں اور میرے والدین ہیں۔ میرے والد نے تھوڑا سا نمکو کھایا اور یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ میرے منہ کا ذائقہ خراب ہے، کچھ میں نے بھی کھایا، اس کے بعد والد نے کہا: اسے آنتی شہناز کو دے دو۔ پھر تھوڑی دیر بعد میرے ابو کی طبیعت بہت خراب ہو گئی اور وہ منظر نہایت غمناک تھا۔ حضور ﷺ میرے ابو کے پاس کرسی پر تشریف فرما ہیں، میری والدہ حضور پر نور ﷺ کے پاس جا کر رو رہی ہیں، میں بھی وہیں ہوں، والدہ مسلسل رو رہی ہیں اور ان کا سر حضور اقدس ﷺ کے دست مبارک پر ہے۔ میری والدہ نے ایک بہت بڑا چمکدار سونے کا ہار پہنا ہوا ہے، جسے دیکھ کر میں متعجب ہوں کیونکہ ان کے پاس ایسا کوئی ہار نہ تھا، پھر میری والدہ نے حضور ﷺ سے میرے والد کی طبیعت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اب وہ ٹھیک نہیں ہو سکتے“ اور تھوڑی ہی دیر بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ میری آنکھ کھل گئی۔ نانا مسجد روانہ ہو رہے ہیں اور والدہ نماز فجر کی تیاری کر رہی ہیں (غیر مطبوعہ)۔

مسٹر امتیاز احمد خان، سنٹرل گورنمنٹ پاکستان کے ایک اہم افسر تھے۔ اپنی قابلیت، محنت، دیانت، سادگی اور ہمدردی کے لیے مشہور تھے۔ ۹ محرم ۱۴۱۳ھ بمطابق ۱۹ جون ۱۹۹۴ء پولی کلینک میں وفات پائی اور اسلام آباد کے مرکزی قبرستان میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

۲۱۸۔ مذکورہ بالا دونوں خوابوں کے بعد میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ حضور انور ﷺ مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمائیں جس پر میں بہ آسانی عمل کر سکوں۔ اللہ پاک نے میری دعا قبول فرمائی اور ستمبر ۱۹۹۶ء میں مجھے پھر حضور اقدس ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ گھر کے تمام افراد کام سے باہر گئے ہوئے ہیں اور میں مکان کی نچلی منزل میں بیٹھی ہوں، ہم اوپر کی

منزل میں رہتے ہیں، گھنٹی بجتی ہے، آنٹی نے جا کر دیکھا اور مجھے بتایا کہ آپ کے مہمان آئے ہیں، میں گھر سے باہر نکلی تو حضرت رسالت مآب ﷺ کو کھڑے ہوئے پایا، میں آپ ﷺ سے بات کرتی ہوں کہ اتنے میں مسجد سے نانا بھی آجاتے ہیں اور حضور انور ﷺ ہمارے ہمراہ اور تشریف لے آتے ہیں، میں فوراً روٹی پکانا شروع کر دیتی ہوں، اچانک دیکھتی ہوں کہ حضور ﷺ میرے پاس باورچی خانے میں کھڑے ہیں، میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں لال مسور اور آلو کی بھیجا پیش کی تب حضور اقدس ﷺ نے مجھے نصیحت فرمائی ”ضرورت سے زیادہ کھانا مت پکایا کرو اور کبھی کھانا ضائع نہ کرنا“۔ میں نے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ آپ ﷺ کی نصیحت پر عمل کروں گی (غیر مطبوعہ)۔

۲۱۹۔ مذکورہ بالا خواب کے دو دن بعد ہی میں نے خواب دیکھا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کے لیے آلو گوشت میز پر رکھا ہے، کچھ دیر بعد ہی آپ ﷺ تشریف لے آئے، دست مبارک میں ایک لیموں ہے، ہرے کپڑے پہنے ہوئے ہیں، صحت بہت اچھی ہے، بال سیاہ ہیں، کچھ سفید بھی ہیں، تشریف لے جانے سے پہلے مجھے، میری چھوٹی بہن اور چھوٹے بھائی سعد کو بہت پیار کرتے ہیں (غیر مطبوعہ)۔

۲۲۰۔ ۱۶ نومبر ۲۰۰۰ء کو میرا گلا سخت خراب تھا۔ رات کو تکلیف بڑھ جانے سے کوشش کے باوجود نیند نہیں آرہی تھی اور صبح کالج بھی جانا تھا، سوچا اگر نہ سوئی تو صبح آنکھ نہ کھل سکے گی پس کسی نہ کسی طرح کوشش میں کامیاب ہو گئی، آنکھ لگی ہی تھی کہ ایسا محسوس ہوا کہ حضور نبی مکرم ﷺ تشریف لائے ہیں، فوراً آنکھ کھل گئی اور یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ تشریف لائے تھے گو میں نے دیکھا نہیں، لیکن آپ ﷺ نے دعا کی ہوگی کیونکہ میرا گلا بالکل ٹھیک ہو گیا۔ میں سکون سے سو گئی اور رات بھر مجھے کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی (غیر مطبوعہ)۔

۲۲۱۔ عائشہ امتیاز کی والدہ کو بھی حضور اقدس ﷺ کی زیارت بابرکت کا بے حد اشتیاق تھا۔ رات کو سونے سے پہلے اس سلسلے میں دعا کا معمول بنالیا تھا۔ ایک رات دعا کر کے سو گئی۔ نماز فجر کے بعد پھر نیند آگئی۔ خواب دیکھا کہ ایک اندھیرے کمرے میں کھڑی ہوں جس میں خوب خوشبو پھیلی ہوئی ہے کہ اچانک میرے ذہن میں آتا ہے کہ حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ تشریف لارہے ہیں، کچھ پریشان سی ہو جاتی ہوں کہ کس طرح آپ ﷺ کا دیدار کر سکوں گی، اسی اثنا میں کمرے میں جھلملاتی ہوئی سفید رنگ کی روشنی ہو جاتی ہے جس سے پورا کمرہ روشن ہو جاتا ہے، فوراً بعد میری آنکھ کھل جاتی ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں (غیر مطبوعہ)۔

۲۲۲۔ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ بمطابق نومبر ۱۹۵۷ء کو جناب مولانا قاضی محمد زاہد الحسنیؒ ”رحمت کائنات ﷺ“ ایبٹ آباد کے اپنے سکونتی مکان میں شام کا کھانا کھا کر قبل از نماز عشا چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے کہ بحالت نیم خوابی رحمت دو عالم ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے۔ حضرت نبی الامی ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے مضمون کو میں نئی ترتیب دے رہا ہوں تاکہ انبیا علیہم السلام کی مجلس میں پیش کروں (معلوم ہوا کہ یہ بے نظیر کتاب ”رحمت کائنات ﷺ“ مقبول بارگاہ نبوی ﷺ ہے۔ اس وقت سے برابر یہ شائع ہو رہی ہے اور اس کے تاحال بہت سے ایڈیشن مارکیٹ میں آچکے ہیں)۔ (صفحہ ۷۔ ادارہ تحفظ حقوق نبوت، مدنی روڈ، انک شہر)۔

۲۲۳۔ حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسنیؒ کا ایک مخلص عقیدت مند مدینہ طیبہ میں رہتا ہے۔ اسے کام کے دوران گنبد خضر کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ملا، جو اس نے سنبھال کر رکھ لیا پھر اسے سرور کونین ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”گنبد خضر کا یہ ٹکڑا انک کے قاضی صاحب کو دے دینا۔“ چنانچہ وہ اس مبارک ٹکڑے کو لایا اور قاضی صاحب کو دے دیا، جسے حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسنیؒ انتہائی شوق اور عقیدت سے ہمیشہ اپنے سینے کے ساتھ رکھا کرتے تھے (رحمت کائنات ﷺ۔ صفحہ ۲۵۸)۔

۲۲۴۔ مرحوم علامہ عبدالحمید الخطیب شیخ الحرم و سابق رکن مجلس شوریٰ، حکومت سعودیہ فرماتے ہیں کہ: جب میں مسجد الحرام میں مدرس تھا تو مجھ سے شام کے ایک حاجی نے آکر شکایت کی کہ میں مطاف میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہہ رہا تھا تو ایک عالم نے جو اپنے آپ کو نجدی ظاہر کرتا تھا، مجھے روک دیا۔ میں نے جناب شیخ ابن مانع اور جناب شیخ عبدالظاہر امام مسجد الحرام سے پوچھا تو ان دونوں نے فرمایا کہ اس کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، اسلاف وہابیہ اس سلام کو جائز قرار دیتے ہیں، البتہ بعض لوگ خواہ مخواہ اپنے غلط عقائد کو وہابیہ کے ساتھ خلط ملط کر کے وہابیہ کو بدنام کر رہے ہیں۔

کچھ دن بعد میں مدینہ منورہ سردار دو عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو ایک صالح اور متقی شخص نے مجھ سے کہا کہ میرا نام شیخ احمد ہے اور میں دربار پر انوار کا خادم ہوں، مجھے حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو قصیدہ آپ نے حضور ﷺ کی شان میں لکھا ہے، اسے روضہ اطہر کے سامنے کھڑے ہو کر پڑھیں۔ چنانچہ میں نے وہ قصیدہ روضہ اطہر کے سامنے کھڑے ہو کر پڑھا۔ اس قصیدہ کا نام ”تحمیۃ الحبیب“ ہے۔

اس قصیدے کے اشعار سے واضح ہے کہ ”الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ“

زور سے کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ علمائے دیوبند کے نزدیک بھی شوق و محبت صلوٰۃ و سلام کی صورت میں اس کا پڑھنا درست ہے۔ حسب ارشاد مفتی اعظم حضرت مولانا محمد شفیع خود اجلہ علما کا یہ معمول ہے (ماہنامہ المفتی دیوبند) البتہ حضور انور ﷺ کو حاضر ناظر نہ سمجھے کہ یہ خاصہ صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔

۲۲۵۔ محمد بن جعفر نیشاپوری نے ایک دن بلا تحقیق یہ کہا کہ آنحضور ﷺ سے یہ منقول ہے کہ جو آدمی بدھ یا سینچر کو فصد کرائے گا اس پر اگر اسے برص (کوڑھ) کا مرض ہو جائے تو وہ صرف اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔ مجھے یہ درست معلوم نہ ہوا میں نے اسی خیال سے بدھ کے دن فصد کرائی جس کے نتیجہ میں مجھے برص کا مرض لاحق ہو گیا۔ میں نے خواب میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا اور اپنی بیماری کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”تو نے میری حدیث کی اہانت کیوں کی؟“ میں نے دربار نبوت (ﷺ) میں توبہ کی۔ جب نیند سے بیدار ہوا تو خود کو تندرست پایا (الطرائف از حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، حصہ دوم صفحہ ۱۳)۔

۲۲۶۔ دارالعلوم دیوبند (دیوبند اسلامک یونیورسٹی، یوپی، بھارت) کی ابتدائی عمارت نودرہ کی بنیاد حضرت سید دو عالم ﷺ کے ارشاد عالی اور نشان زدہ خطوط پر رکھی گئی ہے۔ جب طلباء اور اساتذہ کی تعداد زیادہ ہو گئی تو بزمانہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین نے چند کمرے بنانے کے لیے کچے نشانات لگادیئے مگر کام شروع ہونے سے پہلے حضرت رسول اللہ ﷺ نے خواب میں شاہ صاحب سے ارشاد فرمایا کہ ”جو خطوط میں نے کھینچے ہیں ان پر عمارت بنائی جائے۔“ علی الصبح جب شاہ صاحب اس جگہ تشریف لے گئے تو واقعی نشانات جدیدہ موجود تھے۔ ان ہی پر ۱۲۹۳ھ بمطابق ۱۸۷۷ء میں وہ عمارت تیار ہوئی جو نو دروازوں کی وجہ سے نودرہ کے نام سے مشہور ہے اور آج بھی دارالعلوم دیوبند کے ترانے میں موجود ہے:

یہ علم و عمل کا گہوارہ تاریخ کا وہ شہ پارہ ہے
ہر پھول یہاں اک شعلہ ہے ہر سرو یہاں مینارہ ہے
خود ساقی کوثر ﷺ نے رکھی میخانے کی بنیاد یہاں
تاریخ مرتب کرتی ہے دیوانوں کی روداد یہاں

(رحمت کائنات ﷺ۔ صفحہ ۳۲۵ تا ۳۲۶)۔

۲۲۷۔ مولانا قاضی محمد زاہد لکھنوی تحدیث بانعمتہ کے طور پر فرماتے ہیں کہ یہ گنہگار کئی مرتبہ زیارت سید دو عالم ﷺ سے مشرف ہوا اور جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا حرف بحرف صحیح نکلا۔ زیارت مدینہ منورہ کے وقت معمول یہ تھا کہ سید دو عالم ﷺ کے قدموں میں بیٹھتا

ہوں، جب کبھی یہ شرف ملا نماز عصر کے بعد مراقبے میں جو ارشاد فرمایا حرف بحرف درست نکلا (رحمت کائنات ﷺ صفحہ ۳۴۶)۔

۲۲۸۔ زمانہ تعلیم میں دارالعلوم دیوبند کی مسجد میں مولانا قاضی محمد زاہد الحسنیؒ کو زیارت کا شرف حاصل ہوا اور حضرت سید دو عالم ﷺ کے نعلین مبارک اٹھانے کی سعادت ملی۔ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ سے بیعت بھی حضور انور ﷺ کی ہدایت پر کی (رحمت کائنات ﷺ صفحہ ۳۴۶)۔

۲۲۹۔ ۱۹۳۲ء میں مولانا قاضی محمد زاہد الحسنیؒ مدرسہ عالیہ مظاہر علوم سہارنپور (یوپی، بھارت) میں تعلیم کے دوران مدرسے کے قریب مسجد محلہ تیلیانوالی میں تھے کہ ایک رات یہ خواب دیکھا:

سید دو عالم ﷺ ایک بڑی حویلی میں تشریف فرما ہیں اور لوگ جوق در جوق زیارت کے لیے جا رہے ہیں۔ میں بھی دروازے پر پہنچا تو اندر سے آواز آئی کہ ”جب فاطمہ بلائے گی، تب تم آنا“۔

طالب علمی کے زمانے کے اس خواب کو میں نے لکھ لیا۔ ۱۹۳۸ء میں میری محترمہ ہمشیرہ نے میرے بہنوئی کے ہمراہ حج کیا۔ واپسی کے کچھ دن بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بچی عطا فرمائی جس کا نام فاطمہ تجویز ہوا۔ ۱۹۳۹ء میں اعتکاف کے دوران مجھے سید دو عالم ﷺ کے مزار مبارک کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ نے اس کی تعبیر بتائی کہ کیا عجب حج اور زیارت کی دولت نصیب ہو جائے، چنانچہ ظاہری اسباب نہ ہوتے ہوئے بھی بحمدہ تعالیٰ پہلی مرتبہ حج و زیارت کی سعادت جنوری ۱۹۳۹ء میں حاصل ہو گئی یعنی ۱۹۳۲ء کے خواب کی عملی تعبیر و تفسیر سات سال بعد ظاہر ہوئی۔ الحمد للہ (رحمت کائنات ﷺ صفحہ ۳۴۶ تا ۳۴۷)۔

۲۳۰۔ امام محمد صنعانی ابن حسن فاروقی کی ولادت سلطان شمس الدین التتمش کے عہد میں لاہور میں ہوئی۔ طلب علم کے لیے آپ حرمین شریفین گئے، جہاں سے واپسی پر لاہور آئے تو سلطان التتمش کی بیٹی رضیہ سلطانہ تخت نشین تھی، جسے آپ نے پسند نہ کیا اور بغداد تشریف لے گئے۔ آپ نے حدیث کی ایک کتاب لکھی جس کا نام مشارق الانوار ہے۔ ہندوستان کے جلیل القدر عالم شیخ شمس الدین خواجگی کو خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے مشارق الانوار کی احادیث کے متعلق پوچھا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مشارق کی تمام احادیث صحیح ہیں۔ مکہ مکرمہ میں ۹ شعبان ۶۵۰ھ کو آپ نے

وصال فرمایا (نزہۃ الخواطر جلد ۳ صفحہ ۶۵)۔

۲۳۱۔ قراء سبعہ میں امام قرأت نافع مدنیؒ بھی ہیں۔ وہ جب قرآن پاک تلاوت فرمایا کرتے تھے تو ان کے منہ سے خوشبو آیا کرتی تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے خواب میں آپ کے منہ میں قرأت فرمائی تھی (رحمت کائنات ﷺ صفحہ ۳۳۸)۔

۲۳۲۔ نویں صدی ہجری کے مفسر قرآن مجید شیخ علاؤالدین بن محمدؒ چھوٹی عمر میں تصنیف و تالیف کا کام کرنے کی وجہ سے ”مصنفک“ (چھوٹا مصنف) کے نام سے مشہور تھے۔ انہوں نے مصابیح کی شرح لکھی اور فرمایا کہ یہ شرح میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کے حکم سے لکھی ہے۔ ۸۷۵ھ میں وصال فرمایا اور قسطنطنیہ (استنبول) میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احاطہ میں دفن ہوئے (تذکرۃ المفسرین۔ صفحہ ۱۲۳)۔

۲۳۳۔ امام اشعری کا پہلا مسلک اعتزال تھا۔ آپ کو تین مرتبہ خواب میں رسول کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے امام اشعری کو فرمایا کہ ”اے ابوالحسن میری احادیث کی تائید کرو اس لیے کہ وہ صحیح ہیں۔“ پس انہوں نے احادیث کا مطالعہ شروع کیا اور بالآخر اعتزال سے تائب ہو کر اہل سنت کا مسلک اختیار کیا۔ (طبقات کبریٰ، جلد اول)۔

۲۳۴۔ قصیدہ بردہ جس کو عرف عام میں اسی نام سے پکارا جاتا ہے مگر اس کا صحیح نام جیسا کہ شیخ الاسلام حضرت حسین احمد مدنیؒ نے فرمایا ”براء الداء“ ہے یعنی وہ قصیدہ جس کے پڑھنے سے بیماری سے شفا ہوتی ہے۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ کے والد ماجد مولانا ذوالفقار علی دیوبندیؒ بہت بڑے عالم دین اور ادیب لیب تھے۔ انہوں نے قصیدہ براء الداء کی شرح اردو زبان میں بنام ”عطر الوردہ“ لکھی ہے جو کہ نہایت ہی جامع اور عشق رسالت مآب ﷺ سے لبریز ہے۔ آپ نے اس کی وجہ تالیف میں فرمایا ہے کہ:

”مصنف قصیدہ حضرت علامہ ابو عبد اللہ شرف الدین محمد ابن سعید بوسیری نے فرمایا کہ مجھ پر فالج کا حملہ ہوا جس نے میرے بدن کے نچلے حصہ کو بالکل شل کر دیا اور میں سخت معذور اور لاچار ہو گیا۔ مجھے خواب میں یہ الہام کیا گیا کہ میں جناب سید دو عالم ﷺ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھوں اور اس کو دربار الہی میں اپنی بیماری سے شفا کی درخواست کا وسیلہ بنا کر دعا کروں چنانچہ میں نے یہ قصیدہ لکھا اور سو گیا۔ خواب میں حضرت سرور کائنات ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا۔ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک میرے بدن پر پھیرا، میں اسی وقت تندرست ہو گیا۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو اپنے آپ کو بالکل تندرست پایا۔ دارالعلوم دیوبند کے نصاب میں قصیدہ ”براء الداء“ کا پڑھانا بھی داخل ہے۔ مگر اس

لحاظ سے نہیں کہ یہ ایک بلند پایہ علمی اور ادبی قصیدہ ہے اور اس کے پڑھنے سے عربی زبان اور عربی ادب میں مہارت پیدا ہو سکتی ہے، بلکہ جیسا کہ شاہ محمد الیاس قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ”اس کا داخل نصاب فرمانا اس لیے ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ سے محبت زیادہ ہو“ (ملفوظات)۔

کعب بن زہیر نے کلمہ پڑھ کر اپنے اسلام لانے کا اعلان کیا، تائب ہو گیا اور بارگاہ رسالت ﷺ میں ایک قصیدہ پڑھنے کی اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر ۴۴ اشعار مشتمل ”قصیدہ بانس سعاد“ پڑھا، کہا جاتا ہے یہ قصیدہ فی البدیہہ تھا۔ الفصح الا فصحاء حضور ﷺ نے ایک مصرع سن کر ارشاد فرمایا: ”اے کعب! ”سیوف الہند“ کے بجائے ”سیوف اللہ“ کہو۔“ یہ سن کر شاعر حیرت کے سمندر میں گم ہو گیا۔ مصرع بحر اور وزن میں تھا اور شعر کا مفہوم فرش سے عرش جا پہنچا تھا۔ صدق دل سے قبول کر کے اپنی قسمت پر ناز کرنے لگا۔ اس قصیدے پر حضور سرور کونین ﷺ نے خوش ہو کر شاعر کو اپنی بردہ (چادر) مبارک عطا فرمائی اور یہ قصیدہ اس نسبت سے ”قصیدہ بردہ“ مشہور ہو گیا۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس ہزار درہم میں اسے خریدنا چاہا مگر حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زہیر نے انکار کر دیا۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد ان کے بیٹے نے یہ چادر تیس یا چالیس ہزار درہم میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فروخت کر دی۔ بنو امیہ کے زوال کے بعد یہ عباسیوں کے پاس پہنچی، جب تاتاریوں نے بغداد تباہ کیا تو عباسی پس ماندگان جان بچا کر مصر بھاگے، جن سے مصر کے فرماں روا بربس نے اسے حاصل کر لیا۔ مدتوں بعد جب ترکوں نے مصر فتح کیا تو سلطان محمد فاتح یہ بردہ شریف لے کر ترکی آگیا۔ آج کل استنبول کے مشہور توپ کاپی میوزیم میں جہاں حضور ﷺ کے پچاسوں نوادرات رکھے ہیں، یہ بردہ شریف ایک شیشے کے بکس میں موجود ہے (ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی صاحب نے ”قصیدہ بردہ“ پر جو مضمون لکھا ہے اور جسے صدیقی ٹرسٹ کراچی نے شائع کیا ہے۔ مذکورہ بالا معلومات وہاں سے حاصل کی گئی ہیں)۔

۲۳۵۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے جسم کا دایاں حصہ ۲ مارچ ۱۹۵۲ء کو سن ہو گیا۔ ڈاکٹروں نے تشخیص کی کہ فالج کا اثر ہے۔ آپ کو بڑا صدمہ اور تکلیف ہوئی۔ دوسرے دن آپ نے فرمایا کہ رات مجھے نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے داہنے ہاتھ پر دعا پڑھی اور دم کیا اور فرمایا: ”حسین احمد تشویش کی کوئی بات نہیں، ہم صرف تمہاری عیادت کو آئے ہیں“۔ چنانچہ حضرت بفضلہ تعالیٰ بالکل تندرست ہو گئے (مکتوبات شیخ الاسلام)۔

۲۳۶۔ مولانا مشتاق احمد مرحوم مفتی ریاست مالیر کوٹلہ نے فرمایا کہ میں جب مدینہ منورہ گیا

تو وہاں کے مشائخ سے سنا کہ امسال روضہ اطہر سے عجیب کرامت کا ظہور ہوا۔ ایک نوجوان نے جب درگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا تو وہاں سے وعلیکم السلام کے پیارے الفاظ میں اسے جواب ملا، یہی بعد میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے نام سے مشہور ہوئے (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر)۔

۲۳۷۔ یحییٰ بن معین محدث جنہوں نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ احادیث لکھیں، ۲۳۳ھ میں مدینہ منورہ کی حاضری کے بعد مکہ مکرمہ جانے لگے۔ حضور اقدس ﷺ نے پہلی ہی منزل پر خواب میں ان سے فرمایا کہ ”ہمارا قرب چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو۔“ پس واپس مدینہ منورہ لوٹ آئے اور تیسرے دن رحلت فرما گئے۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ (رحمت کائنات ﷺ صفحہ ۳۳۴)۔

۲۳۸۔ امام الحرمین فرماتے ہیں کہ میں نے فلاسفہ، معتزلہ اور اہل سنت کے دلائل کو باہم برابر پایا، حیران تھا کہ کس طرف رجوع کروں۔ سید دو عالم ﷺ نے خواب میں فرمایا: ”علیک باعتقاد الصابونی“ چنانچہ میں نے مسلک اہل سنت اختیار کر لیا۔ امام صابونی اسمعیل بن عبد الرحمن مشہور محدث و مفسر ہیں۔ وصال ۴ محرم ۴۲۹ھ بروز جمعہ ہوا (سبجان المحدثین)۔

۲۳۹۔ علامہ بحر العلوم لکھنوی نے ”تاریخ کازرونی“ کے حوالے سے مندرجہ ذیل واقعہ نقل کیا ہے:

ایک کافر بدو حضور انور ﷺ کی قبر شریف پر حاضر ہوا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور قسم کھا کر کہا کہ میں نے آج سے پہلے نہ اس مقدس اور بابرکت قبر کو دیکھا تھا اور نہ اس کی عظمت سنی تھی لیکن صاحب قبر (ﷺ) کی عظمت و محبت اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈال دی ہے، پھر عربی میں تین اشعار پڑھے جن کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

(۱)۔ میرا گزر محمد رسول اللہ ﷺ کی تربت مبارک پر ہوا تو اس نے میرے ساتھ کلام کیا حالانکہ (عام طور پر) قبر بولا نہیں کرتی۔

(۲) آپ ﷺ کے مزار مبارک سے نبوت کے آثار ایسے قائم ہیں جو ہر مسلمان کے دل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

(۳) اس سے پہلے اگرچہ میں آپ ﷺ سے ناواقف تھا مگر آپ ﷺ کی قبر مبارک نے مجھے مطلع کیا کہ تیرا محبوب اس میں آرام فرما ہے۔

۲۴۰۔ تاریخ مدینہ منورہ کے مستند مرتب ”ابن النجار“ نے ابراہیم بن بشار سے فرمایا کہ میں حج کے بعد مدینہ طیبہ آیا اور حضور اقدس ﷺ کی قبر مبارک پر حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو روضہ اطہر کے اندر سے آواز آئی: ”وعلیک السلام“ اور ایسا ہی جواب اور بہت سے اولیا اکرام

اور صلحا امت نے سنا ہے (وقالوا فاجلد ۴ صفحہ ۱۳۵۲)۔

۲۲۱۔ مولانا حبیب اللہ بیجاپوری (بھارت) کئی مرتبہ مدینہ منورہ گئے اور حضور انور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے ایک طویل قصیدہ بھی کہا جس میں ایک شعر اس معنی کا ہے: میں نے حضور اقدس ﷺ کی زیارت بحالت بیداری کی اور آپ ﷺ نے مجھے اپنے قریب بیٹھنے کا شرف عطا فرمایا۔ مولانا کا انتقال ۱۰۴۱ھ میں ہوا (نزہۃ الخواطر جلد ۵، صفحہ ۱۲۷)۔

۲۲۲۔ تیسری صدی ہجری میں والی مصر، احمد بن طولون نے جب جامعہ مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حضور اقدس ﷺ نے مسجد کا قبلہ اپنے دست مبارک سے لیکر کھینچ کر بنایا اور حکم دیا کہ اسی پر قبلہ کا رخ رکھا جائے۔ صبح ابن طولون اس جگہ گئے تو زمین پر اسی طرح خط کشیدہ پایا اور اسی پر عمارت بنائی جس پر اس زمانے کے ایک لاکھ بیس ہزار دینار خرچ ہوئے۔ یہ مصر کی ایک عظیم مسجد ہے (حسن المحاضرہ فی اخبار مصر و قاہرہ۔ صفحہ ۱۸۱)۔

۲۲۳۔ ٹیونس کے ایک عالم باعمل کا نام امین ابو البرکات بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد ہی تھا، جنہوں نے کافی عرصہ مدینہ منورہ میں گزارا۔ جب وہاں سے جانے کا ارادہ کیا تو حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے کس طرح ہماری جدائی کو پسند کر لیا۔“ چنانچہ مدینہ منورہ سے جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور اپنا نام عاشق النبی رکھا۔ ۳۳۷ھ میں وہیں وصال فرمایا (دُررِ کامنہ۔ جلد اول، صفحہ ۲۳۱)۔

علامہ شوکانی نے لکھا ہے کہ ٹیونس کے والی نے آپ سے وطن آنے کی درخواست کی تو آپ نے جواب دیا کہ اگر مجھے مشرق و مغرب کی حکومت بھی دی جائے تو حضور اقدس ﷺ کا قرب نہ چھوڑوں گا“ (البدرا الطالع۔ جلد اول، صفحہ ۱۶۰)۔

۲۲۴۔ پانچویں صدی ہجری کے محقق عالم ابو الشکور السالمی نے فرمایا کہ میں نے خواب میں حضرت رسول کریم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ کی نورانی چمک سے میں صرف آپ کے چہرہ اقدس کی سفیدی دیکھ سکا۔ میں نے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ”جو آدمی ہر جمعہ کو دو سیرغلہ یاد و درہم (مجھے پورا یاد نہیں) صدقہ دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ماں باپ دونوں کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا۔“

اس خواب کو بیان کرنے کے بعد علامہ السالمی نے فرمایا کہ اس ارشاد میں بھی اس بات کی دلیل ہے کہ قبر کا عذاب حق ہے اور زندہ لوگوں کے صدقات اور دعائیں مردوں کو

نفع پہنچاتی ہیں۔ (تمہید ابوالشکور السالمی، صفحہ ۱۵۹)۔

۲۴۵۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے متعلق حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا ہے کہ وہ جب جوار پاک شہ لولاک (ﷺ) میں پہنچے تو شرف جواب صلوٰۃ و سلام حضرت خیر الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے مشرف ہوئے (امداد المشتاق، صفحہ ۱۲)۔

۲۴۶۔ حجۃ اللہ فی الارض الامام الشاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے تعلیم و تعلم کا ایک ذریعہ خواب کو بھی قرار دیا ہے، جس پر اپنی مشہور کتاب ”الفوز الکبیر“ میں مدلل بحث کی ہے۔ آپ نے بالمشافہ اور عالم خواب میں حضرت رسول اللہ ﷺ سے احادیث سنیں اور آپ ﷺ نے بعض کی اصلاح فرمائی جنہیں رسالے کی صورت میں مرتب فرما کر ”در ثمنین“ اس کا نام رکھا۔ اس میں سے ایک حدیث کو درج کیا جاتا ہے:

شاہ صاحبؒ بالسند شیخ محمد بن الرحمن شارح مختصر الخلیل کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم شیخ عارف باللہ عبدالمعطی تونسلی کے ہمراہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے لیے چلے۔ جب روضہ اطہر کے قریب پہنچے تو شیخ عبدالمعطی کو دیکھا کہ چند قدم چلتے پھر رک جاتے ہیں، یہاں تک کہ حضور انور ﷺ کے روضہ انور کے سامنے کھڑے ہو گئے اور کچھ ایسا کلام کیا جس کو ہم نہ سمجھے۔ جب ہم واپس ہوئے تو ان سے بار بار رک جانے کی وجہ پوچھی؟ جواب میں انہوں نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ سے حاضری کی اجازت چاہتا تھا۔ جب آپ ﷺ فرماتے تھے تو میں کچھ آگے بڑھ کر رک جاتا تھا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے عرض کیا کہ امام بخاریؒ اپنی صحیح (بخاری) میں جو کچھ حضرت رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کیا وہ سب صحیح ہے؟ آپ نے فرمایا: صحیح ہے۔ میں نے عرض کیا: صحیح بخاری کو آپ سے روایت کروں۔ آپ نے فرمایا: مجھ سے روایت کرو۔

شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالمعطیؒ نے شیخ محمد بن خطاب کو روایت بخاری کی اجازت دی اور اسی طرح ہر استاد نے اپنے شاگرد کو اجازت دی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ نہ صرف برصغیر کے محسن عظیم ہیں بلکہ آپ کی علمی و روحانی برکات کا دائرہ تمام ممالک اسلامیہ تک وسیع ہے۔ آپ نے سب سے پہلے قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ کیا اور ”حجۃ اللہ البالغہ“ جیسی پراز حکمت اسلامی کتاب تحریر فرمائی۔ ”در ثمنین“ اور ”فیوض الحرمین“ اکابر علمائے دیوبند کے یہاں مستند اور معتبر کتب ہیں۔ شاہ صاحبؒ کے متعلق حضرت مرزا مظہر جان جانا دہلویؒ نے فرمایا: مجھ کو اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا کی سیر مثل کف دست کرائی مگر میں نے اپنے زمانے میں شاہ ولی اللہ جیسا کوئی نہیں

دیکھا (الفرقان ولی اللہ نمبر)۔

۲۴۷۔ آج بھی نبی کریم ﷺ سعادت مندوں کی رہنمائی فرماتے ہیں۔ سابق والئی کابل امیر عبدالرحمن مرحوم نے اپنی خودنوشت سوانح حیات میں تحریر کیا ہے کہ مجھے ایک بادشاہ کے حضور پیش کیا گیا، جس کے دائیں بائیں چار خوبصورت اور وجیہہ حضرات بیٹھے تھے۔ مجھ سے پہلے ایک شخص پیش ہوا جس نے کہا کہ اگر مجھے بادشاہ بنا دیا گیا تو میں تمام مذاہب کی عبادت گا ہوں کو گرا کر مساجد بنا دوں گا، جس پر اسے باہر نکال دیا گیا۔ جب میں حاضر ہوا تو مجھ سے بھی یہی سوال ہوا تو میں نے کہا: میں انصاف کروں گا، تمام بتوں کو توڑ دوں گا اور کلمہ طیبہ کو سر بلند کروں گا۔ میری درخواست کو منظور کر لیا گیا اور مجھے امیر افغانستان ہونے کا یقین ہو گیا۔ مجھے بتایا گیا کہ جس بادشاہ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے، وہ سید دو عالم ﷺ ہیں اور آپ ﷺ کے دائیں بائیں حاضر حضرات ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، چنانچہ امیر عبدالرحمن نے افغانستان پر ۱۸۸۰ء تا ۱۹۰۱ء حکومت کی۔

۲۴۸۔ دارالعلوم دیوبند کے ابتدائی بزرگ حضرت حاجی سید محمد عابد قدس سرہ نے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ سے فرمایا کہ ایک بات کہتا ہوں جسے میری زندگی میں ظاہر نہ کرنا، میں نے حالت بیداری میں حرم مکہ مکرمہ میں بعض انبیاء علیہم السلام کی زیارت کی ہے (مشائخ دیوبند، صفحہ ۱۸۹)۔

۲۴۹۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہ العزیز کے تلمیذ رشید اور حضرت رائے پوری کے خلیفہ ارشد حضرت مولانا محمد انوری نے ”رحمت کائنات“ کے مطالعہ سے جو برکت حاصل کی، سنئے:

عجب اتفاق ہے کتاب مستطاب ”رحمت کائنات“ دیکھ رہا تھا، غالباً ۳ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ تھا کہ دوپہر کو قیلولہ میں حضرت سرور کائنات ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا، چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہمراہ تھے، حضرت ابو ہریرہ، حضرت انس، حضرت ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا نام یاد رہ گیا۔ حیات النبی ﷺ کے مسئلہ کی تحقیق پر خوشی کا اظہار فرمایا اور بشارات سنائیں۔ (رحمت کائنات ﷺ، صفحہ ۳۱)۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ العزیز نے ارشاد کیا: یہ کہنا چاہیے کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی کیونکہ حضور ﷺ زندہ ہیں۔ دنیا میں ایسے بھی خشک مزاج موجود ہیں جنہیں زیارت قبر مبارک کا خود تو کیا شوق ہوتا، اس کو حرام کر کے دوسروں کو بھی روکنا چاہتے ہیں مگر جو زیارت کر چکے ہیں ان سے تو پوچھو (التبلیغ و عظ نمبر

۳ شکر النعمۃ بذکر الرحمۃ ، ۲۷ جمادی الاول ۱۳۳۳ھ)۔

۲۵۰۔ حکیم الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ سے مجھے براہ راست جن امور کی وصیت کی گئی، ان میں ایک چیز یہ بھی تھی کہ فروعات میں اپنی قوم کی مخالفت نہ کروں، چونکہ ہندوستانی مسلمان عرصہ دراز سے حنفی مسلک پر تھے اس لیے میں نے بھی اپنے اوپر حنفی مسلک کی پابندی واجب کر لی تھی، لیکن ادیان و ملل کی طرح مختلف مسالک فقہ میں بھی اساسی وحدت کا قائل تھا۔ میں نے معلوم کرنا چاہا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ مسالک فقہ میں کس مسلک کی طرف رجحان رکھتے ہیں تاکہ فقہ میں اس مسلک کی اطاعت کروں۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے نزدیک فقہ کے یہ سارے مسالک یکساں ہیں اور آپ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی کہ فقہ کے چاروں مروجہ مسالک کی تقلید سے کبھی باہر قدم نہ رکھوں اور جہاں تک ممکن ہو سب میں تطبیق کی کوشش کروں (فیوض الحرمین از حضرت شاہ ولی اللہ)۔

جناب مفتی محمد مظہر بقا کی شخصیت میں مولویت، روحانیت اور جدیدیت کا جو امتزاج موجود ہے، وہ منفرد نوعیت کا ہے۔ آپ پاکستان کے ممتاز عالموں اور محققین میں سے ہیں۔ تعلیمی ماہر، ڈاکٹر، مفتی اور ساتھ ساتھ سلسلہ نقشبندی کے خلیفہ مجاز بھی ہیں۔ جناب مفتی محمد شفیع مفتی اعظم پاکستان کے ساتھ کچھ عرصہ کام کرنے کے بعد کراچی یونیورسٹی سے وابستہ ہو گئے۔ پھر ام القرئی یونیورسٹی مکہ مکرمہ میں بیس بائیس سال کام کر کے ریٹائر ہوئے ہیں۔ اپنی کتاب ”حیات بقا“ میں فقہی مسائل میں ”میرا طرز عمل“ کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں کہ میں حنفی ہوں، جب تک ہندوپاک میں رہا صرف حنفی مذہب پر عمل کرتا رہا۔ مکہ مکرمہ جو مختلف مکاتب فکر کا سنگم ہے وہاں رہ کر حنفیت میں جو شدت تھی اس میں رفتہ رفتہ کمی آئی شروع ہو گئی اور دوسرے فقہی مذاہب کے ساتھ متعصبانہ طرز فکر تقریباً ختم ہو گیا اور اس کے نتیجے میں متعدد تبدیلیاں عمل میں آئیں:

۱۔ رکوع میں جاتے اور اس سے اٹھتے وقت رفع یدین چونکہ صحیح اور قوی احادیث سے ثابت ہے، اس لیے کبھی کبھی اب رفع یدین بھی کر لیتا ہوں۔ ایک مرتبہ نجی مجلس میں حضرت مفتی محمد شفیع نے حاضرین سے فرمایا تھا کہ کبھی کبھی رفع یدین بھی کر لیا کرو کیونکہ روز قیامت اگر حضرت رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم تک میری یہ سنت صحیح طریقے پر پہنچی تھی تو تم نے اس پر عمل کیوں نہ کیا تو کوئی جواب نہ بن پڑے گا۔ حضرت امام احمد بن حنبل کا قول ہے کہ اگر کوئی حدیث مجھ تک ضعیف طریقہ سے بھی پہنچی تو میں نے کم از کم ایک مرتبہ ضرور اس

پر عمل کر لیا۔

۲۔ قیام میں کبھی کبھی، شاذ و نادر، سنے پر بھی ہاتھ باندھ لیتا ہوں اگرچہ جہاں تک میرا علم ہے اس سلسلہ میں صحاح ستہ میں کوئی صحیح روایت موجود نہیں اور دوسری کتب احادیث میں اس سلسلہ کی جو روایات ہیں وہ کلام سے مبرا نہیں۔

۳۔ سفر میں صحیح احادیث سے جمع تقدیم بھی ثابت ہے اور جمع تاخیر بھی۔ دوسرے ائمہ کے برخلاف احناف اسے جمع حقیقی کے بجائے جمع صوری پر محمول کرتے ہیں۔ میں نے سفر میں بوقت ضرورت جمع تقدیم بھی کی ہے اور جمع تاخیر بھی، لیکن اب وقت ضرورت صرف جمع تاخیر کرتا ہوں کیونکہ ایک مرتبہ خیال آیا کہ عصر کے وقت میں ظہر اور عصر کو، اور عشا کے وقت میں مغرب اور عشا کو جمع کیا جائے تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ حنفی مذہب کے مطابق ظہر اور مغرب کی نمازیں قضا ہونگی، ادا نہیں، لیکن ہو جائیں گی سب کے نزدیک۔ اس کے برخلاف اگر ظہر کے وقت میں عصر کو اور مغرب کے وقت میں عشا کو جمع کیا جائے تو وقت نہ ہونے کی وجہ سے حنفیہ کے نزدیک عصر اور عشا کی نمازیں درست ہی نہ ہونگی۔

۴۔ طائف چونکہ میقات سے خارج ہے اس لیے وہاں سے مکہ مکرمہ جاتے ہوئے احناف کے نزدیک میقات پر احرام باندھنا ضروری ہے۔ تفریح کے لیے بکثرت ہمارا طائف جانا ہوتا تھا۔ تقریباً دو سال تک میں واپسی پر عمرہ کا احرام باندھتا رہا لیکن بعد میں خفیت چھوڑ کر ائمہ ثلاثہ (باقی تین ائمہ) کے مسلک پر عمل کرنے لگا کہ جب تک خاص طور پر عمرہ یا حج کی نیت نہ ہو میقات سے احرام باندھنا ضروری نہیں۔

۵۔ حج کے اعمال میں حاجیوں سے بکثرت غلطیاں ہوتی ہیں اور لوگ مجھ سے مسائل پوچھتے ہیں۔ میرا طریقہ یہ ہے کہ عمل سے پہلے اگر کسی نے مسئلہ دریافت کیا تو حنفی مذہب کے مطابق مسئلہ بتاتا ہوں اور اگر کسی نے عمل کے بعد دریافت کیا تو اگر وہ عمل کسی بھی امام کے نزدیک درست نہیں ہوا تو بھی حنفی مذہب کے مطابق بتا دیتا ہوں کہ اب تمہیں یہ کرنا چاہیے اور اگر ائمہ اربعہ (چاروں ائمہ) میں سے کسی امام کے نزدیک وہ عمل درست ہو گیا ہے تو کہہ دیتا ہوں کہ جو ہو گیا وہ ہو گیا، آئندہ ایسا نہ کرنا۔

ایک مسئلہ ایسا ہے کہ مشکل ہی سے کوئی سال ایسا گزرتا ہے جب وہ مجھ سے نہ پوچھا جائے۔ وہ یہ کہ طواف زیارت سے پہلے کسی عورت کو حیض آجائے اور سیٹ بک ہو تو اس حالت میں عورت طواف کر نہیں سکتی اور طواف کے بغیر چلی جائے تو زندگی بھر شوہر کے لیے حلال نہیں ہو سکتی تا آنکہ دوبارہ یہاں آئے اور طواف زیارت کرے اور تاخیر کا دم بھی

دے، اپنی یا شوہر کی ملازمت وغیرہ کی مجبوری کی وجہ سے وہ رک نہیں سکتی اور سیٹ منسوخ کر کے اگر رک بھی جائے تو حج کے ایام میں دوبارہ اپنی مرضی کی سیٹ ملنا آسان نہیں اور یہ بھی ہر ایک کے بس کی بات نہیں کہ دوبارہ آئے اور طواف زیارت کرے۔

دوسرے ائمہ کے یہاں اس مسئلے میں زیادہ شدت ہے کہ ان کے نزدیک طہارت کے بغیر طواف کر لیا تو ہوگا ہی نہیں۔ حنفی مذہب میں کچھ نرمی ہے کہ ہو تو جائے گا، لیکن بدنہ (اونٹ یا گائے) قربان کرنا واجب ہوگا۔ عورت کو مسئلہ بتا دیا جائے کہ اس کے لیے اس حالت میں مسجد میں داخل ہونا اور طواف کرنا حرام ہے، لیکن اگر اس نے کر لیا ہے تو بدنہ واجب ہوگا۔ اب عورت کی اپنی مرضی ہے چاہے تو اس پر عمل کرے چاہے نہ کرے۔

علامہ ابن تیمیہ نے اس پر مفصل گفتگو کے بعد فتویٰ دیا ہے کہ عورت اسی حالت میں طواف کر لے اس پر کوئی دم واجب نہ ہوگا۔ میں ایسے مواقع پر کہہ دیتا ہوں کہ حنفیہ کے نزدیک تو مسئلہ یہ ہے لیکن علامہ ابن تیمیہ کا فتویٰ یہ ہے، پھر مجھے نہیں معلوم کہ کون کس پر عمل کرتا ہے۔ میری حنفی عصبيت بڑی حد تک ختم ہو چکی ہے لیکن عدم تقلید کی حدود میں کبھی داخل نہیں ہوا۔ (حیات بقا)۔

عمر ضائع کر دی (حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری دیوبندی قدس سرہ کی گواہی جو علما کے لیے دلیل راہ ہے)۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع فرماتے ہیں کہ قادیان (مشرقی پنجاب، بھارت) میں ہر سال ہمارا جلسہ ہوتا تھا، جس میں حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری بھی شرکت فرماتے تھے۔ ایک صبح نماز فجر کے وقت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ شاہ صاحب اندھیرے میں سر پکڑے بہت مغموم بیٹھے ہیں۔ میں نے پوچھا: حضرت کیسا مزاج ہے؟ فرمایا: ٹھیک ہی ہوں میاں، مزاج کیا پوچھتے ہو؟ عمر ضائع کر دی! فرمایا: ہماری عمر کا، ہماری تقریروں کا، ہماری ساری کدو کاوش کا خلاصہ یہ رہا ہے کہ دوسرے مسلکوں پر حنفیت کی ترجیح قائم کر دیں۔ امام ابو حنیفہ کے مسائل کے دلائل تلاش کریں اور دوسرے ائمہ کے مسائل پر آپ کے مسلک کی ترجیح ثابت کریں۔ یہ رہا ہے محور ہماری کوششوں کا، تقریروں کا اور علمی زندگی کا۔ اب غور کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ کس چیز میں عمر برباد کی؟ کیا امام ابو حنیفہ ہماری ترجیح کے محتاج ہیں کہ ہم ان پر کوئی احسان کریں؟ ان کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام دیا ہے وہ لوگوں سے خود اپنا لوہا منوائے گا، وہ تو ہمارے محتاج نہیں۔ اور ہم امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل اور دوسرے مسلک کے فقہاء کے مقابلے میں جو یہ ترجیح قائم کرتے آئے ہیں، کیا حاصل ہے اس کا؟ اسکے سوا کچھ نہیں کہ

ہم زیادہ سے زیادہ اپنے مسلک کو ”صواب“ متحمل الخطا“ (درست مسلک میں خطا کا احتمال موجود ہے) ثابت کر دیں اور دوسرے کے مسلک کو ”خطا“ متحمل الصواب“ (غلط مسلک میں حق ہونے کا احتمال موجود ہے) کہیں، اس سے آگے کوئی نتیجہ نہیں ان تمام بحثوں، تدقیقات اور تحقیقات کا جن میں ہم مصروف ہیں۔

پھر فرمایا: اس کا تو حشر میں بھی راز نہیں کھلے گا کہ کون سا مسلک صواب تھا اور کون سا خطا؟ لہذا اجتہادی مسائل کا صرف اس دنیا میں فیصلہ کیسے ہو سکتا ہے؟ قبر میں بھی منکر نکیر نہیں پوچھیں گے کہ رفع یدین حق تھا یا ترک رفع یدین حق تھا۔ آمین بالجہر حق تھی یا باسر حق تھی۔ اللہ تعالیٰ شافیؒ کو رسوا کرے گا نہ ابو حنیفہؒ کو، مالکؒ کو رسوا کرے گا نہ احمد بن حنبلؒ کو۔ تو جس چیز کو نہ دنیا میں نکھرنا ہے نہ برزخ میں نہ محشر میں، اس کے پیچھے پڑ کر ہم نے اپنی عمر ضائع کر دی اور جو صحیح اسلام کی دعوت تھی، مجمع علیہ اور سب ہی کے مابین جو مسائل متفقہ تھے اور دین کی ضروریات جو سبھی کے نزدیک اہم تھیں، جن کی دعوت انبیا کرامؑ لے کر آئے تھے، جن کی دعوت عام کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا تھا اور جن منکرات کو مٹانے کی کوشش ہم پر فرض کی گئی تھی آج وہ دعوت تو نہیں دی جا رہی۔ آج ضروریات دین تو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو رہی ہیں اور اپنے اور اغیار ان کے چہرے مسح کر رہے ہیں اور وہ منکرات جو ہمیں مٹانے میں لگنا چاہیے تھا، پھیل رہے ہیں، گمراہی پھیل رہی ہے، الحاد آرہا ہے، شرک و بت پرستی چل رہی ہے اور حلال و حرام کا امتیاز اٹھ رہا ہے لیکن ہم لگے ہوئے ہیں ان فروری بحثوں میں۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے آخر میں فرمایا: ”یوں غمگین بیٹھا ہوا ہوں اور محسوس کر رہا ہوں کہ عمر ضائع کر دی۔“ (تحفہ فکر و عمل ترتیب مولانا عبدالقیوم ہفانی۔ صفحہ ۶۳ تا ۶۷۔ ناشر = قاسم اکیڈمی، جامعہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خالق آباد، ضلع نوشہرہ)۔

(مؤلف / مصنف کتاب ہذا عرض کرتا ہے کہ دیوبندی اور بریلوی علما اور بزرگوں کو بھی اللہ تعالیٰ رسوا نہیں کرے گا اور ان کی اجتہادی غلطیوں کو درگزر فرمائے گا۔ ہاں وہ صفات جو صرف اور صرف اللہ پاک کے لیے مخصوص ہیں ان میں کسی کو بھی شریک کرنے کی گنجائش نہیں۔ ہم سب کو اس سے اجتناب کی سخت ضرورت ہے۔ ہمیں چاروں طرف سے دشمنان اسلام یہود، نصاریٰ، ہنود اور کمیونسٹوں نے گھیرا ہوا ہے۔ ہماری صفوں میں اتحاد نہ ہونے کی وجہ سے وہ پانی کی طرح ہمارا خون بہا رہے ہیں اور عرصہ دراز سے نئے سے نئے طریقوں سے ہمیں نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ان کا کامیابی سے مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں آپس کے تمام اختلافات بھلا کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جانا چاہیے، پھر انشا اللہ نصرت الہی بھی

ہمارے ساتھ ہوگی۔ عنقریب دنیا میں اسلامی انقلاب آجائے گا اور پوری دنیا پر ہم سب اسلامی پرچم لہراتے ہوئے دیکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ثم انشاء اللہ تعالیٰ۔

۲۵۱۔ جناب یوسف علی، ساکن راولپنڈی حال ہی میں ریٹائر ہوئے ہیں۔ ۱۹۷۰ء یا ۱۹۷۱ء کی بات ہے جب ان کی عمر ۳۰ سال تھی۔ شروع سے خوش الحان ہیں اور نعتیہ اشعار پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ ایک رات اپنے گھر میں نماز عشا پڑھنے کے بعد حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہ کی مشہور نعت ”اج سک متران دی ودھیری اے“ پڑھنے لگے کہ کیفیت طاری ہو گئی اور اسی حالت میں مصلے پر نیند آگئی۔ خواب میں آپ کے پاس ایک بزرگ تشریف لائے۔ دل نے گواہی دی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ انہوں نے فرمایا: فوراً غسل کر کے کوٹ پینٹ پہن لو۔ اس زمانے میں گورنمنٹ ملازمین کا یہی لباس تھا، تیار ہوتے ہی ہم چشم زدن میں مسجد نبوی کے باب مجید پر پہنچ گئے۔ ۱۹۸۴ء میں جب حج پر گیا تو مدینہ منورہ کی حاضری پر اس کی تصدیق ہو گئی، وہی جگہ تھی فوراً پہچان لیا، دروازے پر لوگوں کا ہجوم تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: آج صرف ان کی طلبی ہے، آپ سب چلے جائیں۔ پس سب واپس چلے گئے، پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے لے کر مسجد نبوی میں داخل ہوئے جہاں نفیس پردے پڑے ہوئے تھے۔ ہم آگے بڑھے چلے جا رہے تھے کہ ایک پردے کے پیچھے سے حضور اقدس ﷺ ظاہر ہوئے۔ آپ ﷺ نے میرے کندھے پر تھپکی دی اور شاباش کے کلمات ارشاد فرمائے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اس مبارک خواب کے بعد میں نے ڈاڑھی رکھ لی (غیر مطبوعہ)۔

۲۵۲۔ جب یوسف علی صاحب کا تہران ٹرانسفر ہوا تو وہاں ۱۹۹۶ء یا ۱۹۹۷ء میں خواب دیکھا کہ ایک انتہائی جدید شہر میں ہوں، ایک عمارت آسمان سے باتیں کر رہی ہے اور اس کی چھت پر کھڑا سوچ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے انتہائی بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ تو نے مجھے میرے مراتب کے متعلق پہلے ہی کیوں نہ بتایا، میں نے تو تمام زندگی لا پرواہی میں گزار دی اور احتیاطیں جو دیندار لوگوں کو کرنی چاہئیں، نہیں کیں۔ اسی اثنا میں ایک جانب سے حضور اقدس ﷺ نمودار ہوئے اور مجھے انتہائی خشناک نظروں سے دیکھا۔ میں فریاد کرنے لگا کہ مجھ سے کیا خطا ہوئی جو آپ مجھ سے ناراض ہیں مگر آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں پھر آپ ﷺ کے قدموں میں گر گیا اور آپ ﷺ کے پاؤں ٹخنوں سے پکڑ لیے۔ کافی دیر فریاد کرتا رہا مگر آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا اور یکایک حکا میں غائب ہو گئے۔

میں اس خواب کے بعد سخت پریشان رہنے لگا۔ ریٹائر ہو کر پاکستان آ گیا اور بہت

سے بزرگوں سے رجوع کیا مگر کوئی بھی میری مدد نہ کر سکا۔ ایک دن خود بخود خیال آیا کہ ہونہ ہو حضور اکرم ﷺ کی خفگی کی وجہ یہ ہے کہ میں نے محفل میلاد نہیں کرائی۔ تہران میں مدرسہ پاکستان میں ہر سال بڑی عظیم الشان محفل میلاد منعقد کی جاتی تھی جس میں ایرانی اور پاکستانی شرکت کرتے تھے۔ جو انجمن یہ محفل میلاد منعقد کراتی تھی گو میں اس کا روح رواں تھا، لیکن جب اہتمام کی ذمہ داری میرے کندھوں پر ڈالی گئی تو مجھ سے کوتاہی ہوئی اور محفل میلاد منعقد نہ ہو سکی بلکہ اس کا انعقاد ہی ختم ہو گیا۔ یہ کوتاہی میرے دل میں کھٹکتی تھی جس کی تصدیق یوں ہوئی کہ میرے پڑوسی محترم افتخار احمد حافظ صاحب جو خود روحانی خوشبوؤں میں لپٹے ہوئے ایک عظیم انسان ہیں، نے مجھ سے کہا کہ میں نے آپ کی بابت ایک خواب دیکھا ہے کہ آپ کے مکان پر محفل میلاد منعقد ہے لیکن آدمی بہت کم ہیں۔ اس میں نے بھی نعت پڑھی اور آپ نے بھی، غرض اس طرح میرے خیال کی تصدیق ہو گئی کہ اس قصور پر مجھے سرزنش کی گئی ہے۔ پس میں نے فوراً محفل نعت کا اہتمام کیا اور اسی رات اس کی مقبولیت کا اظہار ہو گیا۔ ہوا یہ کہ اس مبارک محفل میں جناب آفتاب احمد طارق بھی شریک تھے، آپ نے بھی نعتیں پڑھی تھیں اور اسی رات آپ کو حضرت رسالت مآب ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا اور یوں انکار روحانی سفر اس خاکسار کے گھر سے شروع ہوا۔ (غیر مطبوعہ)۔

جناب افتخار احمد حافظ کے آبا و اجداد کی روحانیت کی خوشبو انسان ان کے پاس بیٹھ کر محسوس کرتا ہے۔ پاکستان، ایران، عراق اور ترکی وغیرہ کے مزارات مقدسہ کی زیارت کر چکے ہیں اور اس سلسلے میں دو کتابیں ”زیارات مقدس“ کے عنوان سے لکھ چکے ہیں۔

۲۵۳۔ جناب آفتاب احمد طارق، ایم اے، مینیجر ”فیروز سنز“ (راولپنڈی برانچ) فرماتے ہیں کہ یوسف علی بھائی جان کے مکان پر منعقد محفل نعت میں شرکت کر کے گھر آ کر سویا تو قسمت جاگ اٹھی اور حضور پر نور ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا۔

۲۷ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ بمطابق ۳۰ جون ۲۰۰۰ء کو جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب تقریباً ڈھائی بجے خواب دیکھا کہ میں اور میرے ہم زلف غلام مصطفیٰ گیراج میں کار کھڑی کرتے ہیں۔ گیراج کی چھوٹی دیوار کے اوپر درز میں چڑیا انڈوں پر بیٹھی ہے، بعد میں پتہ چلا کہ یہ گیراج یوسف علی صاحب کے گھر والا ہے جس میں واقعی چڑیا اور انڈے موجود ہیں، سبحان اللہ۔ فوراً بعد منظر بدل گیا، میں اور میرا چھوٹا بیٹا فیضان محمد دستگیری مسجد، فیصل آباد کے بڑے سیاہ گیٹ کے باہر کھڑے ہیں، یکایک احساس ہوتا ہے کہ اسی پاک ہستی کا ورود ہوا چاہتا ہے جس کا ایک زمانے سے انتظار ہے، آپ ﷺ جوں جوں قریب ہوتے جارہے ہیں دل کی بے قراری

بڑھتی جا رہی ہے، جی چاہتا ہے کہ آپ ﷺ پر سب کچھ نثار کر دوں، جلدی سے جیبوں میں ہاتھ ڈالتا ہوں مگر کچھ بھی نہیں ملتا، ہاتھ میں خوشبودار محلول کا ایک پیالہ ہے، اسی میں انگلیاں بھگو کر فضا میں اُچھال دیتا ہوں، محلول کے خوشبودار قطرے فضا میں بکھر جاتے ہیں، اسی اثنا میں آپ ﷺ دستگیری مسجد کے احاطے میں تشریف لے آئے، میں برابر خوشبو برسائے جا رہا ہوں اور دل گواہی دے رہا ہے کہ آپ ﷺ ہی حضرت رسول مقبول ﷺ ہیں، اتنے میں فیضان آہستہ سے کہتا ہے: پیپا میں گلاب کے پھول لے آؤں۔ میں اشارے سے کہتا ہوں: جلدی کرو اور خود خوشبو نچھاور کر تارہتا ہوں کہ یکا یک آنکھ کھل جاتی ہے، سانس تیز ہے، زبان پر درود شریف ہے، آنکھوں میں آنسو ہیں، دل کی عجب کیفیت ہے اور فضا معطر ہے۔ آنکھیں بند کر لیتا ہوں کہ کاش وہی منظر پھر شروع ہو جائے۔ پھر گھر کے تمام افراد کو تصور میں لا کر دم کرتا اور صدقِ دل سے دعا مانگتا ہوں۔ الحمد للہ صرف ایک خوشبو کی سنت کی نسبت سے بہت کچھ مل رہا ہے۔

اصل میں میرے والد ماجد مرحوم اور چچا نور محمد مرحوم نے بچپن ہی میں میرے اندر حضور ﷺ کے لیے اُلفت و محبت کا دیپ جلا دیا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ جس کی روشنی میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ ادھر خوش بختی سے سیرت النبی ﷺ بعد از وصال النبی ﷺ کے مصنف / مؤلف محترم محمد عبد الجبید صدیقی، حافظ عبد الباسط، افتخار احمد حافظ، پروفیسر غازی احمد، پروفیسر علی محمد، جناب محمد شریف خادم الحرم المکی، جناب ملک محمد گلستان خادم الحرم المدنی، محترمہ یاسمین نگہت، رانا ریاض احمد، بھائی جان یوسف علی، سید آل احمد، ع۔ م۔ م۔ چوہدری، جناب شفیق الزماں کیانی، کرنل زبیر احمد چٹھہ، پروفیسر محمد سرور شفقت، حسنا صاحب، حاجی نواز صاحب، امتیاز صاحب، سعید صاحب، بشیر احمد صاحب شہاب اکبر صاحب اور محمد رفیق صاحب جیسے نیک اور عشق نبی محترم ﷺ میں سرشار حضرات کی صحبت نصیب ہو گئی، جن کا شکریہ اگر ادا نہ کروں تو ظلم ہو گا۔ اللہ پاک ان سب کو تادیر سلامت اور خوش و خرم رکھے (غیر مطبوعہ)۔

۲۵۴۔ یوسف علی صاحب فرماتے ہیں کہ اس دوران میں نے درود شریف کی کثرت رکھی، بالآخر حضور ﷺ نے کرم فرمائی کی۔ ۹ ستمبر ۲۰۰۰ء کو ایک سبزہ زار پر حضور پر نور ﷺ کے دربار میں حاضری ہوئی، میں اپنی فائل لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہاں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ آپ کو معاف کیا اور بری کیا۔ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکراتے سبزہ زار میں چہل قدمی فرماتے رہے اور ہماری جانب

دیکھتے رہے۔ کافی دیر تک یہ مبارک نظارہ رہا، پھر آنکھ کھل گئی۔ یہ نظارہ آج بھی آنکھوں کی طراوت بنا ہوا ہے (غیر مطبوعہ)۔

۲۵۵۔ حضرت محمد کریم قادریؒ اپنی کتاب ”باقیات الصالحات“ میں لکھتے ہیں کہ خواب میں سید الکونین ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ مجھے آپ ﷺ نے اپنی گود میں اٹھالیا، اس طرح کہ میرا سینہ آپ ﷺ کے سینہ انور، میرا منہ آپ ﷺ کے منہ مبارک اور میری پیشانی آپ ﷺ کی پیشانی مبارک کے برابر تھی اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مجھ پر درود پاک کی کثرت کیا کرو“۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے اپنی رضا کی بشارت دی جو کہ رضائے الہی کی جامع ہے تو میں آبدیدہ ہو گیا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کا مجھ پر اتنا کرم عظیم ہے۔

۲۵۶۔ حضرت شیخ خلیفہ بن موسیٰ النہر ملکیؒ کی نسبت عراق میں موجود ”نہر الملک“ کی طرف ہے۔ حضور ﷺ کی زیارت بابرکت سے بکثرت مشرف ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک ہی رات میں ۷۱ مرتبہ زیارت ہوئی۔ وقت وفات زبان پر تشہد اور لا الہ الا اللہ کا ورد جاری تھا۔ فرمانے لگے یہ دیکھ میرے سامنے حضرت رسالت مآب ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف فرما ہیں، مجھ پر رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے، مجھے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خوشخبری سنار ہے ہیں، یہ دیکھو فرشتے موجود ہیں، انہیں بہت جلدی ہے کہ مجھے لے کر ”کریم“ (اللہ تعالیٰ) کے پاس جائیں۔ نماز جنازہ کے وقت چاروں طرف سے بہت بلند آواز سنائی دی مگر آواز دینے والا دکھائی نہ دیتا تھا۔ آواز یہ تھی (عربی کا ترجمہ = مسلمانو! اللہ تعالیٰ کے دوست کی نماز جنازہ بہت جلد ادا کی جانے والی ہے) وہ دن ایسا تھا کہ فرشتے بھی نماز کے لیے موجود تھے۔ نماز کے بعد انہیں ”نہر الملک“ (بغداد سے جانب مغرب ایک پڑاؤ دور میں دفن کیا گیا) جامع کرامات اولیا، حصہ دوم۔ صفحہ ۷۳ تا ۷۴)۔

۲۵۷۔ شیخ الاسلام حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ نہایت مالدار اور حد درجہ سخی تھے۔ معمول تھا کہ جو مفلوک الحال سید آتا اسے ایک خلعت اور سات اشرفیاں مرحمت فرماتے۔ قحط کے ایام تھے کہ ملتان کے مضافات کا ایک کہہار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں محتاج سید ہوں، میری امداد فرمائیے۔ یہ سن کر آپ سر و قد کھڑے ہو گئے۔ ادب سے اسے اپنی مسند پر بٹھایا اور دو فاخرہ خلعتیں اور چودہ اشرفیاں اسے دے کر رخصت کیا۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ تو فلاں گاؤں کا کہہار ہے، آپ سے جھوٹ بول کر اتنا مال لے گیا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: تم ٹھیک کہتے ہو، لیکن جب وہ میرے پاس آیا تو اس کے سر پر حضرت رسول اللہ ﷺ کا بابرکت ہاتھ تھا، اس وقت میں نے حضور اقدس ﷺ کی تعظیم کی تھی اور اسی وجہ سے

عام سادات کے مقابلہ میں اسے دو گنی نذر پیش کی (تذکرہ حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی)۔
 ۲۵۸۔ فقیہ اعظم مفتی ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمیؒ (۶ رجب ۱۳۳۲ھ بمطابق ۱۰ جون ۱۹۱۲ء تا
 یکم رجب ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱۵ اپریل ۱۹۸۳ء بروز جمعہ) نے ۱۹۶۲ء میں دوسرے حج کے لیے
 درخواست دی مگر قرعہ اندازی میں نام نہ آیا۔ ذی الحجہ کا چاند نظر آ گیا، بظاہر مایوسی و ناامیدی
 تھی مگر آپ فرماتے تھے کہ میں حضور ﷺ کے لطف و کرم سے ناامید نہیں ہوں، چنانچہ یکم
 ذی الحجہ کو قیلو لہ فرما رہے تھے۔ خواب میں فقیہ مدینہ حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوئی۔ موصوف نے فرمایا: ”میں حضرت رسول اللہ ﷺ کے حکم سے آپ
 کو لینے آیا ہوں۔“ گویا فقیہ اعظم پاکستان کو لینے کے لیے فقیہ مدینہ کو بھیجا گیا، بیدار ہوئے تو
 ڈاکیہ دفتر حج کی طرف سے اطلاعی چھٹی لیے کھڑا تھا، جس میں تحریر تھا کہ آپ کا فلاں نمبر کا
 تار ملا ہے لہذا آپ ۸ مئی ۱۹۶۲ء (ذی الحجہ ۱۳۸۱ھ) کو کراچی پہنچیں، حالانکہ آپ نے کوئی
 تار نہیں دیا تھا۔ اس غیبی تار کا آج تک پتہ نہ چل سکا، چنانچہ آپ عازم حرمین شریفین ہو گئے
 اور حج اور زیارت کی سعادت سے نوازے گئے (ماہنامہ انوار الفرید، ساہیوال۔ نومبر، دسمبر
 ۲۰۰۰ء۔ صفحہ ۵۶)۔

فتاویٰ نوریہ کی چھ ضخیم جلدوں کے مطالعہ سے آپ کی فقہی بصیرت کا بخوبی اندازہ
 ہوتا ہے۔ مولانا مفتی محمد حسین نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ مفتی کے لیے چار چیزوں کی
 ضرورت ہوتی ہے: علمی وسعت، ایمانی فراست، دیانت اور تزکیہ نفس یعنی طہارت ظاہر و
 باطن اور یہ چاروں چیزیں تمام و کمال حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ میں پائی جاتی ہیں۔ بصیر پور
 کا علاقہ پسماندہ ہی نہ تھا بلکہ قذوقوں کا مسکن تھا۔ آپ کے قدم میہنت لزوم سے یہ خطہ علم و
 عرفان کا گہوارہ بن گیا، جہاں اب دارالعلوم موجود ہے۔

۲۵۹۔ پیر طریقت حضرت علامہ مولانا منظور احمد شاہ صاحب مدظلہ ۱۹۲۹ء میں پیدا
 ہوئے۔ کم و بیش پانچ ہزار عیسائیوں کو مسلمان کر چکے ہیں۔ جامعہ فریدیہ ساہیوال کے بانی و شیخ
 الحدیث ہیں۔ اس کے احاطے میں چند کھجور کے پودے ہیں۔ فرماتے ہیں: مدینہ طیبہ میں قیام
 کے دوران خواب دیکھا کہ لوگوں کی بھیڑ لگی ہے اور حضور انور ﷺ سب کو خیرات تقسیم فرما
 رہے ہیں، میں نے بھی جھولی پھیلا دی تو مجھے آپ نے کھجور کا ایک پودا عنایت فرمایا۔ عبد
 الرزاق فریدی مدینہ طیبہ میں کام کرتے تھے، انہوں نے اپنے مالک سے کہا کہ میرے پیر
 صاحب آئے ہوئے ہیں، مجھے ان سے مل آنے دیں۔ مالک نے مالی سے کہا کہ فلاں کھجور کا پودا
 انہیں دے دو اور فریدی صاحب سے کہا: یہ انہیں دے دینا، اسے پاکستان لے جائیں۔ میں سو

رہا تھا۔ جاگا تو فریدی صاحب کھجور کا پودا لیے موجود تھے، جو میں پاکستان لے آیا اور جامعہ فریدیہ کے احاطہ میں لگا دیا۔ پھر مختلف اوقات میں سات پودے اور لایا جن میں ایک حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باغ کا ہے۔ صرف میں جانتا ہوں وہ خاص کھجور کا پودا ان میں سے کونسا ہے، ورنہ لوگ تو اس کے پتے لے جائیں گے (ماہنامہ انوار الفرید، ساہیوال۔ نومبر، دسمبر ۲۰۰۰ء۔ صفحہ ۷۸)۔

۲۶۰۔ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے کتنے حج کیے ان کی صحیح تعداد کسی کو نہیں معلوم۔ جب تک حضور انور ﷺ کا فرمان نہ ہوتا آپ روانگی حج کا ارادہ نہ فرماتے۔ کبھی ایسا ہوتا کہ حضرت آغا خلیل صاحب کلید بردار روضہ رسول ﷺ بذریعہ خط آپ کو مطلع فرماتے کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ آپ امسال حاضر ہوں، تو آپ فوراً ہی حجاز روانہ ہو جاتے۔ اگر کوئی پوچھتا کہ آپ نے کتنے حج کیے ہیں تو فرماتے کہ میں نے گنتی کے لیے نہیں بلکہ اللہ کے لیے حج کیے ہیں اور اللہ جل شانہ نے جتنی مرتبہ توفیق عطا فرمائی میں جاتا رہا (روزنامہ نوائے وقت میگزین، ملی ایڈیشن۔ ۱۰ مئی ۱۹۸۴ء بمطابق ۸ شعبان ۱۴۰۴ھ بروز جمعرات)۔

۲۶۱۔ عاطف علی اپنے والد یوسف علی صاحب کے ساتھ تہران میں تھے۔ ان کے سب سے بڑے بھائی آصف علی جو نیول کیڈٹ تھے اور چند دن بعد ہی ان کی پاسبان آوٹ پریڈ ہونے والی تھی، ۱۹۸۳ء میں ایک حادثے کا شکار ہو گئے۔ عاطف علی نے عمر ۱۱ سال ۱۹۸۵ء میں خواب دیکھا کہ ایک قبرستان میں میرے مرحوم بھائی کی قبر پر ایک عظیم بزرگ کھڑے ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہے ہیں، آپ کا لباس سبزی مائل سنہرا ہے، پاس ہی ایک جنگل ہے اور ماحول نہایت خوشگوار ہے۔ میں اپنے دوسرے بھائی عامر علی جو اب آرمی میں میجر ہیں، کے ساتھ ایک دیگن میں بیٹھا ہوں۔ میں اپنے بھائی عامر علی سے پوچھتا ہوں کہ قبر پر جو دعا مانگ رہے ہیں کون صاحب ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ حضرت رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پھر میں بیدار ہو گیا (غیر مطبوعہ)۔

۲۶۲۔ خانم بلقیس اختر زوجہ جناب یوسف علی (سابق اکاؤنٹس آفیسر، ECO سکرٹریٹ، تہران، ایران) نے ۱۹۸۴ء میں اپنے گھر (تہران، خیابان سکندری جنوبی) میں خواب دیکھا کہ بہت چہل پہل ہے، نور ہی نور ہے، میرے دل میں بھی خوشی کی لہریں موجزن ہیں، ایسی خوشی ہے کہ زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی، بے شمار لوگ آ جا رہے ہیں اور مجھے مبارک باد دے رہے ہیں، میں ان سے پوچھتی ہوں کس بات کی مبارک باد دی جا رہی ہے، وہ لوگ کہتے ہیں کہ

آپ کے مکان پر حضور اقدس ﷺ تشریف لائے ہوئے ہیں، میں نے جھانک کر ڈرائنگ روم میں دیکھا تو حضور نبی پاک ﷺ ایک صوفے پر جلوہ افروز تھے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ ایک اور بزرگ تھے مگر معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کون تھے کہ آنکھ کھل گئی (غیر مطبوعہ)۔

۲۶۳۔ مذکورہ بالا خواب تقریباً چھ ماہ بعد اسی مکان میں خانم بلقیس اختر نے خواب دیکھا کہ میرا گھر بقیعہ نور بنا ہوا ہے، بہت چہل پہل ہے، میری خوشی بھی بیان سے باہر ہے، لوگ مجھے مبارک باد دے رہے ہیں، سب کچھ جانتے ہوئے بھی میں ان سے مبارک باد کی وجہ دریافت کرتی ہوں، لوگوں نے بتایا کہ آپ کے گھر میں حضرت رسالت مآب ﷺ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ حضور پاک ﷺ ایک کمرہ (Living room) میں اونچی کرسی پر تشریف فرما ہیں اور نقاب اوڑھا ہوا ہے (غیر مطبوعہ)۔

۲۶۴۔ خانم بلقیس اختر فرماتی ہیں کہ میں سخت بیماری کی حالت میں مذکورہ بالا گھر میں لیٹی ہوں کہ خواب میں حضور انور ﷺ تشریف لاتے ہیں۔ آپ ﷺ کے دست مبارک میں دودھ کا گلاس ہے، جو مجھے ہاتھ بڑھا کر دیتے دیتے یہ فرما کر روک لیا کہ ”ذرا ٹھہر جاؤ، اس میں آب زم زم ملا لوں۔“ پھر آب زم زم ملا کر دست مبارک آگے بڑھایا تو میں نے وہ گلاس پکڑ لیا۔ پھر میں جاگ اٹھی (غیر مطبوعہ)۔

۲۶۵۔ خانم بلقیس اختر فرماتی ہیں کہ میں اور میری والدہ مرحومہ گھر (خیابان باقرخان، تہران) کے Bed Room میں بیٹھے ہیں۔ میری نظر جو کچن کی طرف گئی تو میں نے دیکھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ تشریف لارہے ہیں۔ میں نے فارسی میں کہا: یا رسول اللہ! خیلے خیلے یعنی ممنون ہوں کہ آپ ﷺ میرے گھر تشریف لائے ہیں۔ اس پر میری امی جان کہنے لگیں کہ کیا فارسی بول رہی ہو، درود شریف پڑھو۔ پس میں نے درود شریف پڑھنا شروع کر دی۔ حضور پاک ﷺ کے دست مبارک میں کپڑوں کی ایک پوٹلی تھی اور آپ ﷺ بہت ہی پیارے نیلے رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ بس پھر خواب سے میری آنکھ کھل گئی (غیر مطبوعہ)۔

اس ضمن میں عرض کر دوں کہ میرے شوہر کے بتائے ہوئے وظائف ہمیشہ سے میرے معمول میں رہے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ قابل ذکر درود تاج کا وظیفہ ہے۔

۲۶۶۔ جناب آفتاب احمد طارق کو ۱۳ ستمبر ۲۰۰۰ء کو محترم محمد شریف صاحب خادم الحرم الہکی کا خط مع خوشبوئیات ملا۔ خط پڑھ کر نماز عشاٰ ادا کی اور دوبارہ پڑھ کر اس یقین کے ساتھ سو گیا کہ اس نامہ مبارک کو پڑھنے کے بعد کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے۔ ۱۵ جمادی الثانی ۱۵۲۱ھ م ۱۴ ستمبر ۲۰۰۰ء شب جمعرات تھی۔ نماز تہجد کے وقت خواب دیکھا کہ قبر اطہر کی تین جانب

کثرت سے آدمی ہیں مگر خاموش اور موؤب، سرہانے صرف متولی کھڑے ہیں جو کم عمر ہیں، گورے چٹے مگر کلین شیو۔ میری دائیں جانب میرے دفتر کے ساتھی عمران عابد صاحب قبر مبارک کے سینہ مبارک والی جگہ کھڑے ہیں اور میں خود سر مبارک والی جگہ کے سامنے کھڑا اس آہستگی سے درود شریف پڑھ رہا ہوں کہ بس خود ہی سن رہا ہوں، سب نہایت ادب اور آہستگی سے درود شریف پڑھ رہے ہیں، لوگوں کا اظہار محبت دیکھ کر عمران صاحب سنجیدگی اور نہایت آہستگی سے کہتے ہیں کہ لوگوں کا بس چلے تو اظہار عقیدت و محبت کے طور پر قبر اطہر کی چادر ہی اتار کر لے جائیں۔ ادھر میرے دل کو اطمینان ہو جاتا ہے کہ یہ قبر مبارک حضرت نبی پاک، شہ لولاک ﷺ ہی کی ہے، دیکھتے دیکھتے کسی نے ہلکے سبز رنگ کی چادر آہستہ سے کھینچ کر اتار لی اور نیچے براؤن رنگ کی چادر نکل آئی، میں سوچتا رہ گیا کہ عمران صاحب نے سچ ہی کہا تھا اور اگر کسی نے یہ دوسری چادر بھی کھینچ لی تو حضور ﷺ کا چہرہ مبارک نظر آجائے گا، اتنے میں دیکھا کہ چادر نیچے کو سرک رہی ہے اور پیشانی مبارک نظر آنے لگی اور پھر پورا چہرہ مبارک ظاہر ہو گیا، عمر مبارک زیادہ لگ رہی ہے، رنگت گندمی اور ضعیفی کے آثار ہیں، اصل میں ہمارے اعمال کی وجہ سے پریشانی کے آثار ہیں، شاید عمران صاحب ادھر ادھر ہٹ گئے تھے اور میں اپنے آپ کو حضور ﷺ کے سینہ مبارک کے سامنے پارہا تھا، دل بے قرارے ہو رہا تھا کہ سلام عرض کروں۔ اتنے میں پوٹے مبارک میں مجھے حرکت محسوس ہوئی اور میں یوں سمجھا کہ آنکھ بند ہونے کے باوجود تپتی مبارک حرکت کر رہی ہے، فوراً بے ساختگی کے عالم میں میں نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا مگر جواب نہ ملنے پر شرمندہ سا ہو گیا۔ اتنے میں داہنی چشم مبارک قدرے کھلی محسوس ہوئی اور ایسا معلوم ہوا کہ آپ ﷺ بیدار ہو چکے ہیں، پھر بھی میں نے احتیاط کی اور دوبارہ اس طرح السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا کہ اگر آپ ﷺ بیدار ہو چکے ہوں تو سن لیں اور اگر آرام فرما ہوں تو آپ ﷺ کے آرام میں خلل نہ پڑے، جواب میں آپ ﷺ نے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ فرمایا، میں جی اٹھا نہال ہو گیا، زندگی میں اس سے پہلے کبھی اتنا خوش نہ ہوا تھا، پیاس بڑھ گئی، دل نے چاہا آہستہ سے آپ ﷺ کے دست مبارک کو چوم لوں، دیکھتا ہوں کہ حضور ﷺ نے کمال مہربانی سے اپنا بایاں دست مبارک قدرے بلند فرمایا، میں نے آپ ﷺ کے دست مبارک کے نیچے اپنا ہاتھ رکھ کر قدرے جھکتے ہوئے منہ قریب کر لیا، واللہ! سبحان اللہ! دست مبارک میں کیا نرمی، ملائمت اور گرمی شفقت، محبت و مہربانی ہے جو کہ چھونے والا ہی محسوس کر سکتا ہے بیان نہیں کر سکتا، حضور پر نور ﷺ کے دست مبارک کی ہتھیلی کی پچھلی جانب والی جگہ بوسہ دے کر جوں ہی میں اپنا ہاتھ

آپ ﷺ کی ہتھیلی مبارک سے ہٹاتا ہوں تو آپ ﷺ بازو واپس اپنی جگہ رکھنے کی بجائے مزید اٹھانے لگتے ہیں، انتہائے کرم و مہربانی پہلے ہی محسوس ہو رہا تھا اس کیفیت کو بیان کرنے کے لیے الفاظ کہاں سے لاؤں..... یوں لگتا ہے اس وقت سارا جہان بلکہ سارے جہاں مجھ گنہگار پر مہربان ہیں، مجھے یقین ہے حضور ﷺ میرے سر پر اپنا دست شفقت پھیرنا چاہ رہے ہیں، میں نے جلدی سے اپنے سر کو آپ ﷺ کے دست مبارک کے نیچے کر دیا اور آپ ﷺ نے مجھے اپنے سینہ مبارک اور دائیں رخسار والے حصے سے لگایا کہ یوں لگا شفاف ملائم ریشم جیسی نرم جلد مبارک ہے، دل کی دھڑکن کانوں میں رس گھول رہی ہے، اب میں چہرہ اس لیے اٹھا رہا ہوں کہ آپ ﷺ کا دست مبارک قدرے اٹھ رہا ہے اور سر کو پیچھے ہٹا لیتا ہوں مگر حضور اقدس ﷺ کا دست مبارک بدستور ہوا میں اٹھا رہا، یوں لگتا ہے آپ ﷺ چاہتے ہیں کہ میں اپنے چہرے کا بایاں حصہ بھی گالوں سمیت آپ ﷺ کے دست مبارک کے نیچے سر کر کے سینہ مبارک سے لگالوں، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور میری آنکھ کھل گئی۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اتنا بڑا واقعہ اور میری زندگی میں! سلام کا جواب، زیارت مبارک، ہاتھ کا بوسہ لینے کا واقعہ اور دونوں جانب کو بار بار سینہ مبارک سے لگانے کا واقعہ، بار بار سوچ رہا ہوں، خوشی ناپنے کا کوئی پیمانہ میری خوشی اور خوش بختی کو ناپ نہیں سکتا کہ اللہ پاک کا جتنا بھی شکر ادا کروں تم ہے۔ درودوں کی سوغات چاہے کتنی بھی سمجھوں حق ادا نہیں کر سکتا۔ مشک کی جو خوشبودر و دپاک پڑھتے وقت چند روز سے آرہی تھی آج اس کا راز کھلا (غیر مطبوعہ)۔

۔ مولای صل و سلم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلہم

۲۶۷۔ میجر عبد الحکیم خان قصوریانے خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑے میدان میں بے شمار مخلوق کسی کی منتظر ہے۔ ان میں تنظیم پیدا کرنے کے لیے اذان دینی شروع کر دی۔ میری کمزور آواز کے باوجود اذان کی آواز ہر جگہ پہنچ گئی۔ یکایک محسوس ہوا کہ میں اور میرے ساتھی میجر اعوان کی پارٹی میں حضرت رسالت مآب ﷺ بھی موجود ہیں، پھر منظر بدل گیا اور صرف ہماری پارٹی رہ گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ”تم ابھی تک یہیں ہو، گئے نہیں“۔ میں نے تذبذب کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں“۔ میں اور میجر اعوان حضرت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں اور ایک جنگل میں سے گذر رہے ہیں۔ میرے احساسات کا اندازہ لگانا محال ہے، آپ ﷺ کی غلامی پر ناز ہے، دل چاہتا ہے جان مانگیں تو جان حاضر کروں، مال مانگیں تو مال، جی چاہتا ہے وقت رک جائے، کائنات ختم جائے اور یہ رفاقت کبھی ختم نہ ہو، چلتے چلتے ایسا محسوس ہوا کہ آپ ﷺ سستانا یا آرام فرمانا چاہتے ہیں کہ جنگل ختم

ہو کر۔ تلامیدان آگیا اور اب میں حضور ﷺ کے پاس تنہا ہوں۔ آپ ﷺ بیٹھنے لگے تو میں نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ کے دامن سے کوئی چیز گری ہے، وہ سلیٹی رنگ کا ایک پتھر تھا جو میں نے اٹھا کر خدمت میں پیش کر دیا، آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر پتھر پر کچھ دم کیا اور پھونک ماری تو لعاب دہن کی تھیں میرے ہاتھ پر بھی آئیں، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تمہارے پاس اور کیا کیا ہے۔“ میں نہایت ادب سے آپ ﷺ کی بائیں جانب بیٹھ گیا اور جیب الٹ دی جس میں سے وہی پتھر، ایک تسبیح اور تہ کیا ہوا ایک کاغذ نکلا۔ میں نے کہا بس یہی کچھ ہے، پھر شدت سے بچوں کے لیے خاص طور پر محمد امین خان کے لیے دعا منگوانے کی آرزو پیدا ہوئی اور شاید عرض بھی کر دی کہ آنکھ کھل گئی۔ پھر یوں لگا کہ جیسے آسمان سے یکا ایک زمین پر آگرا ہوں اور سب کچھ کھو دیا ہے۔ بہت کوشش کی، کروٹیں بدلیں لیکن اب وہ با برکت لمحات کہاں! وقت دیکھا تو رات کے ساڑھے تین بجے تھے۔ تاریخ ۱۷ فروری ۱۹۹۷ء بروز پیر۔ اٹھ کر چار رکعت نفل شکرانہ ادا کیے، معلوم نہیں اب یہ با برکت لمحات پھر کب نصیب ہوں؟ ہوں بھی کہ نہ ہوں (غیر مطبوعہ)۔

پروفیسر ڈاکٹر فضل رحیم خان، ڈین آف فیکلٹی آف سوشل سائنسز، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد نے میجر صاحب کے دو خواب مجھے لا کر دیئے جو شکر یہ کے ساتھ شامل کر رہا ہوں۔ (ڈاکٹر صاحب کے کزن ہیں میجر صاحب۔)

۲۶۸۔ میجر عبدالحکیم خان قصوریا نے خواب دیکھا کہ میجر اعوان نے مجھ سے پوچھا کہ وہ جو واقعہ ہوا تھا، اس کے پیچھے کون تھا یا وہاں کون سی ہستی موجود تھی؟ میں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ خواب ہی میں احساس ہوا کہ وہ واقعہ دہرایا جا رہا ہے اور یوں ہے:

ایک جگہ باجماعت نماز تیار ہے، بہت سے نمازی ہیں، میری نظر ایک شخص پر پڑتی ہے جو زخموں سے چور ہے اور اگر فوری طور پر اسے اسپتال نہ پہنچا دیا گیا تو مر جائے گا، میں امام اور نمازیوں کی منت کرتا ہوں کہ نماز سے پہلے زخمی کو چیک کریں، امام صاحب زخمی کو چیک کر کے فرماتے ہیں کہ اس کی تو نبض غائب ہے۔ میں روتا اور زخمی سے لپٹ جاتا ہوں، اس کے پاؤں کی انگلیوں کو ٹٹولتا ہوں کہ اچانک چھوٹی اور اس کے ساتھ والی انگلی کے درمیان نبض محسوس ہوتی ہے اور میں چلا پڑتا ہوں کہ نبض مل گئی۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ اس کی نبض کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور اپنے دست مبارک سے زخمی کے پاؤں کی ان دونوں انگلیوں کو دباتے ہیں، درمیان میں میری انگلی ہے، زخمی کے بدن پر ہاتھ پھیرتے ہیں اور اس کے دونوں کانوں کو پکڑ کر دباتے ہیں کہ یکا یک مریض (زخمی) بھلا چنگا ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی

میرے کانوں میں ایک آواز آتی ہے (جو غالباً میجر اعوان کی ہے) کہ یہی تو ہیں حضرت نبی اکرم ﷺ۔ میں فرط جذبات سے آپ ﷺ کے قدموں سے لپٹ جاتا ہوں، روتا ہوں اور غنٹیں کرتا ہوں کہ آقا (ﷺ) مجھے بچا لیجئے، میری مدد فرمائیے۔ پھر یوں لگتا ہے کہ آپ نے مسکراتے ہوئے مجھے گلے سے لگالیا، زور سے بھینچا اور فرمایا: ”فکر نہ کرو۔“ پھر وہ جگہ غائب ہو گئی۔ میں اور میجر اعوان اکٹھے بیٹھے ہیں اور کرنل جاوید شاہین بھی موجود ہیں۔ پھر آنکھ کھل گئی اور پہلا خیال جو میرے ذہن میں آیا وہ یہ ہے کہ مریض دراصل اسلام ہے جس کی حالت خراب ہے، گو نمازی بھی موجود ہیں مگر خاموش تماشائی اور کسی اور کے آگے بڑھ کر مدد کرنے کے منتظر ہیں۔ (غیر مطبوعہ)۔

میں سمجھتا ہوں اس میں میجر ضیا اعوان کا بڑا ہاتھ ہے۔ آپ کا تعلق سرگودھا کے ایک دیندار خاندان سے ہے اور تبلیغی جماعت کے خاموش ورکر ہیں۔ کسی کو مجبور نہیں کرتے البتہ اگلے جہاں کی تیاری کے لیے یاد دہانی ضرور کراتے رہتے ہیں۔ نہایت بااخلاق، اپنے کام سے کام رکھنے والے، غیر ضروری بحثوں میں نہیں پڑتے، نارمل انسان کی طرح اپنے معمولات انجام دیتے ہیں، کم گو با عمل مسلمان ہیں نماز باجماعت کے پابند اور تہجد گزار۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات مزید بلند فرمائے۔ (آمین)

اللہ پاک جسے چاہے سمجھ عطا کر دیتا ہے۔ دعا ہے مجھے اور میرے بیوی بچوں کو بھی سمجھ اور ہمت عطا فرمائے۔ میرے بھائیوں، عزیز واقارب اور والدین کو بخش دے۔ (آمین)

میں نے یہ خواب راولپنڈی میں ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۹۸ء کو دیکھا تھا۔ میں وقت دعا آپ ﷺ کا دیتا ہوں حوالہ ہوتی ہوئی جاتی ہے دعا آپ ﷺ کے در سے بن کر جو گدا بیٹھ گیا آپ ﷺ کے در پر پھر بن کے وہ سلطان اٹھا آپ ﷺ کے در سے حق یہ ہے در پاک سے کیا کچھ نہیں ملتا حد یہ ہے کہ ملتا ہے خدا آپ ﷺ کے در سے ۲۶۹۔ حضرت شریف طیفور کو خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ ”آپ سید علی المشہود کو بتادیں کہ وہ میری زیارت کے لیے سوتے وقت اس آیت مبارکہ (سورۃ النساء کی آیت نمبر ۶۳) کی تلاوت کیا کرے“ (آیت کا ترجمہ = اور ہم نے جو پیغمبر بھیجا ہے اس لیے بھیجا ہے کہ اللہ کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے اور یہ لوگ جب اپنے حق میں ظلم کر بیٹھے تھے اگر تمہارے پاس آتے اور اللہ سے بخشش طلب کرتے اور رسول اللہ بھی ان کے لیے بخشش طلب کرتے تو اللہ کو معاف کرنے والا اور مہربان پاتے)۔

(کتاب قبسات النور) (الکنوز الحمدیہ لرویۃ خیر البریۃ ﷺ کا مختصر اردو ترجمہ زیارت حبیب ﷺ از جناب افتخار احمد حافظ قادری۔ صفحہ ۱۳)۔

۲۷۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رات کو جس نے ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص کی تلاوت کی تو وہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کرے گا (کتاب الوسائل الشافعیہ)۔

علامہ یوسف نبھائی نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی زیارت بابرکت کی نیت سے تین ہزار بار سورہ اخلاص (قل هو اللہ احد..... الخ) کی تلاوت کی اور سو گئے تو خواب میں آپ ﷺ کی زیارت سے فیض یاب ہوئے (سعادة الدارین)۔

۲۷۱۔ شیخ محمد محمود عبدالعلیم نے درج ذیل اشعار تین بار پڑھے تو حضور اقدس ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، بھی تھے:

صل اللہ علی طہ خیر الخلق و احلاھا
والکرار ابی الکرام والزہراء و ابناھا

(زیارت حبیب ﷺ۔ صفحہ ۲۸)

۲۷۲۔ ایک شیفۃ، رسول ﷺ سید احمد مشہود الحداد کے پاس خواب میں حضور انور ﷺ کی زیارت بابرکت کے لیے کوئی عمل پوچھنے گئے۔ آپ نے انہیں علامہ بوسیری کے درج ذیل شعر کو چالیس بار اس طرح پڑھنے کو کہا کہ ہر بار پڑھ کر دس مرتبہ حضور اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھے، اس نے یہ عمل کیا اور کامیاب ہوا۔ قصیدہ بردہ کا وہ شعر یہ ہے:

نعم سری طیف من اھوی فأرقنی

والحُبُّ یُعْتَرِضُ اللذاتِ بِاللکم

ترجمہ = رات کو ناگہانی محبوب کا خیال آ گیا جس نے مجھے بے خواب کر دیا۔ واقعی محبت لذاتِ زندگی کو غم سے بدل دیتی ہے یا ان کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔

سہاں خیال یار نے مجھ کو جگایا رات بھر

لذتوں کو کر دیا ہے عشق نے رنج و الم

(زیارت حبیب ﷺ۔ صفحہ ۲۷۲)۔

محمد فیاض الدین بہراد نظامی نے قصیدہ بردہ کو منظوم اردو قالب میں ڈھالا ہے۔

۲۷۳۔ حضرت شیخ حسن حداد فرماتے ہیں کہ انہوں نے ۱۴۱۷ھ میں قصیدہ بردہ کی طرح ایک قصیدہ بنام ”قصیدہ عمیر الوردہ“ مرتب کیا۔ اسی دوران میں نے خواب میں ایک عظیم

المرتبہ شخصیت کے دست مبارک میں یہ قصیدہ دیکھا تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ میں سلمان فارسی ہوں، مجھے نبی پاک ﷺ نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور نبی پاک ﷺ آپ کے اس قصیدے سے انتہائی خوش ہیں (زیارت حبیب ﷺ - صفحہ ۲۸ تا ۲۹)۔

۲۷۴۔ سید تیسیر السہودی نے خواب دیکھا کہ ہم کچھ لوگ اکٹھے بیٹھے ہیں۔ حضرت رسول مقبول ﷺ کے دست مبارک میں قصیدہ عبیر الوردہ ہے اور بار بار اس کا ایک شعر دہرا رہے ہیں۔ آنکھ کھلی تو حضور ﷺ بار بار جو شعر دہرا رہے تھے، بھول گیا (زیارت حبیب ﷺ - صفحہ ۲۹)۔

۲۷۵۔ حضرت شیخ حسن شداد فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ پھر اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا کہ میں آپ سے دریافت کروں کہ وہ کون سا شعر تھا جسے آپ بار بار دہرا رہے تھے۔ پس میں نے خواب میں اپنے بیٹے کو دیکھا جو مجھ سے کہہ رہا ہے کہ نبی اکرم ﷺ آپ سے فرما رہے ہیں کہ یہ قصیدہ انتہائی عجیب و غریب ہے اور اس کا سب سے زیادہ عجیب شعر یہ ہے:

سَنَفْتُ أُذُنِي قَلِيلاً مِنْ مَحَامِدِهِ

فَكَانَ شَهِدًا شَهِياً ذَاقَهُ بِفَمِي

(ترجمہ = آپ ﷺ کی تھوڑی سی تعریف نے بھی میرے کانوں کو تروتازہ کر دیا پس میرے چاہنے نے بھی یہ گواہی دی کہ میرے منہ نے آپ ﷺ کا ذائقہ چکھا ہے)۔

میں نیند سے مسکراتا ہوا بیدار ہوا اور اس کرم فرمائی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ جو کوئی اس شعر کو ۱۱۴ مرتبہ پڑھے گا انشاء اللہ اسے حضور اقدس ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی (زیارت حبیب ﷺ - صفحہ ۲۹ تا ۳۰)۔

۲۷۶۔ حضرت شیخ حسن شداد فرماتے ہیں کہ مجھے شیخ عبدالرحمن کاف نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں مدینہ منورہ میں تھا کہ میں نے کسی شخصیت کو کئی مرتبہ اپنے ساتھ بات کرتے ہوئے سنا، مگر وہ شخص نظر نہ آتا تھا۔ ایک مرتبہ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تجھے حضور ﷺ کی زیارت ہوئی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ دو سو مرتبہ یہ کلمہ پڑھا کر: "اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان سيدنا محمد رسول الله"۔ میں نے اس پر عمل کیا اور خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت بابرکت حاصل کیا (زیارت حبیب ﷺ - صفحہ ۳۵ تا ۳۶)۔

۲۷۷۔ شیخ محمد محمود عبدالعلیم اپنی کتاب "الحضرة" میں فرماتے ہیں کہ ۱۹۸۰ء میں مجھے اللہ تعالیٰ نے مسجد نبوی میں حضور انور ﷺ کی زیارت بابرکت سے نوازا۔ میں نے آپ ﷺ کی

خدمت میں سلام عرض کیا اور اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے دست مبارک پر رکھا اور درخواست کی:
سیدی یارسول اللہ ﷺ

سے ذرۃً مِنْ مَدَدِكَ تَكْفِينِي وَ نَظْرَةً مِنْ كَرَمِكَ تُرَضِينِي
(ترجمہ = آپ ﷺ کی مدد کا ایک ذرہ بھی میرے لیے کافی ہے، آپ ﷺ کی نظر کرم نے مجھے راضی کر دیا)۔

تو حضور اقدس ﷺ نے میری طرف طویل نگاہ فرمائی، پھر مجھے بوسہ دیا اور میرے لیے دعا فرمائی۔ میں مسجد میں آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑا اور دیکھا کہ لوگ آپ ﷺ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں: یہ ہیں اللہ کے رسول ﷺ جن کی طرف وحی آیا کرتی تھی (زیارت حبیب ﷺ - صفحہ ۳۶)۔

۲۷۸۔ شیخ عبداللہ بن نعمان نے ایک سومرتبہ حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ آخری بار کی زیارت پر دریافت فرمایا کہ سب سے بہتر کون سا درود پاک ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ درود شریف یہ ہے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الَّذِي مَلَأَتْ قَلْبُهُ مِنْ جَلَالِكَ وَ عَيْنُهُ مِنْ جَمَالِكَ
فَأَصْبَحَ فَرِحًا مَسْرُورًا مُؤَيَّدًا مَنصُورًا وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا

اسے درود حضوری بھی کہتے ہیں۔ اسے بکثرت پڑھنے والا ضرور زیارت بابرکت سے مشرف ہوتا ہے۔ اسے روزانہ ایک سومرتبہ پڑھنے والا ایسے باطنی انوار حاصل کرے گا جس کی قدر و منزلت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ (دمیری کی شرح منہاج) (نزہۃ المجالس) (شفاء القلوب) (فضائل درود و سلام از نذیر نقشبندی صفحہ ۲۴۵)۔

۲۷۹۔ گوہر بانو (بیگم ایڈمرل (ر) مظفر حسن) لکھتی ہیں کہ ایک ڈیڑھ سال میں مجھ پر آدھی رات کے بعد تین چار بار ایسی کیفیت گذری ہے کہ چند گھڑیوں کے واسطے نیند سے اچانک آنکھ کھل گئی مگر آنکھ کھولنے کی ہمت نہ ہوئی، دل دھڑکنا شروع ہوا زور سے، ایک بار اتنا شدید کہ اس کی آواز صاف سنائی دینے لگی اور زبان پر درود شریف جاری ہو گیا۔ پھر الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کئی بار کہا اور پھر کہہ رہی ہوں کہ حضور (ﷺ) مجھے چند گھڑیاں اور یہاں اپنے حضور رہنے دیجئے۔ بس اس کے بعد وہ حالت جاتی رہی۔ (مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۸۵ء کراچی۔ غیر مطبوعہ)۔

وہ حالت اس قدر مبارک اور ناقابل بیان خوشی لیے ہوئے ہے کہ لفظوں میں بتانا ممکن ہے، اب اسی انتظار میں ہر رات سوتی ہوں کہ شاید آج پھر قسمت جاگ جائے اور اس

حالت کو پانے کے لیے اپنی جان اور مال سب دینا پڑ جائے تو بخوشی قبول کر لوں۔
 ۲۸۰۔ شیخ احمد عبد الجواد اپنی کتاب ”صلوة المحتبین علی حبیب رب العالمین“ میں فرماتے ہیں
 کہ میں نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ درود شریف سنا ہے:

صلی اللہ علی سیدنا محمد

۲۸۱۔ علامہ شعرانی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص (مسلمان) حسب ذیل کلمات پڑھے گا مجھے خواب میں دیکھے گا، جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ قیامت میں میرا دیدار کرے گا، جو قیامت میں میرا دیدار کرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا، جس کی میں نے شفاعت کر دی وہ میرے حوض سے پانی پیے گا اور اللہ تعالیٰ اس پر آتش دوزخ حرام کر دے گا (زیارت حبیب ﷺ۔ صفحہ ۴۸)۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْأَرْوَاحِ وَ عَلٰی جَسَدِهِ فِي
 الْأَجْسَادِ وَ عَلٰی قَبْرِهِ فِي الْقُبُورِ ○

۲۸۲۔ ایک ولی اللہ شب و روز حضور نبی اکرم ﷺ پر درود پاک پڑھتے تھے۔ ان کو حضور نبی پاک ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ”میں تمہیں ایسے کلمات بتائے دیتا ہوں، جو تمہیں تمہارے وظیفہ سے مستغنی کر دیں گے لیکن اجر و ثواب اتنا ہی ہوگا۔“ پھر حضور ﷺ نے ان کو یہ درود شریف عطا فرمایا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نوره وَ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ظهوره. عَدَدٌ مِّنْ مَّضَىٰ مِّنْ خَلْقِكَ وَ مِّنْ بَقِيَ وَ مِّنْ سَعَدَ مِنْهُمْ وَ مِّنْ شَقِيَ صَلَاةٌ تَسْتَفْرِقُ الْعَدَّ وَ تَحِيطُ بِالْحَدِّ صَلَاةٌ لَا غَايَةَ لَهَا وَ لَا مَتْنَهِيَ وَ لَا انْقِضَاءَ صَلَاةٌ دَائِمَةٌ بَدَوَامِكَ وَ عَلٰی الْهِ وَ سَلِّمْ تَسْلِيمًا مِّثْلَ ذَلِكَ ○ (زیارت حبیب ﷺ۔ صفحہ ۵۴)۔

۲۸۳۔ حضرت شیخ حسن عداد فرماتے ہیں کہ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ شب و شبہ اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل کلمات برائے زیارت نبی ﷺ نے مجھ پر القا فرمائے اور پھر مجھے میرے مقصد میں کامیاب و کامران بھی فرمادیا: اللَّهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نُوْرِ الْجَمَالِ وَ الْكَمَالِ وَ اٰرِنِي وَجْهَهُ الصَّبِيْحِ فِي الْحَالِ ○ (زیارت حبیب ﷺ۔ صفحہ ۵۹)۔

۲۸۴۔ حسب ذیل درود پاک کو درود جبرائیلیہ کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ حضرت شیخ صالح الجعفری فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ان کلمات کو پڑھا تو روز قیامت اللہ تعالیٰ اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا: اللَّهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلٰی مَوْلَانَا

محمدؐ، و علیؑ الہ و علیؑ جمیع الانبیاء و المرسلین، و علیؑ جبریل و میکائیل و اسرافیل و ملک الموت و حملۃ العرش و علیؑ الملائکۃ أجمعین و علیؑ الاولیاء و الصالحین و علیؑ جمیع عبادک المومنین فی کل لمحۃ و نفس عدۃ ما وسعہ علمک امین O (زیارت حبیب ﷺ - صفحہ ۶۶)۔

۲۸۵۔ حضرت احمد شہاب الدین بن علی دجانی حسیؒ ابتدا ہی سے علم نحو سے ناواقف تھے کیونکہ آپ نے نحو کی طرف توجہ ہی نہ دی تھی۔ آپ مسجد اقصیٰ میں اپنے خلوت کدے میں تھے کہ نبی مکرم ﷺ کی کشفی طور پر زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا: ”اے احمد نحو سیکھ لو۔“ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ مجھے نحو سکھادیں۔ آنحضور ﷺ نے چند اصول عربیہ مجھے ارشاد فرمائے۔ پھر تشریف لے جانے لگے تو میں خلوت خانے کے دروازے تک آپ کے پیچھے گیا اور عرض کیا ”الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ“۔ میں نے رسول کے لام پر پیش پڑھا (یا کے بعد رسول مضاف ہے اور لفظ اللہ مضاف الیہ ہے۔ عربی نحو کا قاعدہ ہے کہ جب لفظ نداء مضاف پر آجائے تو اس پر زبر پڑھتے ہیں: یا رسول اللہ یا حبیب اللہ یا شفیع المذنبین وغیرہ، یہاں رسول کے لام، حبیب کی ب اور شفیع کی عین پر حرف ندایا کی وجہ سے زبر پڑھا جائے گا، اس قاعدہ کی رو سے رسول کی لام پر پیش غلط ہے)۔ لہذا سرکار عرش و قار ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں تمہیں ابھی بتا رہا تھا کہ خلاف قاعدہ عربی مت بولو، یا رسول اللہ کے لام پر زبر کہو۔“ اس کے بعد میں نے نحو پڑھنا شروع کر دیا اور پھر یہ علم میری سمجھ میں آ گیا۔ شافعی مسلک پر کار بند تھے۔ ۹۶۹ھ میں وصال ہوا۔ (جامع کرامات اولیاء، جلد دوم۔ صفحہ ۴۰۷ تا ۴۰۸)۔

۲۸۶۔ ابو علی شیعوی فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کو میں نے خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ”بوڑھا کر دیا مجھ کو سورہ ہود نے“۔ تو کس چیز نے آپ کو بوڑھا کر دیا؟ کیا قصص انبیاء و ہلاکت امم نے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ”نہیں بلکہ اس قول نے“ (اردو ترجمہ سورہ ہود کی آیت نمبر ۱۱۲۔ تو (اے پیغمبر) آپ اور آپ کے ساتھ توبہ کرنے والے استقامت حاصل کریں (اس امر پر) جیسا کہ آپ کو حکم ہو چکا ہے اور حد سے تجاوز نہ کرنا، وہ تمہارے سب اعمال دیکھ رہا ہے)۔

۲۸۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ نیند سے بیدار ہوئے اور انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھ کر فرمانے لگے کہ بخدا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے۔ یہ خواب آپ نے شہادت کی خبر پہنچنے سے قبل دیکھا تھا۔ آپ کے دوستوں نے نہیں مانا تو آپ نے فرمایا کہ

میں نے خواب میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا کہ ایک شیشی میں خون لیے ہوئے فرما رہے ہیں کہ ”تجھے معلوم نہیں کہ میری امت نے میرے بعد کیا کیا؟ میرے بیٹے حسین کو شہید کیا، یہ اس کا اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے، اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے لے جاؤں گا۔“ چوبیس روز بعد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کی شہادت کی خبر آئی۔ تب معلوم ہوا کہ جس روز حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خواب دیکھا تھا، اسی روز شہادت واقع ہوئی تھی۔ (احیاء العلوم از امام غزالی) (برزخ از شیخ المشائخ حضرت سید محمد ذوقی شاہ۔ صفحہ ۹۲)۔

۲۸۸۔ حضرت احمد بن علوی بن محمد مولیٰ الدویلہ صاحب اولیا اور زاہد علماء میں شمار کیے جاتے تھے۔ عارفہ ربانی سلطانہ بنت علی زبیدی سے اکثر ملا کرتے اور ان کے مکان پر سو جاتے تو حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہو جاتی تھی۔ حضور اقدس ﷺ آپ کے منہ کو بھی چوم لیتے تھے اور آپ کی دعائیں مقبول ہوتی تھیں۔ ایک مرتبہ اپنے چچا عبدالرحمن سقاف کی دعوت میں حاضر تھے کہ چراغ میں تیل ختم ہو گیا، آپ نے منگا کر اس میں تھوک دیا تو چراغ تیل سے بھر گیا (المشروع الروی)۔

۲۸۹۔ راجہ ظفر اقبال صاحب کی دختر نے تقریباً دو سال قبل خواب دیکھا کہ قیامت پنا ہے، لوگ حیران و پریشان بھاگ دوڑ رہے ہیں، سخت افراتفری ہے اور میں گھبرا کر بغیر چادر بھاگتی ہوں، دیکھتی ہوں کہ سامنے ایک بزرگ سفید لباس میں ملبوس کھڑے ہیں، لوگ مجھے بتاتے ہیں کہ آپ ہی حضرت رسول اللہ ﷺ ہیں تو میں دوڑ کر آپ ﷺ کے قدم مبارک پکڑ کر درود شریف پڑھنے لگتی ہوں، سمجھ رہی ہوں کہ اب میں بخشش جاؤں گی اور میرے پیارے نبی پاک ﷺ میری شفاعت فرمائیں گے۔ میں سر اٹھا کر آپ ﷺ کے چہرہ انور کی طرف دیکھتی ہوں مگر مجھے صرف آپ ﷺ کی ریش مبارک نظر آتی ہے (اسلام آباد، یکم جنوری ۲۰۰۱ء۔ غیر مطبوعہ)۔

۲۹۰۔ حضرت علامہ سید محمد دیدار علی شاہ رضوی محدث الوری بن سید نجف علی شاہ رضوی ۱۸۵۶ء میں راجستھان (بھارت) کی پہاڑی ریاست الوری میں پیدا ہوئے۔ ولادت سے قبل آپ کی والدہ ماجدہ کو بشارت ہوئی کہ تیرے گھر لڑکا پیدا ہوگا، اس کا نام دیدار علی رکھنا۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت سید امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے اور والدہ کا شجرہ نسب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اسی لیے حسنی حسینی کہلائے۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی اور مولانا وصی احمد محدث سورتی آپ کے ہم سبق تھے، اپنے دور کے جید علماء سے علم حاصل کیا، حضرت شاہ فضل رحمن گنج مراد آبادی نے آپ کو خلافت سے نوازا، شاہی

مسجد آگرہ (بھارت) کے خطیب اور مفتی مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں اسلامیاں پنجاب کے اصرار پر لاہور تشریف لے آئے اور تاریخی مسجد وزیر خان کی خطابت کے فرائض سنبھال کر خدمت دین میں مشغول ہو گئے۔ حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ سے بھی آپ کے گہرے روابط تھے۔ غازی علم الدین شہیدؒ کی نماز جنازہ کے لیے ایک میٹنگ میں، جس کی صدارت علامہ اقبالؒ نے کی، متفقہ طور پر یہ طے پایا کہ محدث الوریؒ پڑھائیں گے۔ پس آپ نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے دست مبارک سے غازی علم الدین شہیدؒ کو لحد میں اتارا۔ حضرت محدث الوریؒ نے فرمایا کہ اسی رات ان کو حضرت رسول مقبول ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف بھی حاصل ہوا۔ ۲۲ رجب المرجب ۱۳۵۲ھ بمطابق ۱۹۳۵ء کو لاہور میں وصال فرمایا۔ آپ کے دونوں قابل فخر صاحب زادوں غازی کشمیر علامہ ابوالحسنات، خطیب مسجد وزیر خان اور شیخ الحدیث علامہ ابوالبرکات امیر مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کی خدمات بھی سونے کے قلم سے لکھنے کے قابل ہیں (روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۸۶ء سے ماخوذ)۔

۲۹۱۔ موجودہ پاکستانی علاقے میں جن سہروردی بزرگوں نے دل جمعی اور اخلاص سے تبلیغی کام کیا، ان میں پنجاب کے حضرت کبیر الدین سہروردی المعروف شاہ دولہ دریائی کا شمار صف اول کے بزرگوں میں ہوتا ہے۔ آپ ہی کے ایک مرید حضرت شرف الدین المعروف بابا جنگو شاہؒ نے تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں بڑی جدوجہد کی، جس کی وجہ سے دین اسلام نے گجرات میں بڑی نشوونما پائی۔ حضرت میاں غلام محمد سہروردیؒ بابا جنگو شاہؒ کے مرید و خلیفہ اعظم تھے۔ آپ کے والد کا اسم گرامی حافظ محمد علی تھا۔ آپ کی پیدائش سے قبل آپ کی والدہ ماجدہ نے خواب دیکھا کہ سروردو جہاں ﷺ تشریف لائے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ ”بی بی تم کو ایک مقدس چیز دی جاتی ہے، لے لو اور اس کی حفاظت اور شکر کرنا، کیونکہ ناشکروں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا“۔

میاں صاحبؒ کا سلسلہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کے بیٹے حضرت حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ ۲۸ سال کی عمر میں حج کے لیے تشریف لے گئے اور تقریباً ۱۳ سال بعد واپس آئے۔ قرآن پاک کے نکات روحانی بیان فرمانا اور بھٹکے ہوئے انسان کو فقر کی پہنائیوں میں لے جا کر دربار رسالت مآب ﷺ میں پیش کر دینا، آپ کے درویشانہ منصب کا ادنیٰ کمال تھا۔ قرآن مجید کی تلاوت آپ کو بے حد محبوب تھی۔ لباس نہایت سادہ اور موٹے کھدر کا ہوتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے: درویش کا فرض ہے کہ مسافرانہ زندگی گزارے، خوبصورت لباس اور بالا خانوں میں آرام کرنے سے فقیر کی غفلت بڑھتی ہے، درویشی یہی ہے کہ ہر سانس اللہ

کی یاد میں جاری ہو، مردان خدا چولھے چکی کے چکر میں نہیں پھنستے، جس کو قبر یاد ہو تو وہ مکان کیونکر بنا سکتا ہے۔ آپ نے اپنے بے پناہ کشف و عرفان سے بے شمار انسانوں کو ایمان و ایقان بخشا۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۱ھ بمطابق ۱۹۵۱ء کو واصل بحق ہوئے۔ آپ کا مزار پر انوار حیات گڑھ، گجرات سے سات میل جلال پور جٹاں روڈ پر مرجع خلافت ہے (روزنامہ نوائے وقت، لاہور ۵ دسمبر ۱۹۸۵ء)۔

۲۹۲۔ منیر احمد، ملتان نے خواب دیکھا کہ گھر میں بہت سے لوگ جمع ہیں۔ ایک شخص نے کہا: آج کی محفل میں حضور نبی پاک ﷺ تشریف لارہے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد آواز آئی کہ حضور انور ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔ ہم بھی آپ ﷺ کی زیارت بابرکت کے لیے گئے، کمرے میں خوشبو پھیلی ہوئی تھی اور ہر شخص بہت خوش تھا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔

فیملی میگزین ۲۴ تا ۳۰ دسمبر ۲۰۰۰ء میں میاں مشتاق احمد عظیمی نے اس کی تعبیر دی۔ ماشا اللہ خواب اچھا ہے، صاحب خواب اعلیٰ قسمت کا مالک ہے، دنیا کی تمام نعمتوں میں سے سب سے اعلیٰ نعمت حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کرنا یا آپ کو دیکھنا ہے، آپ نماز پنجگانہ ادا کیا کریں اور کثرت سے درود شریف پڑھا کریں۔

۲۹۳۔ نسرین اقبال۔ بہاولپور نے خواب دیکھا کہ رمضان کا مہینہ ہے اور ہمارے پیارے نبی ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے ہیں اور ہم سب بے حد خوش ہیں۔ پھر کچھ لوگوں نے افطاری کا اہتمام کیا، ہم سب اسی انتظار میں بیٹھے رہے اور میں صحن میں ایک چارپائی پر بیٹھی ایک رسی ٹھیک کر رہی ہوں کہ پھر میری آنکھ کھل گئی۔

فیملی میگزین ۱۹ تا ۲۵ نومبر ۲۰۰۰ء میں مشتاق احمد عظیمی نے اس کی تعبیر دی: ماشا اللہ بہت اچھا خواب ہے، حضور نبی کریم ﷺ کا گھر پر تشریف لانا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ صاحب خواب نہایت ہی اعلیٰ قسمت کا مالک ہے، انشا اللہ آپ کو دین و دنیا میں سرخروئی حاصل ہوگی، نماز کی پابندی ضرور کیا کریں اور کثرت سے یا حی یا قیوم کا ورد کیا کریں۔

۲۹۴۔ عذرا سلطانہ زوجہ محمد اشرف، جزانوالہ، ضلع فیصل آباد نے ۱۹۸۰ء میں جب وہ ساندہ خورد، لاہور آئی ہوئی تھیں، بھر ۱۸ سال یہ خواب دیکھا: ہاتھ غیبی نے آواز لگائی کہ حضور اکرم ﷺ خطاب کے لیے تشریف لارہے ہیں۔ سٹیج بنی ہوئی ہے۔ اس صدا کے بعد مقامات مقدسہ یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی فلم چلنے لگی، اس فلم کے ختم ہوتے ہی حضرت سردار اہلبیا ﷺ تشریف لائے، پورا میدان جگمگا اٹھا اور روشنی کی چمک اس قدر تیز تھی کہ اس پر نگاہ نہ ٹھہرتی تھی اور اس چمک کے ساتھ ہی آنکھ کھل گئی (غیر مطبوعہ)۔

۲۹۵۔ بیگم شیخ الطاف حسین جو شیخ سلیم اختر، لاہور کی والدہ ہیں، حال ہی میں وفات پا گئیں۔ انہوں نے خواب دیکھا کہ دریا کے کنارے ایک کشتی میں بہت سے لوگ بیٹھے ہیں۔ کسی سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کا خاندان ہے۔ دریافت کیا کہ خود امام الانبیاء ﷺ کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا: دیکھیں دریا کے کنارے درختوں کے جھنڈ میں تشریف لارہے ہیں۔ میں بڑے غور سے آپ کی طرف دیکھ رہی ہوں اور خوش ہوں کہ آپ میری طرف تشریف لارہے ہیں۔ ماشا اللہ اچھا قد، کھلی پیشانی، سفید رنگ، کوئی آٹھ دس قدم کا فاصلہ رہ گیا تو میری آنکھ کھل گئی۔ (غیر مطبوعہ)۔

۲۹۶۔ بیگم شیخ الطاف حسین نے اسی طرح ایک اور خواب دیکھا کہ میرے گھر کے لان میں بہت سے لوگ بیٹھے ہیں حضور اقدس ﷺ وعظ فرما رہے ہیں اور میں اندر کے صحن میں بیٹھی وعظ سن رہی ہوں کہ اتنے میں حضور پاک ﷺ دروازے میں تشریف لا کر مجھ سے فرماتے ہیں کہ ”تم نے خوشبو والا پھولوں کا ہار مجھے نہیں دیا۔“ میں آپ ﷺ کو اچھی طرح دیکھ رہی ہوں اور اس کے بعد آنکھ کھل گئی (غیر مطبوعہ)۔

۲۹۷۔ جناب قاضی محمد سلیم صدیقی ولد جناب قاضی محمد حسین صدیقی ۱۹۶۰ء میں حیدر آباد، سندھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق حضرت قاضی حمید الدین ناگوری قدس سرہ کے خاندان سے ہے جو دہلی (بھارت) میں مدفون ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد محترم اور خلیفہ بھی ہیں اور سال دو سال قبل قاضی سلیم صاحب نے خواب دیکھا کہ حضور اکرم محمد مصطفیٰ ﷺ نماز کی امامت فرما رہے ہیں اور آپ کی اقتداء میں صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عام سے لباس میں نماز ادا کر رہے ہیں۔ میں بھی شامل ہو گیا، مگر دل میں یہ دھڑکا ہے کہ حضرت امام الانبیاء ﷺ کی آواز مبارک سنتے ہی دم نکل جائے لیکن جب آپ ﷺ نے تلاوت شروع کی تو دل کو فرحت اور تقویت محسوس ہوئی۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی (مورخہ ۲۲ دسمبر ۲۰۰۰ء۔ غیر مطبوعہ)۔

۲۹۸۔ شیخ نور الدین شعرانی کاروزانہ وظیفہ دس ہزار تھا اور شیخ احمد رواوی روزانہ چالیس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ اس کثرت سے درود شریف پڑھنے کا یہ اثر تھا کہ بیداری میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوتی تھی۔ مثل صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور ﷺ کی مجلس میں بیٹھتے اور آپ ﷺ سے دین کی بابت دریافت کرتے۔ وہ احادیث جنہیں حفاظ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے، ہمارے پاس ہوتیں اور ہم حضرت رسالت

مآب ﷺ کے قول کے مطابق عمل کرتے۔ جب تک ہماری یہ کیفیت نہ ہو ہم بکثرت درود پڑھنے والے نہیں ہوتے۔ اے میرے بھائی! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ بارگاہ الہی میں پہنچنے کا قریب ترین راستہ حضور اقدس ﷺ پر کثرت سے درود شریف بھیجنا ہے (افضل الصلوٰۃ علی سید السادات از علامہ یوسف نبہائی کا اردو ترجمہ۔ صفحہ ۴۳)۔

۲۹۹۔ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی وصال سے دو روز قبل ۲۰ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ کو خواب استراحت سے دفعتاً اٹھ بیٹھے اور فرمایا ”یہ بہشت یہ بہشت، یہ بہشت یہ بہشت“ اور چاروں سمت دست مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ حضرت رسول مقبول ﷺ تشریف لائے ہیں (تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی از مفکر اسلام مولانا سید ابو الحسن علی ندوی، صفحہ ۸۹)۔

حضرت گنج مراد آبادی اپنے دور کے مشہور بزرگ اور عالم دین گذرے ہیں۔ اکثر اوقات جذب کی کیفیت طاری رہتی تھی۔ فرماتے تھے کہ ننگے سر نماز مکروہ ہوتی ہے۔ نماز سے آپ کو عشق تھا۔ فرمایا: سجدے میں جاتا ہوں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا قدرت بو سے لے رہی ہے۔ مزید فرمایا: جنت میں حوریں ملیں گی تو ان سے کہہ دو ننگا بیسیو! اگر نماز پڑھتی ہو تو میرے ساتھ رہو ورنہ اپنا راستہ لو، میں تو قبر میں بھی نماز پڑھنا پسند کروں گا۔ فرمایا: ہر قسم کے مریض کو الحمد شریف کبھی شکر، کبھی گڑ اور کبھی پانی پر دم کر کے دے دیا کرو، جو کوئی تمام مومنین اور مومنات کے لیے ہمیشہ مغفرت مانگا کرے جو مطلب رکھتا ہو پورا ہو جایا کرے اور مستجاب الدعوات ہو کر مرے، خوب اچھا کھاؤ پہنو کہ لوگ سمجھیں اسے اللہ سے کیا لگاؤ، کہ مگر دل اس کی محبت سے سرشار اور معمور ہو۔

۳۰۰۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان نے جب دوسری مرتبہ زیارت نبی ﷺ کے لیے مدینہ طیبہ حاضری دی تو شوق دیدار میں مواجہہ شریف میں درود شریف پڑھتے رہے۔ یقین تھا کہ حضور اقدس ﷺ ضرور عزت افزائی فرمائیں گے اور بالمواجہہ شرف زیارت حاصل ہوگا لیکن پہلی شب ایسا نہ ہوا تو آپ نے ایک نعت کہی جس کا مطلع ہے:

سے وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں
یہ نعت شریف مواجہہ اقدس میں عرض کر کے مؤدب بیٹھے تھے کہ قسمت جاگ اٹھی اور اپنے آقا و مولیٰ سید عالم ﷺ کو بیداری کی حالت میں اپنی آنکھوں سے دیکھا اور زیارت بابرکت کی خصوصی دولت کبریٰ و نعمت عظمیٰ سے شرف یاب ہوئے (حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۴۴) (زیارت نبی بحالت بیداری۔ صفحہ ۸۱)۔

اپنے ملفوظات میں اعلیٰ حضرتؒ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی حسی و دنیاوی ہے۔ وعدہ الہی کے مطابق ان پر محض ایک آن کے لیے موت طاری ہوتی ہے اور فوراً بعد ان کو حیات عطا فرمادی جاتی ہے۔ اس حیات پر وہی احکامات دنیاوی ہیں کہ ان کا ترکہ نہیں بانٹا جائے گا، ان کی ازواج کو نکاح حرام نیز ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر عدت نہیں، وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے ہیں۔ نمازیں پڑھتے اور حج کرتے ہیں، مٹی ان کو نہیں کھا سکتی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو حیات ابدی کے ساتھ زندگی بخش دی ہے یعنی ان کی یہ حیات دنیا کی سی ہے۔

۳۰۱۔ انگریز حکومت نے اس جرم میں مولانا محمد علی جوہر کو سزا دی تھی کہ وہ اپنے ملک کی آزادی کے لیے جدوجہد کر رہے تھے اور حکومت کی نگاہ میں بے حد خطرناک تھے۔ مولانا جوہر کو بیجا پور کی جیل میں ایک روز دوپہر کے وقت بحالت نیم بیداری ایک دھندلا سا پر تو جمال حضرت تاجدار مدینہ ﷺ نظر آیا تھا۔ ہوشیار ہوتے ہی مولانا جوہر نے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کر کے حسب ذیل اشعار موزوں فرمائے:

تہائی کے سب دن ہیں تہائی کی سب راتیں	اب ہونے لگیں ان سے خلوت میں ملاقاتیں
ہر آن تسلی ہے ہر لحظہ تشقی ہے	ہر وقت ہے دلجوئی ہر دم ہیں مداراتیں
کوثر کے تقاضے ہیں تسنیم کے وعدے ہیں	ہر روز یہی چرچے ہر رات یہی باتیں
معراج کی سی حاصل سجدوں میں ہے کیفیت	اک فاسق و فاجر میں اور ایسی کراماتیں
بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بلا بھیجیں	بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں

(”محمد علی“ ذاتی ڈائری کے چند اوراق از مولانا عبدالماجد دریا بادی، صفحہ ۳۵)۔

رئیس حریت، مولانا محمد علی جوہر نے گول میز کانفرنس لندن میں اپنی تقاریر سے ہندو اور انگریز کے چھٹکے چھڑادیئے اور فرمایا: میں یہاں قوم کی آزادی طلب کرنے آیا ہوں اور آزادی لے کر ہی جاؤں گا، ورنہ غلام ملک میں واپس نہ جاؤں گا۔ آپ نے اپنا قول سچ کر دکھایا اور ۴ جنوری ۱۹۳۱ء کو لندن میں رحلت فرمائی اور ۲۳ جنوری کو جامعہ مسجد سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بیت المقدس) میں آغوشِ لحد کے سپرد کر دیئے گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ یورپ کے سیاست دان کہتے تھے کہ محمد علی کے پاس نیولین کادل، برک کی زبان اور میکالے کا قلم ہے اور وہ عالم انسانیت کا زبردست پیشوا ہے۔

۳۰۲۔ بلال شہید برطانیہ کی کفریہ فضاؤں میں پرورش پانے والے نوجوان تھے اور اسی مغربی معاشرت کے دلدادہ تھے لیکن ایک خواب نے ان کی زندگی بدل ڈالی۔ اس نوجوز نوجوان نے خواب میں حضور انور ﷺ کی زیارت کی۔ دیکھا کہ حضرت رحمت اللعالمین ﷺ نے

انہیں کندھے پر اٹھار کھا ہے۔ تعبیر کے لیے ایک عالم کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ سے کوئی بڑا کام لے گا، لہذا اب آپ راہ راست پر آ جائیں۔ چنانچہ بلال عشق نبی ﷺ اور جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر میدان عمل میں کود پڑے اور زندگی اس طرح گزاری کہ مفتی اصغر کے بقول ”ہم ساتھی آپس میں ایک دوسرے سے کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی زمین پر کسی کو چلتا پھرتا جنتی دیکھنا چاہتا ہو تو بھائی بلال کو دیکھ سکتا ہے۔ گذشتہ پانچ سال سے ہمارے ساتھ رہے لیکن کوئی ایک ساتھی ایسا نہیں جس نے ان کے متعلق کبھی شکایت کی ہو، حالانکہ وہ ذمہ دار تھے اور ذمہ داروں سے عموماً شکایت ہوتی ہے۔ یہ تو ان کی زندگی تھی اور آخر انہوں نے جام شہادت اس شان سے نوش کیا کہ ہر مجاہدان پر بیک وقت فخر بھی کرے گا اور رشک بھی۔

اواخر رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ کی ایک رات کو سری نگر بادامی باغ کے بدنام زمانہ فوجی ہیڈ کوارٹر پر گہرا سکوت چھایا ہوا تھا۔ کوئی نہ جانتا تھا کہ چند لمحوں بعد اس سکوت کی تہ سے ایک زبردست طوفان برآمد ہونے والا ہے۔ کمانڈر بلال شہیدؒ ڈھائی من بارود کی قیامت صغریٰ لیے اس میں داخل ہو گئے اور چند لمحوں بعد کان پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا اور مظلوم کشمیری مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کا منصوبہ بنانے والے گندے چیتھڑوں کی طرح اپنے ناپاک عزائم سمیت فضا میں بکھر گئے۔ دھماکے کی شدت سے بوکھلائی ہوئی بھارتی سرکار نے صحافیوں اور ذرائع ابلاغ کے نمائندوں کو اس مقام پر جانے کی اجازت نہ دی مگر بعض خبر رساں ادارے اپنے ذرائع سے ہندو کی اس شرمناک شکست کی یہ تصاویر حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے جو ضرب مومن میں شائع کی جا رہی ہیں (ہفت روزہ ضرب مومن، کراچی۔ ۱۶ تا ۲۲ شوال ۱۴۲۱ھ بمطابق ۱۲ تا ۱۸ جنوری ۲۰۰۱ء)۔

۳۰۳۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی فرماتے ہیں کہ ایک روز دوران قیام مدینہ طیبہ میں اشعار کی ایک کتاب دیکھ رہا تھا۔ اس میں ایک مصرع تھا:

ہاں اے حبیب ﷺ رخ سے ہٹا دو نقاب کو

مجھے یہ اس وقت بہت بھلا معلوم ہوا۔ میں مسجد نبوی میں حاضر ہوا اور مواجہہ شریف میں بعد ادائے آداب و کلمات مشروعہ انہی الفاظ کو پڑھنا اور شوق دیدار میں رونا شروع کر دیا۔ دیر تک یہی حالت رہی جس پر یہ محسوس ہونے لگا کہ مجھ میں اور جناب رسالت مآب ﷺ میں کچھ حجاب دیواروں اور جالیوں وغیرہ کا نہیں اور آپ ﷺ سامنے کر سی پر جلوہ افروز ہیں۔ آپ ﷺ کا چہرہ انور میرے سامنے ہے اور بہت چمک رہا ہے (نقش حیات، حصہ اول۔ صفحہ ۹۲)۔

حضرت مدنیؒ کو اپنے استاد شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ سے محبت عشق کے

درجہ پر تھی۔ جب حضرت شیخ الہند اسیر مالٹا ہوئے تو حضرت مدنی بھی پورے عرصہ استاد کے ہمراہ مالٹا میں رہے، حالانکہ حکومت ہند نے آپ کو اسیر نہیں کیا تھا۔

۱۹۲۷ء میں پشاور کے اجلاس میں امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری دیوبندی نے اپنے معرکہ الآرا خطبہ میں فرمایا تھا کہ اسلامی قومیت کا مدار اتحاد نسل یا اتحاد وطن پر نہیں ہو سکتا بلکہ اسلامی قومیت کی زندگی و بقا صرف دین و مذہب اور ملت کے احیاء و بقا پر منحصر ہے۔ بالکل یہی بات آپ کے ہم عصر اور ساتھی حضرت مولانا حسین احمد مدنی نے دہلی میں اپنی ایک تقریر میں کہی تھی کہ اگرچہ دنیا میں قومیت و وطن سے بنتی ہے مگر اسلام اس نظریے کی مخالفت کرتے ہوئے اساس قومیت، اخوت دینی و مذہبی کو قرار دیتا ہے۔ اس تقریر کی قصد آیا سہواً غلط رپورٹنگ نے بڑا فتور پھیلایا تھا۔ بتایا گیا کہ مولانا مدنی قومیت کی بنیاد وطن کو قرار دے رہے ہیں جس پر علامہ اقبال نے اپنا مشہور قطعہ کہا اور یہ مسئلہ اخبارات میں سب و شتم کا موضوع بن گیا۔ اس پر حضرت علامہ انور شاہ کے ایک شاگرد نے طالوت کے نام سے ان دونوں اکابرین سے خط و کتابت اور مراسلت کے بعد شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال کو حضرت مدنی کے خیالات اور اصل ارشادات سے مطلع کیا۔ جس پر حضرت علامہ اقبال نے اس قطعہ سے اپنی برأت کا اعلان کرتے ہوئے اپنے کلام کے ناشرین کو حکم دیا کہ آئندہ ان کے کلام میں یہ اشعار شامل نہ کئے جائیں، مگر علامہ کی خواہش اور تصریح کے باوصف وہ قطعہ برابر شائع کیا جا رہا ہے۔ (ماخوذ صفحہ ۲۱۲ از نقش دوام) ملت میں نفاق پیدا کرنے والی حرکات سے مسلمانوں کو گریز کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

۳۰۴۔ حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی نے مدینہ شریف میں اپنے وصال سے قبل فرمایا کہ یہاں مدینہ طیبہ میں سرکار (ﷺ) کا حکم چلتا ہے۔ آپ خود فیصلہ فرماتے ہیں کہ آپ کا کون سا مہمان کہاں قیام کرے گا؟ اپنے مہمانوں کے آرام کا خود خیال رکھتے ہیں اور اپنے خاص امتیوں کے قیام و آسائش کی آپ کو خود فکر ہوتی ہے۔ میں نے خود اپنی ان آنکھوں سے بڑی سرکار (ﷺ) کو یہ انتظام کرتے اور اس کا حکم دیتے دیکھا ہے۔ کیا قسم کھا کر یہ الفاظ دہراؤں؟ پھر قسم کھا کر مولانا نے وہی الفاظ دہرائے (ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور جولائی ۱۹۸۱ء صفحہ ۱۰۸ تا ۱۰۹ سے ماخوذ)۔

حضرت مولانا سید بدر عالم کا وطن میرٹھ (یوپی، بھارت) تھا۔ بدایوں (یوپی، بھارت) میں ۱۳۱۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۳۹ھ میں دارالعلوم دیوبند (یوپی، بھارت) سے سند فراغت حاصل کی۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی تشریف لائے۔ ۱۳۷۲ھ میں مدینہ طیبہ

ہجرت ثانی کی اور وہیں ۱۳۸۵ھ ۳ رجب بروز جمعہ وصال فرمایا اور اپنی دیرینہ خواہش کے مطابق جنت البقیع میں جگہ پائی۔ اسلامی دنیا کے اس عظیم اور مبارک ترین قبرستان میں چھ ماہ بعد قبر کھول کر مردے کی ہڈیاں نکال کر دوسرا مردہ دفن کر دیا جاتا ہے۔ حضرت بدر عالم کی قبر دوسرا مردہ دفن کرنے کے لیے جب کھولی گئی تو حضرت کا جسم جوں کا توں محفوظ تھا پس قبر بند کر دی گئی۔ چھ ماہ بعد جب پھر یہی ہوا تو قبر آئندہ کے لیے سیل کر دی گئی، حالانکہ وہاں گرمی کی شدت کی وجہ سے صرف چند دن میں مردہ جسم کی فقط ہڈیاں باقی رہ جاتی ہیں۔ حضرت کے صاحبزادے جناب حافظ سید آفتاب احمد مدنی سے جب دریافت کیا گیا کہ آپ کے والد ماجد کو کس عمل کی وجہ سے یہ اعزاز حاصل ہوا کہ ان کا جسم مبارک محفوظ ہے تو فرمایا حقیقت کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ میرے والد ماجد خصوصی طور پر حافظ قرآن کا بے حد احترام و اکرام کرتے تھے اور چاہے بچہ ہی حافظ قرآن کیوں نہ ہو، اس کی طرف پیر کر کے نہیں بیٹھتے تھے۔ حضرت مولانا سید بدر عالم نے ابتدائی تعلیم الہ آباد (یوپی، بھارت) کے انگریزی اسکول میں پائی تھی اس لیے انگریزی سے بھی بخوبی واقف تھے۔ آپ امام العصر حضرت سید مولانا محمد انور شاہ کشمیری دیوبندی کے شاگرد و رشید تھے۔ فیض الباری (چار ضخیم جلدوں میں بزبان عربی) ترجمان السنۃ۔ جوہر الحکم اور کئی دوسری تالیفات آپ کے قلم فیض رقم کی یادگار ہیں (اکابر علماء دیوبند کے حالات و کمالات از حافظ محمد اکبر شاہ بخاری)۔

۳۰۵۔ بانی دارالعلوم دیوبند (یوپی، بھارت) قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم صدیقی نانوتوی کے فرزند رشید (شمس العلماء) حضرت مولانا حافظ محمد احمد نانوتوی ۱۲۷۹ھ میں نانوتہ (یوپی، بھارت) میں پیدا ہوئے۔ قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے ۱۳۱۳ھ میں دارالعلوم کے اہتمام کے لیے حافظ صاحب کا انتخاب فرمایا۔ آپ کے زمانہ اہتمام میں یہ مدرسہ سے دارالعلوم بنا۔ شعبہ جات اور دفاتر کی تشکیل عمل میں آئی اور دارالعلوم کی عظیم الشان عمارت جو اپنی نوعیت کی ہندوستان میں پہلی عمارت ہے آپ کے عہد میں تیار ہوئی۔ جدید دارالاقامہ، مسجد و کتب خانہ کی تعمیر آپ کے زمانے کی یادگار ہیں۔ حافظ صاحب زبردست منتظم اور صاحب ثروت و وجاہت تھے۔ آپ کے دور اہتمام میں دارالعلوم (موجودہ اسلامک یونیورسٹی دیوبند) نے معنوی اور صوری دونوں ہستوں سے عظیم الشان ترقی کی۔ ۱۳۰۱ھ کے بعد مسلسل ۲۶ سال کوئی جلسہ نہ ہو سکا۔ ۱۳۲۸ء کی ربیع الاول کی ۶، ۷ اور ۸ تاریخوں میں انتہائی عظیم الشان چمانہ پر جلسہ دستار بندی منعقد کیا گیا۔ ایسے زبردست اجتماع کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ اس میں ایک ہزار سے زیادہ فضلا کی دستار بندی ہوئی، جس میں باہر سے شرکت

کرنے والوں کی تعداد تیس ہزار سے زیادہ تھی اور ملک کے ہر خطے سے مسلمانوں کے ہر طبقے کے لوگ شریک تھے۔ جلسے میں سب کی نشست یکساں تھی۔ کسی کو کسی پر برتری اور فوقیت کا خیال تک نہ تھا۔ روحانی برکات اور کرامات کا نزول ایسا کھلا ہوا تھا کہ غیر حساس اشخاص تک اسے محسوس کیے بغیر نہ رہ سکے۔

دارالعلوم کی مغربی جانب تالاب کے کنارے دور دور تک خیموں کا طویل سلسلہ تھا۔ نماز کے لیے خیموں کے سامنے میدان میں ہزاروں آدمیوں کی لمبی لمبی صفیں تھیں اور راتوں کو ذکر و شغل کی آوازوں سے جنگل گونجتا تھا۔ ہر شخص کو برکت اور روحانی مسرت محسوس ہوتی تھی۔ جلسے کے دوران بعض صالح لوگوں نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ اہل جلسہ سے مصافحہ فرما رہے ہیں۔ اسی طرح کے بے شمار خواب جلسے سے قبل اور جلسے کے دوران لوگوں نے دیکھے۔ اس اجتماع کی معمولی کرامت یہ بیان کی گئی کہ اس قدر بڑے مجمع میں ایک بھی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آیا۔

حافظ صاحب نے ایک بصیرت افروز خطاب بعنوان ”دارالعلوم کا زریں ماضی و مستقبل“ جلسے میں پڑھ کر سنایا اور دارالعلوم کے قیام اور اس کی خدمات کو تفصیل سے پیش کیا۔ گذشتہ ۲۵ سال میں جو کہ دارالعلوم کے قیام سے جلسے تک کا وقت ہے، آمد و خرچ کا پائی پائی کا حساب بتایا۔ گوشواروں کے مطابق فی طالب علم دو سو روپیہ خرچ آیا جب کہ جلسے میں ایک ہزار سے زیادہ علما کی دستار بندی ہوئی تھی۔ ماشا اللہ کیا حوصلہ افزا نتیجہ ہے کہ اس حقیر رقم میں ایک مکمل عالم دین تیار ہو جائے جو مدرس بھی ہو، مفتی بھی، واعظ و خطیب، جامع منقول و معقول، حافظ اور اس کے ساتھ ساتھ اہل باطن اور بزرگ بھی ہو۔

حافظ صاحب نے ۲۵ سال دارالعلوم، دیوبند کی خدمت انجام دی۔ ابتدائی دس سال تعلیم و تدریس میں گزارے اور ۳۵ سال مہتمم کے فرائض انجام دیئے۔ دیوبند سے حیدرآباد دکن تشریف لے گئے تھے جہاں طبیعت خراب ہو گئی۔ واپسی کے ارادے سے حیدرآباد سے روانہ ہوئے کہ نظام آباد کے سٹیشن کے قریب جان، جان آفرین کے سپرد کر کے ”من مات فی السفر فهو شهید“ میں داخل ہو گئے۔ یہ ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۷ھ کا واقعہ ہے (ہفت روزہ ”ضرب مومن“ کراچی۔ ۱۵ تا ۱۹ شوال ۱۳۲۱ھ بمطابق ۶ تا ۱۲ جنوری ۲۰۰۱ء سے ماخوذ)۔

۳۰۶۔ ایک انگریز نو مسلم ٹی، ایس، پیرسن نے اپنی تصنیف ”کلید در“ میں آج سے پچاس سال پہلے کیے ہوئے اپنے ایک ”مشاہدہ“ کا ذکر کیا ہے (جس میں پندرہویں صدی ہجری کو واضح طور پر اسلام کی صدی ظاہر کیا گیا ہے):

فرماتے ہیں کہ ایک روز صبح کے وقت میں پرانے انگلستان کے دیہاتی علاقے میں نکل گیا، ٹہلتے ٹہلتے ایک حسین و جمیل جھیل کے کنارے آ نکلا، موسم خوشگوار اور منظر سحر انگیز تھا، جھیل کے شفاف پانی میں مچھلیاں تیر رہی تھیں جنہیں میں نے روٹی کے ٹکڑے ڈالے، اس دوران مجھے اپنے دائیں ہاتھ پر ذرا دباؤ محسوس ہوا اور پھر تمام منظر بدل گیا۔

”اب میں دیکھ رہا تھا کہ جھیل میں قسم قسم کی کشتیاں تیر رہی ہیں۔ کئی میدان تھے جن میں مختلف قسم کے کھیل کھیلے جا رہے تھے کہ میں نے پھر اپنے دائیں ہاتھ پر ذرا دباؤ محسوس کیا اور میرے دل میں یہ خواہش بیدار ہوئی کہ جا کر معلوم کروں کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے کوئی مجھے ایک ایسے کشادہ راستہ پر سے لے جا رہا ہے جس کے دونوں طرف خوبصورت درخت ہیں، آگے بڑھا تو عجیب قسم کی عمارتیں نظر آئیں، وہ اپنے قدرتی ماحول میں اس طرح ملی جلی تھیں کہ ان میں امتیاز کرنا آسان نہ تھا، نامعلوم ہاتھ مجھے آگے لے جاتا گیا یہاں تک کہ ہم ایک عالی شان محل کے قریب پہنچ گئے، محل کی شاندار اور خوبصورت عمارت غرناطہ کے باغوں اور الحرمہ کے نازک ستونوں کی یاد دلاتی تھی، قریب پہنچا تو دیکھا کہ عمارت کی پیشانی پر سفید سنگ مرمر کی تختی پر سنہرے نیلے حروف میں یہ الفاظ کندہ تھے: ”یونیورسٹی آف اسلام“ جسے محمد رسول اللہ (ﷺ) کے اُمتیوں نے بنی نوع انسان کے لیے تعمیر کیا ۱۹۹۹ء۔ اس عمارت کے اندر میں نے جو کچھ دیکھا اسے بیان کرنے سے قاصر ہوں کیونکہ میں نے اس سے پہلے ایسی چیزیں دیکھی تھیں نہ سنی تھیں۔ عمارت کا اندرونی حصہ بھی بیرونی حصے کی طرح شاندار فن تعمیر کا مظہر تھا۔ جنوب مشرقی جانب دو اور کالج تھے، ایک جغرافیہ کا اور دوسرا تجارت و کاروبار کا، میں پہاڑی سے اتر کر ان کی جانب روانہ ہوا، ایک شاندار عمارت کے اوپر اسلام کا جھنڈا، نیلے کپڑے پر سنہرا ہلال، ہلکی ہوا میں وقار سے لہرا رہا تھا اور دروازے پر یہ الفاظ تحریر تھے ”ورلڈ ٹریڈ پارلیمنٹ“ (عالمی تجارتی پارلیمنٹ)۔

جب میں اندر داخل ہوا تو میں نے اپنے آپ کو ایک وسیع بیضوی عمارت میں پایا جس کی دیواریں سونے کی اینٹوں کی تھیں، اب سونا نکالنے پر وقت اور توانائی ضائع نہیں کی جاتی تھی کیونکہ اب اس کی افادیت ختم ہو چکی تھی، پوری دنیا کا سونا یہاں جمع کر دیا گیا تھا اور سارے زیورات اور ہیرے جواہرات بھی یہیں پڑے تھے کیونکہ ان کے مالکوں نے انہیں زائد از ضرورت سمجھ کر ترک کر دیا تھا، بیضوی عمارت کے ارد گرد سابق قوموں کے جھنڈے نصب تھے، سابق اس لیے کہ اب یہ قومیں ختم ہو چکی تھیں، اب سب لوگ اسلامی مملکت کے باشندے تھے، یہی وجہ تھی کہ اب سونے یا سونے کے خزانے کی ضرورت نہیں رہ گئی تھی،

مختلف علاقوں کے وسائل دولت یکجا کیے جا چکے تھے۔ تجارت پر ہر قسم کی پابندیاں اور محصولات بھی ختم ہو چکے تھے اور اب زر مبادلہ کی شرح میں کمی بیشی نہ ہوتی تھی۔ اس تمام سلسلہ عمارات کے وسط میں ایک نہایت شاندار مسجد تھی جس کے عظیم گنبد کے اندر سے آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی روشنی نکل رہی تھی، میں مسجد کے اندر داخل ہوا، اس قدر سکون اور راحت افزا ماحول تھا کہ باہر آنے کو جی نہیں چاہتا تھا، مگر نامعلوم ہاتھ مجھے پھر باہر لے آیا۔

سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ، اسلام زندہ باد! اسلامی انقلاب پائندہ باد!!

مولای صل وسلم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلہم
۳۰۷۔ جناب ڈاکٹر شبیر احمد (فلوریڈا، امریکہ) کے مضمون ”وید پرکاش سے نور الہدیٰ تک“ سے یہ اخذ کیا ہے:

جہان میں جو خوبی نظر آتی ہے، وہ نور محمد مصطفیٰ ﷺ کا فیض ہے اور اگر کچھ غیر کا ملیت دکھائی دیتی ہے تو سمجھ لیجیے کہ وہ شے یا وہ خیال محمد مصطفیٰ ﷺ کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ اتنی خوبصورت اور حسین بات قدسی مقال علامہ اقبالؒ کے سوا اور کون کہہ سکتا تھا!

حقیقت یہ ہے کہ مسلمان کے لیے اتنا سمجھ لینا آسان ہونا چاہیے کہ نبی کامل ﷺ کی ذات اقدس پر نور نبوت بھی تمام ہو گیا اور ہدایت کی تکمیل و حفاظت بھی ہو گئی۔ آپ ﷺ کے بعد کسی اوتار اور کسی آنے والے کی ضرورت باقی نہ رہی۔ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی و رسول، آخری ہادی و رہنما اور آخری انسان کامل، آپ ﷺ ہی ہیں۔ آپ ﷺ پر کامل ہدایت نازل ہوئی لہذا مزید کسی آنے والے کی ضرورت ہی باقی نہ رہی۔ یہی سبب ہے کہ روشن خیال بدھ، ہندو اور عیسائی دل سے تسلیم کر رہے ہیں کہ آسمانی صحیفوں میں جس آخری رہنما کی پیشگوئیاں کی گئی ہیں۔ وہ حضرت رحمت اللعالمین ﷺ ہی ہیں اور کوئی دوسرا نہیں۔

وہ لوگ مسلمانوں سے زیادہ قابل مبارکباد ہیں جو غیر مسلم ہوتے ہوئے اپنی بصیرت کی بنا پر پہچان گئے ہیں کہ فارقلیط بھی آپ ﷺ ہیں، متھرا بھی آپ ﷺ، کالکی اوتار بھی آپ ﷺ، میتا بھی آپ ﷺ اور تھری تھنکر بھی آپ ﷺ ہی ہیں۔ علامہ اقبالؒ فرما رہے ہیں:

خلق و تقدیر و ہدایت ابتدا است رحمت اللعالمین (ﷺ) انتہا است

(یعنی کائنات کی تخلیق اللہ کے قوانین اور اس کی جانب سے ہدایت سب کچھ ابتدا ہے تو انتہا کیا ہے؟ رحمت اللعالمین ﷺ!)

کوئی ماننے نہ ماننے الہ آباد یونیورسٹی (یوپی، بھارت) کے مشہور و معروف پروفیسر

”پنڈت وید پرکاش اوپادھائی“ نے یہ نکتہ پایا ہے، جان لیا ہے، پہچان لیا ہے اور اب آپ ”ہری اوم“ نہیں پڑھتے، بندے ماترم نہیں کہتے، دیوی دیوتاؤں کو نمسکار نہیں کرتے۔ اپنی ریسرچ سے وہ اب نور مصطفیٰ ﷺ کی تکمیل کے قائل ہو چکے ہیں اور لکھتے ہیں: ”اے میرے ہندو بہنو اور بھائیو! پارسیو! بدھ مت والو! مسیحیو اور مسلمانو! جاگو، اٹھو اور دیکھو! وہ جس کی خبر گذشتہ صحیفوں میں ہے، وہ ساتویں صدی عیسوی میں عرب میں تشریف لا کر جہان بھر کو منور کر چکا ہے۔ وہ محمد ﷺ ہے، وہ احمد ﷺ ہے، وہ عاقب ہے، وہی میتا ہے، وہی متھرا، وہی تھری تھنکر اور وہی کالکی اوتار ہے! آؤ اور اس کی رحمت کے سائے میں بیٹھو، ایک ہو جاؤ، اب یہاں کوئی اور نہیں آئے گا۔“

آج ۲ نومبر ۱۹۹۹ء کو یہ سطور لکھنے کے دوران خوشخبری ملی کہ پنڈت وید پرکاش نے اپنا نام ”نور الہدیٰ“ رکھ لیا ہے، انہوں نے اپنے لیے کس قدر موزوں نام چنا ہے۔

پنڈت جی کی کتاب میں درج ہے کہ ہندومت کے ماہر آٹھ پنڈت کالکی اوتار کے بارے میں پوری طرح ان کے ہم نوا ہیں۔ آج ہی خبر ملی ہے کہ بھارت ورش کے سینکڑوں پنڈت، اسکالر، برہمن، یوگی اور گیلانی جناب نور الہدیٰ کی آواز میں آواز مل رہے ہیں۔ اب ملاحظہ فرمائیے کتاب ”کالکی اوتار“ کے چند دلچسپ اقتباسات:-

وہ لکھتے ہیں کہ ہندوؤں کی مقدس کتاب ”پران“ میں صاف الفاظ میں تحریر ہے کہ کالکی اوتار دنیا کا آخری پیغمبر (خاتم النبیین ﷺ) ہوگا۔

آپ ﷺ کی پیدائش ایک جزیرہ نما میں ہوگی۔ آپ ﷺ کے والد کے نام ”وشنو بھگت“ اور والدہ کا نام ”سومانی“ ہوگا۔

آپ ﷺ کی پیدائش چاند کے مہینہ کی ۱۲ تاریخ کو ہوگی۔

کالکی اوتار کی غذا میں کھجور اور زیتون عام ہوں گے۔

آپ ﷺ کو ایک غار میں فرشتے کے ذریعہ تعلیم دی جائے گی۔

وشنو بھگت کے معنی اللہ کا بندہ یعنی ”عبداللہ“ اور سومانی کے معنی امن و سکون والی یعنی ”آمنہ“۔

کالکی اوتار ایک معزز قبیلے میں پیدا ہونگے۔ وہ سب سے زیادہ سچے (صادق) اور امانتدار ہوں گے۔

کالکی اوتار ناکام نہیں ہونگے۔ اپنا مشن پورا کریں گے۔ خدا کی مدد انہیں حاصل ہوگی۔

کالکی اوتار کو خدا ایک ایسا تیز رفتار گھوڑا عطا کرے گا جس پر وہ زمین و آسمان کی سیر کریں گے۔

وہ ایک بہترین شاہسوار اور ماہر شمشیرزن ہوں گے۔

مصنف لکھتے ہیں کہ آج کے زمانے میں تلوار چلانے والے گھڑسوار کالکی اوتار کا

انتظار کرنا ہندو قوم کی بد بختی ہوگی۔ بھارت کے ہندوؤں کو چاہیے کہ اپنی مقدس کتابوں کی روشنی میں محمد ﷺ کو پہچان لیں اور مسلمان ہو جائیں۔ سریمد بھگوت پران میں لکھا ہے کہ کالکی "شمسہل" نامی بستی میں ایک مہنت کے گھرانے میں پیدا ہوگا۔

سنسکرت میں "شمسہل" کے معنی ہیں "جائے امن" اور مکہ مکرمہ کو دارالسلام اور ارض حرم کہا جاتا ہے۔ "شمسہل" اس جگہ کو بھی کہتے ہیں جو پانی کے چشمے کے نزدیک ہو اور جہاں دور دور سے لوگ کھچے چلے آئیں۔ دیکھیے زم زم اور حج کی طرف واضح اشارہ ہے۔ مہنت کہتے ہیں بڑے پجاری کو۔ حضور انور ﷺ کے دادا عبدالمطلب کعبہ کے متولی تھے۔

"کالکی اوتار اور محمد صاحب (ﷺ)" از پنڈت وید پرکاش میں کالکی اوتار کا خطاب "جگت پتی" لکھا ہے۔ پنڈت وید پرکاش دریافت فرماتے ہیں کہ "جگت پتی" کا ترجمہ "سرور عالم (ﷺ)" کے سوا کیا کچھ اور بھی ہو سکتا ہے؟ کالکی اوتار ان ڈاکوؤں کو ملیا میٹ کر دے گا جو بادشاہوں کا روپ دھارے بیٹھے ہوں گے۔

کالکی اوتار کا وجود سورج اور چاند کی طرح روشن اور نورانی ہوگا۔ (اب دیکھیے قرآن مجید میں حضرت رسول اللہ ﷺ کو "سراجا منیرا" کہا گیا ہے۔ سراج معنی سورج اور منیر معنی چاند)۔

کالکی اوتار کے دور میں پورا ملک اخلاق و کردار کا گہوارہ بن جائے گا (ایسا ہی ہوا)۔ ڈاکٹر پنڈت وید پرکاش چندی گڑھ یونیورسٹی (مشرقی پنجاب، بھارت) میں سنسکرت کے ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ تھے جب ۱۹۷۰ء میں آپ نے ہندی زبان میں ساٹھ صفحات کی کتاب "کالکی اوتار اور محمد صاحب (ﷺ)" تحریر فرمائی تھی جس کی قیمت ایک روپیہ تھی اور جسے گیتا پریس گورکھپور (یوپی، بھارت) نے شائع کیا تھا۔ امریکہ میں اب اس کتاب کا انگریزی ترجمہ "MOHAMMAD IN THE VEDAS" بہت سے اسلامی کتب فروشوں کے یہاں دستیاب ہے۔

گجرات (بھارت) کے شیفتہ رسول، جناب عبدالحق ودیار تھی نے تقریباً پچاس سال قبل بڑی ہی عقیدت، محبت اور احترام سے انگریزی میں کتاب بعنوان "MOHAMMAD IN THE WORLD SCRIPTURES" لکھی تھی، جو اب ناپید ہے۔

پروفیسر امید علی مصنف / مؤلف کتاب ہذا کے ایک عزیز تھے۔ قیام پاکستان سے بہت پہلے آگرہ میں انہوں نے بھی انگریزی میں ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام تھا "MOHAMMAD IN ANCIENT SCRIPTURES" BY U. ALI عرصے تک

میرے پاس رہی مگر اب نہیں ہے۔

جناب عبدالحق ودیار تھی اور پنڈت وید پرکاش (اسلامی نام ”نور الہدیٰ“) دونوں نے لکھا ہے کہ ہندومت کی کتابوں میں جس پیغمبر آخر الزماں (ﷺ) کی پیش گوئی کی گئی ہے وہ سرور کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں، آپ ﷺ کے سوا کوئی اور نہیں۔ آج کل چرچا کتاب ”مالکی اوتار اور محمد صاحب (ﷺ)“ کا ہے لیکن جناب عبدالحق ودیار تھی کی کتاب کے اقتباسات قابل اعتماد جریدوں میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ پارسیوں کی مذہبی کتاب اوستا (AVASTA) سے آپ نے حضرت زرتشت کا یہ قول نقل کیا ہے:

”حمد کے لائق ایک شخص عرب سے اٹھے گا۔ وہ ظالم حکومتوں کے تختے الٹ کر رکھ دے گا۔ وہ خدا کے گھر کو بتوں سے پاک کر دے گا۔“ صاحبو! اس قول پر کسی تبصرے کی ضرورت نہیں، صرف اتنا نوٹ کر لیجئے کہ ”محمد“ کے معنی ہوتے ہیں ”حمد کے لائق، تعریف کے قابل“۔

جناب ودیار تھی مہاتما گوتم بدھ کا قول بدھ مت کی کتاب ”تری پیکا“ سے پیش کرتے ہیں: ”دنیا کا عظیم ترین معلم عرب میں ظاہر ہوگا۔ وہ صداقت و امانت میں یکتا ہوگا اور صادق و امین کہلائے گا۔“ صاحبو! زرتشت اور مہاتما گوتم بدھ کے ارشادات آج سے قریب ڈھائی ہزار سال قبل اور آخری آنے والے ”خاتم النبیین (ﷺ) کی آمد سے ایک ہزار سال قبل کی کتابوں میں ملتے ہیں۔

اب چلیے ان سے بھی پرانے ہندومت کے صحیفوں میں:

ہندومت کے قدیم ترین ماخذ ”پران“ میں لکھا ہے ”ایک عظیم روحانی معلم عرب سے اٹھے گا۔ صداقت اس کے ساتھ ہوگی۔ بہت بڑی جمعیت اس کے گرد ہوگی۔ وہ ابلیسی نظاموں کا خاتمہ کر دے گا اور اس طرح شیطان کو قتل کر دے گا۔ اس کا نام ”مہمد“ ہوگا۔

مہارشی بیاسا (BYASA) نے لکھا ہے کہ سر زمین عرب فتنہ و فساد سے بھری ہوگی کہ مہمد پیدا ہوئے اور وہ بھٹکے ہوؤں کو واپس لائیں گے۔ یہ پیغمبر مختون، بار لیش اور خطابت میں بے مثال ہوگا۔ وہ ایک عظیم انقلاب کا بانی ہوگا۔ اس کے دور میں عبادت کے لیے لوگ پکارے جائیں گے (یعنی گھنٹیاں جس طرح ہندو بجاتے ہیں، نہیں بجیں گی بلکہ اذان ہوگی) اس آخر الزماں رشی کے دین میں خنزیر حرام ہوگا اور طیب و پاک جانور حلال ہوں گے۔ وہ کافروں کے ظلم کے خلاف جہاد کرے گا۔

اب دیکھئے اپنڈیشن کیا کہتے ہیں: بقول جناب ودیار تھی ایک گجراتی ہندو سکالر پنڈت

باسونے ”انسائیکلو پیڈیا انڈیکا“ ترتیب دیا ہے، جو کلکتہ سے کئی زبانوں میں چھپ چکا ہے۔ اس کی دوسری جلد میں الو (ALO) اپنشد کے تحت لکھا ہے: ”کوئی دیوتا یا بھگوان نہیں سوائے اللہ کے۔ سچا دیوتا اللہ ہی ہے۔ وہ یکتا ہے واحد ہے۔ سچے بھگوان اللہ کا سچا رشی (پیغمبر) آئے گا۔ ان کا نام ”مہمد“ ہے۔ اللہ کے تمام پیغمبروں میں عظیم ترین۔ مہمد لوگوں کو بتائے گا کہ سچا بھگوان اللہ ہے۔ وہ اول و آخر ہے۔ سب کا خالق سب کا پالنے والا۔ وہ جس نے زمین و آسمان پیدا کئے اور اس نے بہت سے رشی (پیغمبر) بھیجے۔ اللہ بڑا ہے۔ سب سے بڑا ہے۔ کوئی بھگوان نہیں سوائے اس کے۔“

اتھراویدا (ATHARVA VEDA) میں ہے: آنے والا آخری رشی حمد کرے گا اور خود بھی حمد کے لائق (محمد اور احمد) ہوگا۔

”کراما“ یعنی مہاجر ہونا، ہجرت کر جانا اس کی درخشاں زندگی کا اہم واقعہ ہوگا۔ آخر کار اس کے ساٹھ ہزار دشمن (اس کے شہر مکہ مکرمہ کے لوگ) ہار ماننے پر مجبور ہوں گے۔ فتح مکہ کے وقت مکہ مکرمہ کے باشندوں کی تعداد ساٹھ ہزار ہی تھی۔ اتھراویدا کے دوسرے منتر میں لکھا ہے کہ ہندوستان کے رشیوں کو اونٹ پر سوار ہونے کی اجازت نہیں، لیکن آخری آنے والا عرب کا رشی ماہر شتر سوار ہوگا۔ اس ویدا کے ساتویں منتر میں درج ہے کہ آخری مہارشی ”پیغمبروں کا سردار“ ”پیرک شیٹ“ ہوگا۔ یہ سنسکرت زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں ”تمام نبی نوع انسان کا رہنما“۔ جناب ودیار تھی اور پنڈت باسو لکھتے ہیں کہ بائبل میں پیرا کلیس اور عربی میں فارقلیط دراصل ”پیرک شیٹ“ ہی ہے۔

اتھراویدا کا ایک اور انمول ارشاد سنئے: آخری رشی کی ایک پہچان یہ ہوگی کہ وہ ایک جنگ میں اپنے دس ہزار متحدہ دشمنوں کو بغیر لڑے شکست دے گا۔ (غزوہ خندق / احزاب میں مشرکین، کفار اور منافقین کا لشکر دس ہزار سپاہ پر مشتمل تھا۔ اللہ کے حکم سے ایسی زوردار آندھی چلی تھی کہ دشمنوں کے خیمے ہی نہیں پاؤں بھی اکھڑ گئے تھے)۔

ویدوں میں انتہائی معزز رگ ویدا (RIG VEDA) میں تحریر ہے: دنیا کا آخری رشی صادق اور امین ہوگا۔ وہ قوی ہوگا اور سخاوت میں یکتا۔ بالآخر اپنے دس ہزار جاں نثاروں کے ساتھ واپس اپنے شہر آئے گا (فتح مکہ کے موقع پر آپ کے ہمراہ آپ کے دس ہزار جانثار ساتھی تھے)۔

غور فرمائیے ویدوں اور اپنڈیشوں کی یہ پیشین گوئیاں تاریخ عالم کی کسی اور شخصیت

پر بھی کیا پوری اتر سکتی ہیں؟ زرتشت سے منسوب کتاب ”نظر آوستا“ کہتی ہے کہ عرب میں ایک ”سالوشاٹ“ یعنی آخری پیغمبر آئے گا۔ اس کے آتے ہی آتش کدہ سرد ہو جائے گا پھر عنقریب ایک زبردست انقلاب آئے گا جس میں حکومتوں کے تختے الٹ جائیں گے۔

صاحبو! بہت سے مورخین نے یہ بات لکھی ہے کہ ولادت حضرت نبی الامی ﷺ کے موقع پر فارس کا آتش کدہ سرد ہو گیا تھا۔ سلطنت کا یہ سب سے بڑا آتش کدہ تھا، جو ایک ہزار سال سے ایک لمحے کے لیے بھی بجھانہ تھا۔ بعثت نبوی (ﷺ) کے بعد چند ہی برسوں میں مجوسیوں کی سلطنت فارس (ایران) کا آفتاب غروب ہو گیا تھا۔

پارسیوں (مجوسیوں) کے ایک اور مقدس صحیفے ”دساتیر“ میں درج ہے: ”وہ لوگ جو آتش کدوں کی طرف منہ کر کے عبادت کیا کرتے ہیں، ایک ایسے گھر کی طرف منہ کر لیں گے جو بتوں سے پاک کر دیا گیا ہو گا۔ یہ انقلاب عرب کا ایک مقدس شخص لائے گا۔ وہ نہایت پاکیزہ اور فصیح البیان ہو گا۔ وہ دنیا والوں کو بہترین قوانین عطا کرے گا۔“

صاحبو! یہ ارشادات ڈھائی ہزار برس پرانی کتابوں میں لکھے ہیں۔ حیرت کے ساتھ ساتھ رنج اس بات کا ہے کہ پیدائشی عقیدے انسان کی عقل و خرد کو نابینا کر دیتے ہیں۔

جناب ودیارتھی کی کتاب سے مہاتما بدھ کا ایک اور ارشاد سنئے:

آئندہ زمانے میں ایک بدھ اور آئے گا۔ وہ مہا آتما والا ہو گا۔ اس کا نام ”م“ سے شروع ہو گا۔ میں اسے ”سمیترا“ کہتا ہوں کیونکہ وہ نرم خو، مہربان، منکسر المزاج اور امن کا پیغامبر ہو گا۔ اس کا اخلاق انسانوں کے لیے مثالی ہو گا۔ خدا اس کی حفاظت کرے گا، یہاں تک کہ وہ پوری طرح کامیاب ہو جائے گا۔ (صاحبو! غور فرمائیے کہ قرآن مجید کا ارشاد ہے ”یصمک عن الناس“ یعنی اللہ آپ کو انسانوں کے شر سے محفوظ رکھے گا)۔

مذکورہ بالا مضمون جناب نور الہدیٰ (سابق پنڈت وید پرکاش) جو نہ صرف ہندو مت پر سند سمجھے جاتے ہیں، بلکہ بھارت میں انہیں مذاہب عالم پر بھی ایک اتھارٹی تسلیم کیا جاتا ہے اور جناب عبدالحق ودیارتھی کی کتابوں سے تیار کیا گیا ہے۔ ان دونوں نو مسلم دانشوروں کے ان بیانات کے بعد تو بھارت کی ہندو جنٹا کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ (فیملی میگزین، لاہور ۱۶ تا ۲۲ اور ۲۳ تا ۲۹ جنوری ۲۰۰۰ء)۔

۳۰۸۔ صاحبزادہ سید نصیر الدین گولڑوی فرماتے ہیں کہ میرے دادا محترم بابو جی (حضرت محی الدین گیلانی) کو دوسرے کئی علما اور مشائخ کی طرح قائد اعظم کی ظاہری غیر شرعی شخصیت اور اسلام کے نام پر ایک خطے کا حصول قدرے کھٹکتا تھا۔ اسی دوران آپ اجمیر شریف تشریف

لے گئے تو وہاں ایک دن ایک مخلص شخص نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت! میں نے رات سرکارِ دو عالم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے، آپ ﷺ کے سامنے میز پر ایک فائل پڑی ہے، چند لمحے بعد ایک سوئڈ بوٹڈ شخص حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ نے ان کو وہ فائل دے کر فرمایا کہ ”یہ پاکستان کی فائل ہے“۔ وہ شخص جب اپنا یہ خواب سنا چکا تو تھوڑی ہی دیر بعد اس دن کا اخبار آگیا۔ اخبار کے صفحہ اول پر ایک شخص کی تصویر دیکھ کر اس نے حضرت بابو جی سے کہا کہ یہی وہ شخص ہے، جسے رات میں نے خواب میں حضرت رسالت مآب ﷺ کی بارگاہ اقدس سے پاکستان کی فائل لیتے دیکھا تھا۔ وہ جناب محمد علی جناح (مستقبل کے قائد اعظم) تھے۔ اس دن سے حضرت بابو جی ”مسلم لیگ کے حامی بن گئے اور اسی نسبت سے ہم آج تک مسلم لیگ کی حمایت کرتے ہیں (ماہنامہ ”ساندل سویرا“ اسلام آباد، اکتوبر ۱۹۹۷ء۔ صفحہ ۱۵)۔

۳۰۹۔ ۱۹۴۶ء کے دوران موچی گیٹ، لاہور کے ایک جلسے میں شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

”میں قیام پاکستان کا اس لیے حامی ہو گیا ہوں کہ خواب میں قائد اعظم کی طرف اشارہ کر کے سید البشر، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ”دیکھو اس شخص کی ہرگز مخالفت نہ کرنا، یہ میری مظلوم امت کے لیے ہندوستان میں بہت بڑی خدمات انجام دے رہا ہے، اس کی جو مخالفت کرے گا وہ پاش پاش ہو جائے گا“ (ماہنامہ ”ضیائے حرم“۔ لاہور۔ دسمبر ۱۹۹۲ء۔ صفحہ ۶۵)۔

۳۱۰۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی نے خواب دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک ڈاڑھی مونچھ مونڈے شخص کو تاج پہنارہے ہیں اور دیکھتے دیکھتے اس تاج نے جناح کیپ کی شکل اختیار کر لی۔ میں نے غور سے دیکھا تو وہ شخص محمد علی جناح تھے۔ میں نے اپنا یہ خواب حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو سنایا تو انہوں نے سن کر فرمایا: واللہ اعلم بالصواب۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے، مگر میری رائے میں اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ ملک پاکستان جس کے لیے آواز بلند ہو رہی ہے، اس شخص (محمد علی جناح) کے ہاتھوں اور اس کی کوششوں سے بن جائے گا (”مبشرات پاکستان“ از الحاج ظہور الحسن قادری۔ صفحہ ۷۱)۔

۳۱۱۔ قیام پاکستان کے وقت عبد الحفیظ شیرازی پونا (بھارت) میں فوجی افسر تھے۔ پاکستان بننے ہی دوسرے بے شمار مہاجرین کی طرح ان پر بھی جو قیامت ٹوٹی اور جن مصائب و آلام کا یہ شکار ہوئے، اس کی وجہ سے پاکستان کے سخت مخالف ہو گئے اور فیصلہ کر لیا کہ پاکستان کو ختم

کرنے کے سلسلے میں جو کچھ بھی مجھ سے ہو سکا کر گزروں گا۔ جب پاکستان پہنچ گئے تو انہوں نے ایک رات یہ خواب دیکھا: ملٹری کا ماحول ہے، مجھ سے کسی نے کہا کہ حضور اقدس ﷺ تشریف لائے ہوئے ہیں، میں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور دست بستہ عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ) اس پاکستان بننے کی وجہ سے ہم برباد ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر حضور انور ﷺ نے فرمایا: ”عبدالحفیظ! یہ ملک میری دعا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے بنا ہے، اس کی بنیادیں نہایت مضبوط ہیں اور اس ملک کی کمان میں نے سلطان محمود غزنوی کو دے دی ہے، یہ ملک قیامت تک قائم رہے گا اور اس کو مٹانے والے کتے کی موت مریں گے، یہ ان کا مقدر ہو چکا ہے اور تمہیں جو تکالیف ہوئی ہیں اور تم جن مصائب سے دوچار ہوئے ہو، اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا نعم البدل عطا فرمائے گا“ (مبشرات پاکستان از الحاج ظہور الحسن قادری۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء۔ صفحہ ۷۲)۔

۳۱۲۔ ۱۹۶۹ء میں پراجیکٹ ہائی سکول، منگلا (اب گورنمنٹ پراجیکٹ ہائی سکول، منگلا) میں قائد اعظم ڈے پرسکول کی بزم ادب نے منگلا ڈیم آرگنائزیشن کے PRO جناب سید محمد ادریس شاہ (متوفی ۱۹۹۵ء) کو بطور مہمان خصوصی مدعو کیا تھا۔ آپ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ قائد اعظم کے ایک نہایت قریبی ساتھی تھے، جنہوں نے ایک مجلس کہ جس میں میں بھی موجود تھا، یہ واقعہ سنایا تھا:

فرمایا کہ جب قائد اعظم انگلستان سے مستقل طور پر بمبئی (بھارت) آگئے تو میں آپ سے ملاقات کے لیے گیا۔ قائد اعظم گہری سوچ میں غرق تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمانے لگے کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ علامہ اقبالؒ نے مجھے بلایا، جب کہ کچھ کا خیال ہے کہ خان لیاقت علی خان مجھے لے کر آئے، بے شک ان دونوں حضرات کا بھی کچھ نہ کچھ حصہ ہے، لیکن اصل بات جو مجھے یہاں لائی، کچھ اور ہی ہے جو میں نے آج تک کسی کو نہیں بتائی، تمہیں اس شرط پر بتانا چاہتا ہوں کہ میری زندگی میں اسے ظاہر نہیں کرو گے کیونکہ لوگ بات کا بنگلڑ بنا دیتے ہیں۔ جب میں نے انہیں یقین دلا دیا کہ ایسا ہی ہوگا، تو انہوں نے فرمایا:

ایک رات میں لندن میں اپنے کمرے میں سو رہا تھا کہ ایک جھٹکے سے میری آنکھ کھل گئی۔ میں پھر سو گیا، دوسرا جھٹکا تیز تھا، پس میں اٹھا، دروازہ کھول کر باہر کا جائزہ لیا اور یہ اطمینان کر کے کہ سب ٹھیک ہے آکر سو گیا کہ تیسرے جھٹکے نے مجھے جھنجوڑ کر رکھ دیا اور میں اٹھ کر بستر پر بیٹھ گیا۔ میرا کمرہ خوشبو سے مہک رہا تھا اور میں وہاں کسی کی موجودگی محسوس کر رہا تھا۔ میں نے کہا:

Who are you?

جواب آیا:

I am your prophet Muhammad (ﷺ). I have come to ordain you to leave for India & guide muslims there in their freedom movement. I am with you. Finally you will emerge successful Insha-Allah.

یہ سن کر میں نے جواب دیا: (ﷺ) Thank you my Holy Prophet
اس مفہوم کی گفتگو ہوئی جس کے بعد جتنی جلدی ممکن ہو سکتا تھا، میں مستقل طور پر
بمبئی آ گیا۔

مصنف / مؤلف کتاب ہڈانے اس واقعہ سے یہ تین نتائج مرتب کیے ہیں:
(۱) قائد اعظم کی بلند بختی کی انتہا ہے۔ یہ خواب نہیں ہے بلکہ آپ بیداری میں
حضرت رسول اللہ ﷺ کے ارشادِ عالیہ کی سماعت فرما رہے ہیں اور عین ممکن ہے دیدار بھی کر
رہے ہوں (۲) ہندو اور انگریز کی بے پناہ رکاوٹوں اور مخالفت کے باوصف قائد اعظم کو اپنے
مشن میں کامیابی کا سو فیصد یقین تھا، کیونکہ حضور اقدس ﷺ آپ کو کامیابی کی نوید سنا چکے
تھے، سو ایسا ہی ہوا، تمام رکاوٹیں دھری کی دھری رہ گئیں اور بظاہر ناممکن حالات کے باوجود
پاکستان وجود میں آ گیا۔

(۳) گفتگو (ڈائلاگ) انگریزی میں ہوئی تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ہمارے نبی پاک
ﷺ قیامت تک کے لیے نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے امتی ہزار ہا قسم کی زبانیں بولتے ہیں۔ یہ
بھی آپ ﷺ کا زندہ معجزہ ہے کہ جو امتی آپ ﷺ سے جس زبان میں گفتگو کرتا ہے، آپ
ﷺ اُسے اسی کی زبان میں جواب عنایت فرماتے ہیں۔

مولایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
مصنف / مؤلف کتاب ہڈانے خود گورنمنٹ پراجیکٹ ہائی سکول، منگلا اور جہلم جا کر
یہ معلومات حاصل کیں۔ کوشش بسیار کے باوجود پتہ نہ چل سکا کہ قائد اعظم کے ان خاص
دوست اور ساتھی کا کیا نام تھا؟ بہر حال اس میں شک نہیں کہ یہ واقعہ ہوا ہے اور درست ہے۔
بزم رضویہ (رجسٹرڈ) لاہور، سلسلہ اشاعت نمبر ۳۸ میں مسٹر محمد اشرف بیگ نے
جو اُس زمانے میں اُس سکول کے طالب علم تھے، اس واقعہ کا ذکر کیا ہے جس کو پڑھ کر پھر میں
نے اپنے طور پر تحقیق کی۔

حکیم الامت، جامع المجددین حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی، قائد اعظم محمد

علی جناح کو کس مرتبہ کا سمجھتے تھے، اس بات کا اندازہ ان کے اس خواب سے لگایا جاسکتا ہے۔ فرماتے ہیں:

میں خواب بہت کم دیکھتا ہوں، مگر جب دیکھتا ہوں تو اکثر صحیح ہوتے ہیں۔ میں نے ایک خواب میں دیکھا کہ گویا میدان حشر قائم ہے اور کچھ حضرات کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ یہ علماء و صلحا کا گروہ تھا اور میں نے دیکھا کہ مسٹر جناح بھی ایک عبا پہنے اس گروہ میں کرسی پر بیٹھے ہیں تو میرے دل میں خیال آیا کہ مسٹر جناح اس گروہ میں کس طرح شامل ہوئے؟ تو فوراً ایک بزرگ نے جواب دیا کہ مسٹر جناح آج کل مسلمانوں اور اسلام کی بہت بڑی خدمت انجام دے رہے ہیں، اس لیے انہیں یہ اعزاز دیا گیا ہے۔ حضرت تھانویؒ کا یہ خواب کلکتہ کے اخبار ”عصر جدید“ میں اُس زمانے میں شائع بھی ہوا تھا (یاد رہے حضرت تھانویؒ کا وصال ۱۹۴۳ء میں قیام پاکستان سے چار سال قبل ہو چکا تھا) (حکیم الامت کے سیاسی افکار از محمد اکرم کشمیری۔ صفحہ ۱۲ تا ۱۳۔ سلسلہ ۲۳۶۱ صدیقی ٹرسٹ، کراچی)۔

۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء کو جناح پونجا کے گھر میں پیدا ہونے والے محمد علی جناح ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو قائد اعظم بن کر دنیا سے رخصت ہوئے کہ دشمن بھی آپ کو داد تحسین دیے بغیر نہ رہ سکے:

پنڈت جواہر لال نہرو کی بہن وجے لکشمی پنڈت نے فرمایا کہ اگر مسلم لیگ میں ایک سو گاندھی اور دو سو ابوالکلام آزاد ہوتے، لیکن کانگریس میں ایک محمد علی جناح ہوتے تو برصغیر تقسیم نہ ہوتا۔

بلبل ہند، مسز سروجنی نائیڈو نے لکھا ہے کہ کانگریس کے لیڈروں کو صدمہ ہے اور وہ کفِ افسوس مل رہے ہیں کہ پاکستان کیوں اور کیسے بنا؟ میں ان کو بتاتی ہوں کہ یہ سب ان کی نالائقی اور ناکامی ہے۔ ان میں کوئی اس پائے کا لیڈر نہیں، جو قائد اعظم محمد علی جناح کا مقابلہ کر سکتا۔ کاش کانگریس میں صرف ایک قائد اعظم ہوتا اور کانگریس کے یہ سارے لیڈر موتی لال نہرو، جواہر لال نہرو، گاندھی، سردار پٹیل اور ابوالکلام آزاد وغیرہ سب مسلم لیگ میں ہوتے تو پاکستان کبھی نہ بنتا۔

لارڈ ماؤنٹ بیٹن، قائد اعظم کے بدترین دشمن تھے۔ انہوں نے بی بی سی کو اپنی زندگی کا آخری انٹرویو دیتے ہوئے کہا:

”لیڈی ماؤنٹ بیٹن وفات پا کر یسوع مسیح کے پاس پہنچ چکی ہیں، میں بھی بوڑھا ہو چکا ہوں اور میرا آخری وقت اب دور نہیں۔ جی چاہتا ہے کہ اب سچ بولوں، میں نے دنیا کے

اکثر و بیشتر حاکموں اور سیاستدانوں کو دیکھا، مگر میں نے مسٹر جناح جیسا کھرا اور راست رو کسی کو نہیں پایا، مسٹر جناح بہت ہی ذہین شخص تھے۔ ہم نے اگر کبھی چاہا کہ کوئی لفظی کھیل کھیل کر، یہ یا وہ نکتہ لپیٹ کر پیش کر دیں تو ان کی نظر فوراً اسی نکتے پر پڑتی تھی، جسے ہم چھپانا چاہتے تھے۔ مجھے اپنی انگریزی زبان پر ناز تھا۔ مسٹر جناح کی مادری زبان انگریزی نہ تھی لیکن اس کے باوجود اعتراف کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے انگریزی زبان میں شکست دی۔ تقسیم برعظیم ایک بہت بڑا مسئلہ تھا، ہم تقسیم نہیں چاہتے تھے مگر حالات نے وہاں لا کر کھڑا کر دیا۔ ایک شخص واحد کی جنبش سر پر فیصلے کا انحصار تھا۔ وہ برعظیم کو متحد رکھنے کے حق میں سر کو جنبش دے دیتا تو برعظیم متحد رہتا لیکن اس نے تقسیم کے حق میں سر کو جنبش دی، لہذا تقسیم کے سوا چارہ نہیں تھا۔“

۳۱۳۔ سید صفدر علی احمد نے قیام پاکستان کے چند دن بعد خواب دیکھا کہ ایک معصوم بچہ جس کا نام پاکستان ہے، نہایت سفید لباس زیب تن کئے ایک مرد بزرگ کے حضور کھڑا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ مرد بزرگ خواجہ خضر ہیں اور وہ اسے پند و نصائح فرما رہے ہیں۔ پاس میں بھی کھڑا ہوں مگر مجھے آواز سنائی نہیں دیتی، البتہ دونوں کے لب ہلتے نظر آتے ہیں۔ پھر خواجہ خضر نے مجھے تاکید فرمائی کہ جدھر بھی پاکستان جائے تم بھی اس کے ساتھ ساتھ رہنا، یہ کہہ کر وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ہم ایک گھنے خوفناک جنگل میں کھڑے تھے۔ ارد گرد سر بٹک پہاڑ تھے، چٹانیں اور گہرے کھڈ تھے۔ کوئی پگڈنڈی تک نظر نہ آتی تھی۔ پاکستان چل پڑا تو سامنے از خود ایک فراخ پختہ سڑک تیار ہونا شروع ہو گئی۔ ایسا معلوم ہوا کہ دری کی طرح سڑک خود بخود کھلتی جا رہی ہے، پھر میں نے دیکھا کہ پاکستان گاڑی کی سی تیزی سے آگے جا رہا ہے اور پہاڑ، کھڈ اور گھنا جنگل اسی تیزی سے پیچھے کی جانب جا رہے ہیں۔ بہت سی مسافت طے کرنے کے بعد ہم ایک وسیع میدان میں داخل ہوئے تو سامنے حضور پر نور ﷺ کا روضہ اطہر نظر آیا جس کا رنگ سرخ تھا سبز نہ تھا، شاید اس لیے کہ ان دنوں بھارت میں مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہا جا رہا تھا، پھر دیکھا کہ روضہ اطہر اور ہمارے درمیان ایک عظیم دریا بہ رہا ہے جس میں زبردست سیلاب ہے اور دریا کی موجیں چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کی طرح اٹھتی اور ٹوٹتی ہیں۔ وہاں معلوم ہوا کہ ہماری منزل مقصود روضہ انور ہے اور ہمیں وہاں حاضری دینی ہے۔ میں نے پاکستان سے کہا کہ میں تیرا ک نہیں، دریا میں اترا تو ڈوب جاؤں گا۔ پاکستان نے کہا میں تو ہر قیمت منزل مقصود تک پہنچوں گا، اس کے بعد اس نے وضو کیا اور دریا میں چھلانگ لگا دی۔ بلند موجیں کبھی اسے اوپر اٹھاتیں، کبھی نیچے پٹخ دیتیں، مگر وہ ایک اچھے تیراک کی

طرح ہاتھ پاؤں مارتا سیدھا روضہ اطہر کی جانب تیزی سے بڑھتا رہا یہاں تک کہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

میں واپس مڑا تو اولیاء اللہ کا حمد و ثنا میں مصروف ایک گروہ نظر آیا، ان میں سے ایک بزرگ نے میرا نام لے کر مجھے پکارا اور کہا: کیا ہم تمہیں ایک بڑی خوشخبری سنائیں۔ میں نے سننے کے لیے اشتیاق ظاہر کیا تو انہوں نے فرمایا: تمہارا ساتھی پاکستان بخیر و عافیت حضور اقدس ﷺ کے دربار میں پہنچ گیا، وہ کچھ مایوس تھا مگر حضور انور ﷺ نے اس کی پشت پر دست شفقت پھیرا تو اس کی ساری مایوسی دور ہو گئی اور وہ خوش و خرم ہو گیا۔ یہ سن کر مجھے بے حد خوشی ہوئی کہ الحمد للہ میرا ساتھی خیریت سے دربار رسالت مآب ﷺ میں پہنچ گیا، کاش! میں بھی اس کے ساتھ رہتا اور حضور پر نور ﷺ کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوتا، آگے بڑھا تو ایک گاؤں نظر آیا جس کی کشادہ گلیوں میں سے باہر نکلا تو سامنے ایک جانفرا و سبع سبزہ زار میں حضرت رسول اللہ ﷺ کو نہایت اجلے سفید لباس میں کھڑے دیکھا، آپ ﷺ کے دائیں دست مبارک میں سورج جگمگ جگمگ کر رہا تھا اور آپ ﷺ نے سورج والادست مبارک بلند کیا ہوا تھا، سامنے پاکستان ہاتھ باندھے کھڑا تھا، میں بھی پاکستان کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور اس مقدس منظر سے لطف اندوز ہونے لگا۔

میں نے اپنا یہ خواب ایک مرد بزرگ کو سنایا تو انہوں نے فرمایا: میں نے پاکستان کے متعلق استخارہ کیا تو مجھے نظر آیا کہ وقت آنے پر پاکستان کی حدود بہت وسیع ہو جائیں گی، یہ سب سے زیادہ طاقتور ملک ہو جائے گا اور یہاں خلافت راشدہ کی طرز پر عدل و انصاف سے بھر پور حکومت قائم ہو جائے گی۔

یہ خواب دو قسطوں میں میاں عبدالرشید شہید نے ”نور بصیرت“ کے عنوان کے تحت روزنامہ نوائے وقت، لاہور میں ۲۰ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ بروز جمعہ بمطابق ۸ فروری ۱۹۸۰ء اور ۲۱ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ بروز ہفتہ بمطابق ۹ فروری ۱۹۸۰ء کو شائع کیا تھا۔

مولایَ صلی و سلم دائماً ابدأ علی حبیبک خیر الخلق کلہم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کلماتِ الوداعی

ازل میں ہوئیں تقسیم جب نعمتیں
تو محمد عبدالجید صدیقی کے حصہ میں آئیں
”زیارتِ نبی ﷺ بحالتِ بیداری“ کی دو اور
”سیرتِ النبی ﷺ بعد از وصال النبی ﷺ“ کی سات جلدیں

الحمد للہ ثم الحمد للہ

اس شرف میں سب سے زیادہ اللہ پاک کی رحمت و عطا کا ہاتھ ہے۔ کسی نے سچ ہی تو کہا ہے:

سے داد اور قابلیت شرطِ نیست بلکہ شرطِ قابلیت داد اوست

ان کتب کو جو قبول عام حاصل ہوا ہے اس کے لیے میں اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔ اس فن میں یہ کتب نقطہء آغاز اور نقشِ اول ہیں، جن سے انشا اللہ انسانیت رہتی دنیا تک مستفید ہوتی رہے گی۔

کوئی کام خواہ کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ جب اسے کرانا چاہتا ہے تو اپنی حقیر سے حقیر مخلوق سے بھی کرا لیتا ہے۔ حیرت ہے صدیوں پر صدیاں گذرتی چلی گئیں، لیکن کسی کا ذہن اس طرف منتقل نہیں ہوا کہ وہ خواب جن میں خوش بختوں کو حضور پر نور، شافع یوم النشور ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا ہے اور جو ہزار ہا کتب میں بکھرے پڑے ہیں ان کو یکجا کر دیا جائے۔

قدرت نے یہ سعادت چودھویں صدی ہجری میں امتِ مسلمہ کے ایک فرزند کے لیے اٹھارھی

تھی۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم O

سے قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے جو شخص کہ جس کام کے قابل نظر آیا

اس کام کو تن تنہا انجام دینا احقر ناکارہ کے تصور میں بھی نہ آسکتا تھا، یہ تو ایک بورڈ کا کام تھا، پھر بھی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے کمر ہمت کس لی۔ خلوص، شوق اور لگن نے ناممکن کو ممکن بنا دیا۔ الحمد للہ کثیراً۔ گذشتہ چالیس سال میں عدیم الفرستی کے باوجود علم کے بحرِ ذخار سے جو موتی ہاتھ لگے اور چمنستانِ کتب سے جو پھول چمن سکا، وہ پیش کر دیئے ہیں۔

مجھے یقین کامل ہے کہ ان کتب کے مطالعہ سے قارئین کو بہت فائدہ ہوگا اور ہم میں

بہت سے اپنی زندگیوں کو اسلام کے اس سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں گے جو افضل الانبیاء، خاتم المرسلین ﷺ کی زیارت جیسی گراں مایہ دولت کے حصول کے لیے شرط اول ہے۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ ملت اسلامیہ ہی نہیں تمام عالم انسانیت ان خوابوں کو پڑھ کر بیدار ہو جائے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ اس ترقی یافتہ سائنسی دور میں یہ خواب تبلیغ اسلام کا ایک نہایت ہی موثر ذریعہ ثابت ہوں گے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ بلا مزید تاخیر ان کا ترجمہ دوسری بین الاقوامی زبانوں میں پیش کیا جائے تاکہ اقوام عالم کو ہمارے بے مثال و باکمال نبی آخر الزماں ﷺ کی شان و شوکت اور عظمت کا علم ہو سکے اور وہ جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہوں۔

اس ساتویں حصے میں کئی ایسے مجرب و وظائف اور عمل بھی بیان کر دیے گئے ہیں، جن پر عمل کر کے خوش بختوں کو حضور اقدس ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ آخر میں دست بدعا ہوں کہ رب کریم! تمام مسلمانوں کو ان کتب سے فائدہ پہنچا، میرے علم میں اضافہ فرما (دب ذذنی علما) اور مجھ سر اپا تقصیر کی مغفرت کے واسطے یہ کوشش وسیلہ بنا۔ قارئین کرام سے ملتجی ہوں کہ وہ اپنی نیک دعاؤں میں جہاں مجھ بندہ ناچیز کو یاد رکھیں، مرضیہ خاتون مرحومہ جو اس بابرکت مجموعہ کی تدوین کا باعث بنیں، کے واسطے بھی دعائے مغفرت فرمائیں، شکریہ۔

ایک گناہ گار مگر سعادت مند امتی

محمد عبدالجید صدیقی

مولد اُدھلوی ساکن اکبر آبادی ٹم لاہوری۔ مونا.....

۳ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ بمطابق ۲۷ فروری ۲۰۰۱ء بروز سہ شنبہ

يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ“ پھر خوشبو لگائے، صاف کپڑے پہنے اور قبلہ رو ہو کر درود شریف پڑھتے سو جاؤ، گھر میں بھی کسی سے بات نہ کرو نہ کوئی تم سے بات کرے، اگر پہلی شب زیارت ہو جائے فیہا ورنہ سات رات یہ عمل کرو۔

اصولاً یہ نماز مسجد میں پڑھنی چاہیے۔ بصورت مجبوری گھر میں بھی پڑھی جاسکتی ہے۔
(۲) درود تاج بلا شک و شبہ، درودوں میں مثل دلہن ہے۔ زیارت پاک کے لیے نہایت موثر ہے، ستر (۷۰) مرتبہ پڑھ کر دعا مانگ کر سو جاؤ اگر پہلی رات کامیابی نہ ہو تو چند راتیں پڑھو۔ انشاء اللہ ضرور بالضرور کامیابی ہوگی۔

درود تاج پڑھنے کے سلسلے میں تین آراء ہیں:

(الف) درود تاج میں محتاط حضرات ”دافع البلا و الوباء و القحط و المرض و الالم“ کو شامل ہی نہیں کرتے اور یہ کہہ کر رد کر دیتے ہیں کہ یہ الفاظ درود تاج کے ہیں ہی نہیں بلکہ بعد میں شامل کئے گئے ہیں یعنی یہ حضرات درود تاج ان الفاظ کے بغیر پڑھتے ہیں۔

(ب) بے شمار حضرات مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ درود تاج پڑھتے ہیں حالانکہ یہ الفاظ خالص اللہ (خالق) کی صفات ہیں، بندے (مخلوق) کی نہیں۔

(ج) بعض حضرات مذکورہ بالا الفاظ پڑھ کر ”باذن اللہ“ (اللہ کے حکم سے) کہہ کر باقی درود تاج پورا کرتے ہیں۔ ان کے مطابق پھر کسی اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی۔

(۳) حضرت حسن رسول نما دہلویؒ، اورنگ زیب عالمگیر کے عہد کے بزرگ ہیں۔ آپ گیارہ سو مرتبہ روزانہ یہ درود شریف پڑھا کرتے تھے: اللہم صل علی محمد و عترتہ بعدد کل معلوم لك، جس کی برکت سے آپ خود تو حضور یوں میں تھے اور جو شخص آپ کا مرید ہوتا، اسی رات اس کو بھی حضور اقدس ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہو جاتا تھا۔ اسی لیے آپ کو ”رسول نما“ کے معزز و مبارک لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کی جانب سے اس درود شریف کو اسی طرح پڑھنے کی عام اجازت ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے اس کی بہت تعریف کی ہے بلکہ کئی بزرگوں مثلاً حضرت شاہ فضل رحمن گنج مراد آبادیؒ کا معمول تھا اور وہ اسی طرح اس درود شریف کو پڑھتے تھے۔

(۴) امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ جو اس درود شریف کو شب جمعہ بعد نماز عشا ایک ہزار مرتبہ پڑھے پھر اسی جگہ سو جائے اور دل میں یہ تصور کئے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی مجلس مبارک میں بیٹھا ہے اور آپ ﷺ کو دیکھتا ہے، تو وہ آپ ﷺ کو خواب میں دیکھے گا یہاں تک کہ اس کو چند روز پڑھے:

اللهم صل على محمد بن النبي الامي و على اله و اصحابه و بارك و سلم
(نوٹ = جو درود شریف ”اللهم“ سے شروع ہو وہاں سلم کے نیچے ”زیر“ آئے گا
یعنی سلم، جب کہ جو درود شریف ”اللهم“ کے بغیر شروع ہو تو وہاں سلم کے اوپر ”زیر“ آئے
گا سلم مثلاً درود خضریٰ میں: صل الله على حبيبه محمد و اله و سلم۔

(۵) جو شخص درود تھینا سوتے وقت ایک ہزار بار ہر رات پڑھے گا ایک ہفتہ یا چالیس روز میں،
رویت حق تعالیٰ جل شانہ، زیارت سرور انبیاء ﷺ سے مشرف ہوگا۔

حضور انور ﷺ نے خواب میں حکم دیا کہ اس درود کو تشدید جیم کے ساتھ یعنی تھینا
پڑھا کرو (صلوات ناصری از مولانا ناصر علی صفحہ ۷۰)۔ درود تھینا میں بہت سے الفاظ کا اضافہ کر
کے اس کی شکل کچھ سے کچھ بنا دی گئی ہے، جب کہ صحیح نسخہ دلائل الخیرات از ولی کامل، عارف
واصل، محقق فاضل جناب محمد بن سلیمان جزوی اور فضائل درود شریف از قطب الاقطاب شیخ
الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوری ثم مدنی میں درود تھینا ان الفاظ میں ہے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَوةً تُنَجِّينَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ الْاَهْوَالِ
وَ الْاَفَاتِ وَ تَقْضِي لَنَا بِهَا جَمِيعَ الْحَاجَاتِ وَ تُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ السَّيِّئَاتِ وَ
تَرْفَعُنَا بِهَا اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَ تُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيعِ الْخَيْرَاتِ فِي
الْحَيَاتِ وَ بَعْدَ الْمَمَاتِ O

”بعد الممات“ کے بعد ”انك على كل شي ء قدير“ بھی اس میں پڑھنا معمول
ہے اور خوب ہے (فضائل درود شریف از شیخ الحدیث۔ صفحہ ۸۸)۔

ترجمہ: الہی نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد (ﷺ) پر ایسا درود کہ بچائے تو ہم کو اس کے
سبب تمام خوفوں اور بلاؤں سے اور پوری فرما توبہ سبب اس کے ہماری تمام حاجتیں اور پاک کر
ہم کو اس کے سبب تمام گناہوں سے اور اس کے ذریعہ بلند کر ہمارے درجات اور اس کے
باعث ہمیں زندگی میں اور موت کے بعد تمام نیکیوں کی انتہائی منزلوں تک پہنچادے۔ (بے
شک تو ہر چیز پر قادر ہے)۔

(۶) نماز عشا کی ستوں اور وتروں کے درمیان امر تبہ یہ درود شریف پڑھے۔ انشاء اللہ ایک چلتے
(چالیس دن) کے دوران زیارت بابرکت سے مشرف ہوگا۔ یہ عطیہ جناب سید حمایت حسین
شاہ سجادہ نشین درگاہ خواجہ نور الدین حموی کا ہے۔ حضرت حموی اور نگزیب عالمگیر کے مرشد
تھے۔ مزار مبارک اورنگ آباد (سابق ریاست حیدر آباد، دکن، بھارت) میں ہے۔ درود
شریف مندرجہ ذیل ہے:

اللهم صلي على روح سيدنا محمد في الارواح و على جسده في الاجساد و على قبره في القبور و على اله و اصحابه وسلم O

کہتے ہیں کہ اس کے پڑھنے کا ثواب دس ہزار بار درود شریف پڑھنے کے برابر ہے۔ حضرت سخاوی نے ”در منتظم“ سے نقل کیا ہے کہ جو کوئی اسے کثرت سے پڑھے گا، وہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوگا۔ آپ ﷺ اس کی شفاعت فرمائیں گے، آپ ﷺ کے حوض کوثر سے سیراب ہوگا، آتش دوزخ اس پر حرام ہوگی، حرمین شریفین میں یہ درود شریف بہت مستعمل ہے۔

(۷) امام محمد بن البرزلی سے منقول ہے کہ جو شخص حضرت نبی مختار ﷺ کے نقش نعلین شریف کو اپنے پاس رکھے، خلاق میں مقبول رہے اور آپ ﷺ کی زیارت بابرکت سے خواب میں مشرف ہو۔ طریق تو سل یوں بہتر ہے: بعد نماز تہجد گیارہ بار درود شریف، گیارہ بار کلمہ طیب اور گیارہ بار استغفار پڑھ کر اس نقش نعل شریف کو سر پر رکھے اور روگڑ گڑا کر جناب باری تعالیٰ میں عرض کرے کہ جس مقدس پیغمبر ﷺ کے نقش نعل شریف کو سر پر لیے ہوئے ہوں، اُن کا ادنیٰ درجے کا غلام ہوں۔ الہی! اس نسبت غلامی پر نظر فرما کر بہ برکت اس نقش نعل شریف میری فلاں حاجت پوری فرما مثلاً میرا خاتمہ ایمان پر فرما، حضور ﷺ کی زیارت بابرکت نصیب فرما، رزق حلال فراخ عطا فرما، اتباع شریعت عطا فرما، نیک زینہ اولاد عطا فرما، فلاں بیمار کو شفا کاملہ، عاجلہ، مستمر عطا فرما، شیطان سرکش سے حفاظت فرما، دشمنوں سے محفوظ فرما، وغیرہ وغیرہ۔ مگر خلاف شرع کوئی حاجت طلب نہ کرے۔ پھر نقش مبارک کو محبت سے بوسہ دے اور ذوق و شوق سے آنسوؤں کے ساتھ جو نعتیہ اشعار یاد ہوں، پڑھتے ہوئے سو جائے مگر خیال رہے نماز فجر قضا نہ ہو۔ انشاء اللہ چند روز ہی میں مراد بر آئے گی۔ (نقش نعل شریف کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں)۔

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نے کیا خوب فرمایا ہے: تو پھر خود حضرت رسول اللہ ﷺ کی ذات مجمع الکمالات و اسماء جامع البرکات سے توسل حاصل کرنے سے کیا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

(۸) حکیم الامت، مجدد ملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ شب جمعہ ایک ہزار بار سورہ کوثر اور ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھے تو اسے خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی (اعمال قرآنی، حصہ دوم، صفحہ ۸۸) مولانا محمد اشرف علی تھانوی ”مدینہ پبلشنگ کمپنی، بند روڈ، کراچی) چند جمعہ ضرور عمل کرے۔ حضرت شرجی نے اسے

مغرب عمل لکھا ہے۔

(۹) اسم "اللہ" اسم ذات ہے اور یہی اسم اعظم بھی ہے (حضرت امام اعظم اور پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے اسی کو اسم اعظم فرمایا ہے)، اس کی ادنیٰ سی تاثیر یہ ہے کہ نماز روزے کا پابند، اکل حلال کھانے والا با وضو قبلہ رخ بیٹھ کر اگر ہر روز پانچ ہزار مرتبہ اللہ اللہ کا ورد کرے تو تھوڑے ہی عرصہ میں صاحب کشف اور روشن ضمیر ہو جائے گا اور راتوں میں اکثر پیغمبر اسلام ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوگا۔

(۱۰) حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص شب جمعہ دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی ایک بار اور سورہ اخلاص پندرہ بار پڑھے، پھر سلام کے بعد ایک ہزار بار پڑھے "اللهم صل علی محمد النبی الامی"۔ تو وہ مجھے ضرور خواب میں دیکھے گا، دوسرا جمعہ پورا نہ ہونے پائے گا کہ مجھے خواب میں دیکھ لے گا اور جس نے مجھے دیکھ لیا اس کے لیے جنت ہے اور اس کے گذشتہ و آئندہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے (غنیۃ الطالبین صفحہ ۴۱۲)۔

(۱۱) حضرت عبدالحق محدث دہلویؒ نے "جذب القلوب" میں فرمایا کہ جو شخص پاکی اور طہارت کے ساتھ اس درود شریف کی پیشگی کرے گا اور کثرت سے پڑھے گا یعنی کم از کم ۳۱۳ بار روزانہ تو حق تعالیٰ اس کو حضرت سید الوجود ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف فرمائے گا:

اللهم صل علی محمد والہ و سلم کما تحب و ترضیٰ لہ (ترجمہ: اے اللہ! تو محمد ﷺ) اور آپ ﷺ کی آل پر صلوة و سلام بھیج جیسے تو پسند فرماتا ہے اور دوست رکھتا ہے ان کے لیے)۔

جو حضرات فلسفہ نفس و روح سے واقف ہیں جانتے ہیں کہ کثرت ذکر و فکر کا کیا اثر ہوتا ہے اور وہ کس قسم کے تعلقات فیما بین قائم کر دیتا ہے اور اس قیام تعلقات کی بدولت کیسے کیسے جلوہ ہائے عجیب بھر و بصیرت افروز پیدا ہوا کرتے ہیں۔ یہ ایک طے شدہ اور مسلمہ امر ہے کہ بالا کثرت اکثار درود شریف موجب حصول زیارت ہے (حضرت مولانا تھانویؒ)۔

(۱۲) جو کوئی ماہ ربیع الاول میں سو الاکھ مرتبہ "الصلوة و السلام علیک یا رسول اللہ" پڑھے، انشاء اللہ سید الرسل ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوگا۔

(۱۳) شب جمعہ ایک ہزار مرتبہ سورہ قریش (پارہ ۳۰، سورت نمبر ۱۰۶) پڑھ کر سورہ ہے۔ چند بار یہ عمل کرنے سے انشاء اللہ زیارت نصیب ہوگی (خزینۃ الاسرار از محمد بن علی آفندی)۔

(۱۴) یہ عمل بزرگان دین کے معمولات سے ہے کہ طالب غسل کر کے پاک کپڑے پہن کر

خوشبو لگائے اور نماز عشا کے بعد کچھ دیر خوب توبہ و استغفار کرے۔ پھر ۲۱ مرتبہ سورہ توبہ کی آخری دو آیات: ”لقد جاءکم رسول..... رب العرش العظیم O“ پڑھ کر کوئی سی درود شریف پڑھتے پڑھتے سو جائے۔ انشاء اللہ ضرور کامیابی ہوگی۔

(۱۵) جو کوئی محبوب کبریٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار فیض آثار سے سرفراز ہو جاتا ہے، روحانیت کے درجہ کمال پر پہنچ جاتا ہے: رات دو بجے اٹھ کر غسل کرو، سفید پاک کپڑے پہنو، عطر لگا کر چار رکعت نماز تہجد پڑھو۔ پھر درود شریف پڑھ کر تین سو مرتبہ پڑھو: اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّ مَبَشِّرًا وَّ نَذِيرًا O (پارہ ۲۶، سورہ فتح کی آیت نمبر ۸) (ترجمہ: ہم نے (اے محمد ﷺ) تم کو حق ظاہر کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور خوف دلانے والا (بنا کر) بھیجا ہے)۔ پھر درود شریف پڑھتے قبلہ رخ جائے نماز ہی پر سو جاؤ، خیال رہے نماز فجر قضا نہ ہو۔ انشاء اللہ تین رات کے عمل کے اندر زیارت ہو جائے گی اور دین و دنیا کی سعادت نصیب ہوگی (عامل کامل از کاش البرنی حصہ اول۔ صفحہ ۸۷)۔

(۱۶) جو شخص بعد نماز جمعہ ”محمد رسول اللہ احمد رسول اللہ“ ۳۵ بار لکھ کر اپنے پاس رکھے اس کو اطاعت پر قوت، برکت میں معونت اور ہمزات شیاطین سے کفالت ہوگی اور اگر وہ ہر روز بوقت طلوع آفتاب درود شریف پڑھتے ہوئے اس کو دیکھے گا تو خواب میں بکثرت حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوگا۔

یہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے خاندان کا عمل اور عطیہ ہے۔

(۱۷) حضور نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھنا اور آپ سے ہم کلام ہونا مقصود ہو تو جمعرات کے دن گیارہ سو مرتبہ اور شب جمعہ (جمعرات کے دن کے بعد آنے والی رات) کو با وضو قبلہ رخ بیٹھ کر صدق دل سے ہزار مرتبہ اس آیت کریمہ کو پڑھو، انشاء اللہ اسی رات کامیابی ہوگی۔ آیت شریفہ یہ ہے: اِنَّا اللّٰهُ وَّمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلٰی النَّبِيِّ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَّ سَلِّمُوا تَسْلِيْمًا O (پارہ ۲۲ سورہ احزاب، آیت نمبر ۵۶) (ترجمہ: اللہ اور اس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں۔ مومنو تم بھی پیغمبر پر درود و سلام بھیجا کرو)۔

(۱۸) ”صلوٰۃ الاولیاء“ پڑھنے والا روز محشر اولیاء اللہ کے ساتھ محشور ہوگا۔ یہ نماز حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت امام زاہدؒ کو تعلیم فرمائی تھی اور اکثر اولیاء نے اسے پڑھا ہے۔ جس مطلب کے واسطے پڑھو انشاء اللہ ضرور حاصل ہوگا۔ زیارت بابرکت کے لیے بھی اکسیر ہے۔ ترکیب نماز پڑھنے کی یہ ہے: نماز فجر سے پہلے دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سات مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک بار سورہ کافرون (سورہ نمبر ۱۰۹) اور دوسری رکعت میں سات بار سورہ فاتحہ

اور ایک بار سورۃ اخلاص پڑھے۔ بعد سلام دس مرتبہ کلمہ تجمید (یعنی تیسرا کلمہ) "سبحان اللہ و الحمد لله و لا اله الا الله و الله اکبر و لا حول و لا قوة الا بالله العلی العظيم" پڑھ کر دس بار "یا غیاث المستغیثین اغثنا" پڑھے۔ پھر جس کام کے لیے پڑھ رہا ہو، صدق دل سے اس کے لیے دعائے مانگے۔

(۱۹) حضرت جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ ایک مرتبہ اس درود شریف کے پڑھنے کا ثواب چھ لاکھ مرتبہ درود پڑھنے کے برابر ہے۔ اس کا نام صلوات السعادت ہے، جو کوئی اسے ہر روز ایک ہزار مرتبہ پڑھے، دونوں جہان میں سعادت مند ہو اور حضرت رسول پاک ﷺ کے دیدار مبارک سے مشرف ہو۔ وہ جامع اور مختصر درود شریف یہ ہے:

اللهم صل علی سیدنا محمد عدد ما فی علم الله صلوة دائمة بدوام ملک الله O

(ترجمہ: الہی رحمت نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر بہ شمار اس کے جو تیرے علم میں ہے۔ ایسی رحمت جو تیری حکومت دائمی کے ساتھ ہمیشہ جاری و قائم رہے) (از بیاض سید علی بن یوسف مدنی شیخ الدلائل) (صحیح نسخہ و دلائل الخیرات از محمد بن سلیمان جزوی صفحہ ۱۰۱۔ ناشر = مکتبہ خیر کثیر۔ آرام باغ۔ کراچی نمبر ۱)۔

(نوٹ: یہ بزرگوں کے تجربات اور مکاشفات ہیں۔ بسا اوقات خود شہ ہر دوسرا ﷺ بزرگوں کو اس قسم کے فوائد سے مطلع فرمادیتے ہیں، پس اس قسم کی کوئی چیز جو کتاب و سنت کے خلاف نہ ہو، کو قبول کرنے میں پس و پیش نہ کرنا چاہیے)۔

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ سے جب کوئی وظیفہ پوچھتا، جس کی بدولت حضرت محبوب رب العالمین ﷺ کی زیارت نصیب ہو جائے تو آپ فرماتے: بھائی تمہارا بڑا حوصلہ ہے جو تم ایسی بات کہتے ہو، باقی ہم تو اپنے لیے اس کو بھی بڑی نعمت سمجھتے ہیں کہ گنبد خضرا (علی صاحبہا الف الف صلوة و الف الف سلام) ہی کی زیارت نصیب ہو جائے اور اس قابل کہاں کہ خود آپ کی زیارت نصیب ہو۔

حضرت مولانا حاجی شاہ محمد یعقوب صدیقی نانوتوی قدس سرہ، مدرس اول مدرسہ عربیہ دیوبند (اب اسلامک یونیورسٹی دیوبند، یوپی، بھارت) نے مکتوبات یعقوبی و بیاض یعقوبی (۱۹۲۹ء میں اشرف المطابع، تھانہ بھون (بھارت) سے شائع ہوئے) میں فرمایا کہ زیارت شفیع عاصیان، نمگسار بیکساں ﷺ وقت اور نصیب پر منحصر ہے۔ ہر چند کہ اس کے لیے بہت طریقے لکھے گئے ہیں اور بزرگوں سے پوچھے ہیں، مگر بات وہی ہے کہ نصیب سے تعلق ہے اور وقت پر موقوف ہے (لوگ اس دولت کو اختیاری سمجھ کر عدم حصول سے بے حد پریشان ہو

رہے ہیں، اس میں ان کی اس ضیق سے نجات ہے۔ عمل اعمال سب بہانے ہیں۔ یہ درود شریف ”اللہم صل علی سیدنا محمد النبی الامی و علی الہ و اصحابہ وسلم“ بعد نماز عشا ایک سو مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ کیا عجب اللہ تعالیٰ یہ نعمت نصیب فرمادے، اگر نصیب جاگ جائے تو احقر کو بھی یاد رکھیو۔ یہ بے نصیب اب تک اس نعمت سے بے نصیب رہا ہے اور اپنے اندر ایسی قابلیت نہیں دیکھتا کہ اس کی آرزو کرے۔

قدسی مقال علامہ اقبال قدس سرہ ایک بزرگ کا واقعہ سنایا کرتے تھے کہ ان سے کسی شخص نے سوال کیا کہ سید الاولین والآخرین، افضل المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کس طرح ہو سکتا ہے؟ ان بزرگ نے جواب دیا کہ پہلے اسوۂ حسنہ پر عمل کو اپنا شعار بناؤ اور اپنی زندگی اس میں ڈھالو، پھر اپنے آپ کو دیکھو کہ یہی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہے۔ علامہ اقبال نے جاوید نامہ میں فرمایا:

سے معنی دیدار آں آخر زماں حکم او بر خویشتن کردن رواں
(یعنی حضرت پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کے احکامات کو اپنی زندگی کا رہنما بنائے۔)

غمگسار غربا، نور اتم، تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ تین اوصاف نہ ہوں، چاہے فرشتوں جیسی عبادت کرے: (۱) معاملات و عبادت میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع (۲) حرص و دنیا نہ رکھے یعنی حاجت سے زیادہ پیدا کرنے اور جمع کرنے کی سعی میں گرفتار نہ ہو (۳) سینے کو بغض و حسد اور غل و غش سے پاک رکھے۔

چشمہ صدق و صفا، صاحب خلق عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت کے لیے عربی میں کئی کتابیں ہیں۔ شیخ یوسف بن یعقوب الخلونی شیخ الحرم النبوی نے ترکی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے سے متعلق ”تدبیر البغی فی روایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ لکھی (کشف الظنون، جلد اول صفحہ ۲۵۵)۔ اردو میں اس سلسلے کی ”زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم“ از ع، م، چوہدری ایم اے (جٹ لینڈ پبلشرز، سوئی وہار، مسافر خانہ، بھاو پور) ایک اچھی کوشش ہے۔ جناب افتخار احمد حافظ قادری (مکان نمبر 999/A-6، گلی نمبر 9، افشاں کالونی، راولپنڈی کینٹ) کے اس ضمن میں دو کتابی کیپیول ”زیارت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم“ اور ”خزانہ درود و سلام صلی اللہ علیہ وسلم“ بڑی بڑی کتابوں سے بے نیاز کر دینے والے ہیں۔

مولای صل و سلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلہم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کلماتِ دُعائیہ

کوئی تجھ سے کچھ، کوئی کچھ مانگتا ہے
 اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری
 کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
 بحق آنکہ او جان جہان است
 الہی میں تجھ سے طلب گار تیرا
 جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری
 یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
 فدائے روضہ اش ہفت آسمان است
 (ترجمہ = صدقے میں اس ذات ﷺ گرامی کے جو جانِ علیہ جہاں ہے اور جس ﷺ کے
 روضہ مبارک پر ہفت آسمان قربان ہیں)۔

اللہ کو دو قطروں سے زیادہ کوئی قطرہ پسند نہیں: ایک آنسو کا قطرہ جو اللہ کے خوف
 سے نکلا ہو، دوسرا خون کا قطرہ جو اللہ کی راہ میں گرا ہو۔ اللہ کی رحمت واسعہ سے ناامید نہیں ہونا
 چاہیے۔ گناہوں کو یاد کر کے رونے سے قرب الہی نصیب ہوتا ہے۔ اپنے گناہوں کو یاد کر کے
 آنسو بہانے والا بلا حساب کتاب بخشا اور جنت میں داخل کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے بغیر میرے سوال کئے، مجھے انسانی قالب
 عطا فرمایا۔ قالب اشرف المخلوقات، انسانیت کا قالب، مجھے نیک، دیندار اور باعمل مسلمان
 گھرانے میں پیدا فرمایا، ایمان جیسی عظیم دولت بے طلب عطا فرمائی، اپنی اور اپنے پیارے
 حبیب (ﷺ) کی محبت سے میرا سینہ معمور فرما دیا اور اپنے پیارے بندوں کی الفت عنایت
 فرمائی، دین پر عمل کی توفیق دی، ایمان افروز کتابیں لکھوائیں، پیرانہ سالی میں بھی جوانوں جیسے
 حواس اور صحت عطا فرمائی، غرض کس کس نعمت کا اظہار کروں؟ اس وقت اللہ تعالیٰ کے جن
 احسانات کا استحضار کیا، ان کا بھی اور جن لامتناہی احسانات کا استحضار نہیں کر سکا، ان کا بھی ہر بن
 موسے شکر ادا کرتا ہوں:

سے چوں شمارم من ز احسان تو چوں گر زباں ہر موشود لطفت فزوں
 (ترجمہ: اگر ہم آپ کے احسانات شمار کرنا شروع کر دیں اور ہمارا ہر بال زبان بن جائے تو
 بھی آپ کا لطف و کرم ہمارے شکر سے زیادہ ہوگا)۔

سے اے خدا احسان تو اندر شمار می نتانم با زبان صد ہزار
 (ترجمہ: اے خدا آپ کے احسانات کو ہم ایک لاکھ زبانوں سے بھی شمار نہیں کر سکتے)۔

marfat.com

Marfat.com

سے جان و گوش و چشم و ہوش پاؤ دست جملہ از دُر ہائے احسانت پرست
(ترجمہ: جان اور کان اور آنکھ اور ہوش اور ہاتھ پاؤں سب آپ کے احسانات کے موتیوں سے
پڑے ہیں)۔

سے من گنہہ آرم تو ستاری کنی جرم من آرم تو معذاری کنی
(ترجمہ: میں گناہ کرتا ہوں اور آپ ستاری فرماتے ہیں، میں جرم کرتا ہوں اور آپ ہم کو
معاف فرمادیتے ہیں)۔

سے جرمہا بنی و خشمے ناوری اے بقر بانٹ چہ نیکو داوری
(ترجمہ: میرے جرائم آپ دیکھتے ہیں اور مجھ پر غضب نازل نہیں فرماتے، میں آپ کے ایسے
عجیب اخلاق و احسان پر قربان ہوں)۔

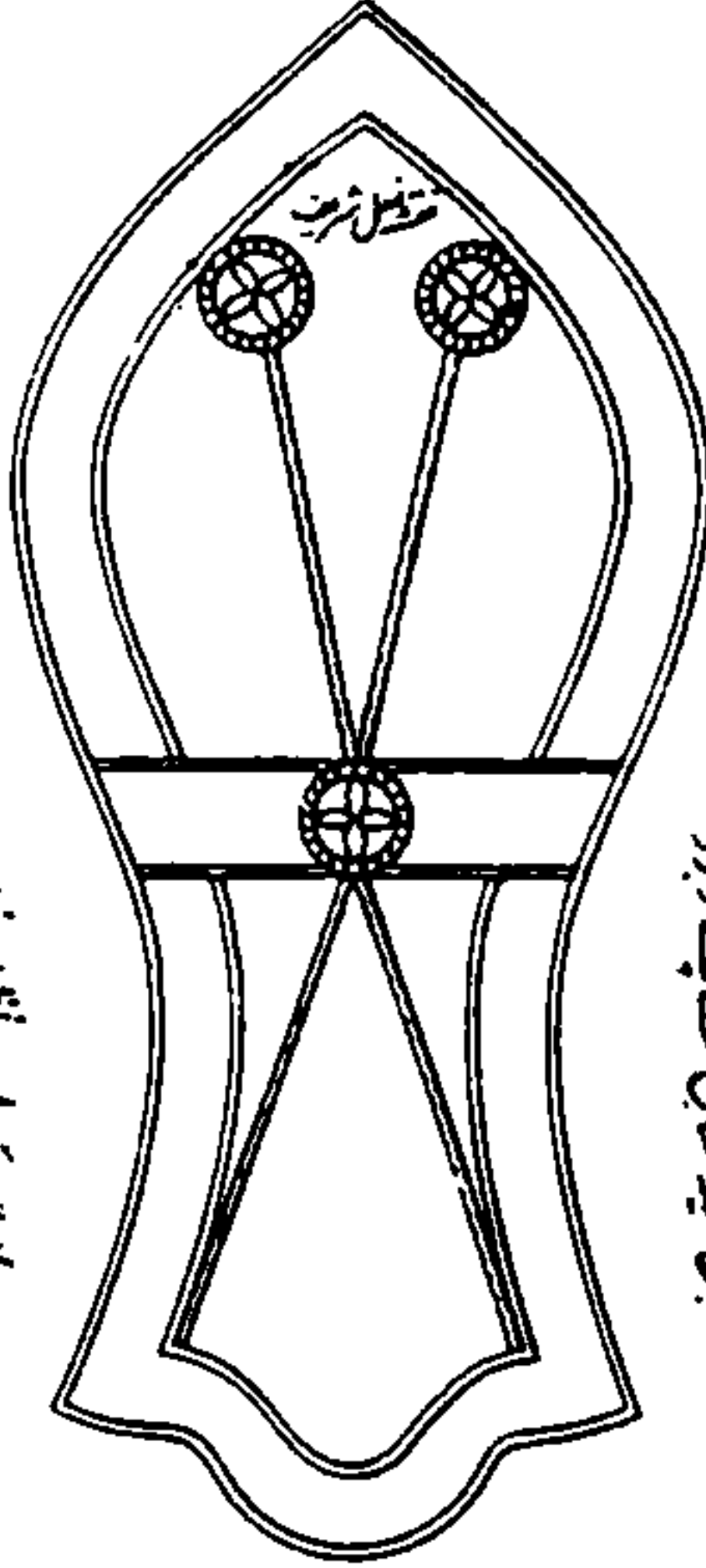
سے اگر نالاکتم قدرت تو داری کہ خار عیب از جانم براری
(ترجمہ: اگرچہ میں نالائق ہوں، لیکن آپ ایسی قدرت رکھتے ہیں کہ میری جان سے برائیوں
کے کانٹوں کو نکال دیں)۔

سے قادرا قدرت تو داری برکمال انت ربی انت حسی ذوالجلال
(ترجمہ: اے قادر مطلق! تو قدرت کاملہ رکھتا ہے اور تو ہی ہمارے لیے کافی ہے، اے
ذوالجلال)۔

تَمَّتْ بِفَضْلِهِ تَعَالَىٰ وَ كَرَمِهِ وَ عَوْنِهِ
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○
وَصَلِّ عَلَىٰ اللَّهِ تَعَالَىٰ عَلَىٰ خَيْرِ خَلْقِهِ وَ اصْحَابِهِ اْجْمَعِينَ ○
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ○

نقش نعل مبارک

هَذَا مِثَالُ نِعَالِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ



نعل شریف

سازمان جامعہ اسلامیہ نظر انوار

بنا کیے نظام کون اپنے ترور

جناب محمد عبدالمجید صدیقی نے ”سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ“ مرتب کر کے ایک نہایت ہی مبارک کام سرانجام دیا ہے۔ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے فوراً بعد ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ جہت نگاہوں کے سامنے آگئی تھی۔ صحابہ کرامؓ، تابعینؓ و تبع تابعینؓ، بعد کے صلحاء، اتقیا، علماء اور مجاہدین اسلام الغرض تمام اہل بصیرت پر یہ حقیقت اچھی طرح منکشف ہوتی چلی گئی کہ اب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے حالات سے اچھی طرح باخبر ہیں، بڑی شفقت، رہنمائی اور مدد فرماتے اور اپنی زیارت سے بھی مشرف فرمایا کرتے ہیں، لیکن یہ شرف چودھویں صدی ہجری کے اختتام پر جناب عبدالمجید صدیقی کو حاصل ہونا تھا کہ اس حقیقت باہرہ سے ہر ایک کو آگاہ کرنے کے لیے محققانہ انداز میں ایک کتاب تصنیف کر دیں تاکہ طلوع ہونے والی پندرہویں صدی ہجری میں مسلمان ہر آن اسے اپنی نگاہوں کے سامنے رکھیں اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (روحی فداہ) سے محبت و عقیدت کو اپنا سرمایہ حیات سمجھیں۔ یہ مبارک کتاب ہر لائبریری میں موجود ہونی چاہیے اور ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

جناب ڈاکٹر سید محمد عبداللہ

پروفیسر امیر یطس، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔



فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ

لاہور راولپنڈی کراچی

Rs.250.00

ISBN 969-0-01768-3



9 789690 017680